لینن
قمرابی لفاظی

دنیا کے مزدورو، ایک ہو جاؤ!

انقلابی لفاظی

(بریست کے امن کے عہدنامے کے سوال پر
"بائیں بازو والے کمیونسٹوں" کی غلطیوں
کے متعلق مضامین اور تقریریں)

دارالاشاعت ترقی
ماسکو

ترجمہ : مرزا اشفاق بیگ

© اردو میں ترجمہ ۔ دارالاشاعت ترقی ۔ ۱۹۷۴ء

Л $\frac{10102-332}{014(01)\ 74}$ 607—74

فهرست

صفحه

بدنصیب امن کے سوال کی تاریخ کے بارے میں

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ وقت تاریخ سے بحث کرنے کا نہیں ہے۔ یہ دعوی یقینی اس صورت میں قابل قبول ہو سکتا تھا اگر ایک مخصوص ماضی کے سوال کا تعلق غیر منفک طور پر اور براہ راست عمل میں حال سے نہ ہوتا۔ لیکن بدقسمت امن کا سوال، انتہائی ناگوار امن کا سوال مسائل حاضرہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کی تشریح کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر میں اپنے مقالے شائع کر رہا ہوں جو ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو پیٹروگراد پارٹی کے تقریباً ۶۰ رہنما کارکنوں کے جلسے میں پڑھ کر سنائے گئے تھے[1]۔

مقالے یہ ہیں:

۷ جنوری ۱۹۱۸ء

علحدہ اور الحاق پذیر امن کا عہدنامہ فوراً کرنے کے سوال کے متعلق مقالے[1]

(۱) اس وقت روسی انقلاب کی حالت ایسی ہے کہ تقریباً تمام مزدور اور کسانوں کی بھاری اکثریت بلاشبہ سوویت اقتدار اور اشتراکی انقلاب کی حامی ہے جو اس نے شروع کر دیا ہے۔ اس سے روس میں اشتراکی انقلاب کو کامیابی کی ضمانت ملتی ہے۔

(۲) ساتھ ھی خانہ‌جنگی ، جسے سختی سے مزاحمت کرنےوالے دولت‌مند طبقات نے چھیڑا ھے اور جو اچھی طرح محسوس کرتے ھیں کہ زمین اور ذرائع پیداوار میں نجی ملکیت کے بقا کی آخری اور فیصلہ کن جدوجہد انھیں درپیش ھے ، ابھی وہ اپنے نقطۂ عروج کو نہیں پہنچی ھے ۔ اس جنگ میں سوویت اقتدار کی فتح لازمی ھے ، لیکن بورژوازی کی مزاحمت کو بالکل کچلنے کے لئے کچھ وقت ناگزیر ھے ، انتہائی معاشی انتشار اور بدحالی کا دور ناگزیر ھے جو تمام جنگوں اور خاص کر خانہ‌جنگی کے ساتھ ساتھ آتا ھے ، اور یہ دور لازمی طور پر سخت کوششوں کا متقاضی ھے ۔

(۳) مزیدبراں ، کم سرگرم اور غیر فوجی شکلوں میں یہ مزاحمت — توڑ پھوڑ ، طبقے سے خارج عناصر اور بورژوازی کے دلالوں کو خرید کر انھیں اشتراکیوں کی صفوں میں ان کے مقصد کو ناکام بنانے کے لئے بھیجنا ، وغیرہ — اس قدر شدید ھو گئی ھے اور اس نے اتنی زیادہ مختلف شکلیں اختیار کرلی ھیں کہ اس کے خلاف جدوجہد کےلئے لازمی طور پر زیادہ وقت درکار ھوگا اور اس کی خاص شکلوں کا مقابلہ کرنے کے واسطے کئی مہینے صرف ھوں‌گے ۔ بورژوازی اور اس کے حامیوں کی اس مجہول اور پوشیدہ مزاحمت کو قطعی طور پر کچلے بغیر اشتراکی انقلاب کامران نہیں ھو سکتا ۔

(۴) آخر میں ، روس کی اشتراکی تبدیلی کے تنظیمی مسائل اتنے وسیع اور مشکل ھیں کہ — اشتراکی پرولیتاریہ کے بےشمار پیٹی‌بورژوا ھم‌سفروں اور اول‌الزکر کی پست ثقافتی سطح کے پیش نظر — ان کے حل کے لئے بھی طویل وقت درکار ھوگا ۔

(۵) یہ تمام حالات اس بات کی مکمل طور پر وضاحت کر دیتے ھیں کہ روس میں سوشلزم کی کامیابی کے لئے ایک معین وقت ، کم‌ازکم کئی ماہ درکار ھوں گے ، جس کے دوران پہلے ھمارے ملک کے اندر بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کےلئے اور وسیع پیمانے پر موثر طریقے سے عوامی تنظیمی کام شروع کرنے کےلئے اشتراکی حکومت کے ھاتھوں کو پوری طرح آزاد ھونا چاھئے ۔

(٦) ھمارے سوویت اقتدار کے بین‌الاقوامی فرائض معین کرنے کی بنیاد روس میں اشتراکی انقلاب کی حالت ھونا چاھئے کیونکہ جنگ کے

چوتھے سال میں بین الاقوامی حالات ایسے ھیں کہ انقلاب بپا ھونے اور کسی یورپی سامراجی حکومت کا تختہ الٹنے کے امکانی لمحے کی پیش بینی کرنا بالکل ناممکن ھے (جرمنی کو شامل کر کے) ۔ یہ بات کہ یورپ میں اشتراکی انقلاب ھونا چاھئے اور ھوگا شک و شبہے سے بالا ھے ۔ اشتراکیت کی آخری فتح کی ھماری تمام امیدوں کی بنیاد یہی یقین اور سائنسی پیش گوئی ھے ۔ عام طور پر ھمارے پروپیگنڈے کے کام کو اور خاص کر برادرانہ تنظیم کو سرگرم کرنا اور انھیں وسعت دینا چاھئے ۔ بایں ھمہ ، اگر روسی اشتراکی حکومت اپنا طریقہ کار اس پر مبنی کرے کہ آنے والے چھ ماہ میں (یا ایسی ھی مختصر مدت میں) یورپ میں اور خاص طور پر جرمنی میں اشتراکی انقلاب برپا ھو جائے گا تو یہ غلطی ھوگی ۔ چونکہ ایسی پیش بینی کرنا بالکل نا ممکن ھے ، اس لئے اس قسم کی تمام کوششیں خارجی طور پر خطرناک جوئے بازی ھوں گی ۔

(۷) بریست لیتوفسک میں امن کی بات چیت نے اب — ۷ جنوری ۱۹۱۸ء کو — یہ بات روز روشن کی طرح واضح کر دی ھے کہ جرمن حکومت پر جنگ کی پارٹی بلاشبہ حاوی ھے (جس کی دوسری اتحادی چہار گانہ (۲) حکومتیں دم چھلا بنی ھوئی ھیں) اور اس نے عملاً روس کو الٹی میٹم دے دیا ھے (اور توقع کی جاتی ھے ، یقینی توقع کی جاتی ھے کہ کسی بھی دن اسے باضابطہ پیش کیا جاسکتا ھے) ۔ الٹی میٹم یہ ھے : یا تو جنگ جاری رھے یا الحاق کے ساتھ امن ھو ، یعنی امن اس شرط پر ھو کہ ھم نے جن علاقوں پر قبضہ کر رکھا ھے ان سب کو جرمنی کے حوالے کر دیں اور جرمن جن علاقوں پر قبضہ کئے ھوئے ھیں وہ ان سب کو برقرار رکھیں اور ھم پر تاوان (بظاھر جنگی قیدیوں کے گذربسر کے اخراجات کے نام پر) عائد کریں جس کی رقم تقریباً تین ارب روبل ھوگی اور اسے کئی برسوں تک ادا کرنا ھوگا ۔

(۸) روس کی اشتراکی حکومت کے سامنے جو سوال ھے — جسے حل کرنے کے لئے دیر نہیں کرنا چاھئے — وہ یہ ھے کہ آج اس امن کو الحاقات کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے یا فوراً انقلابی جنگ چھیڑ دی جائے ۔ درحقیقت کوئی درمیانہ راستہ ممکن ھی نہیں ھے ۔ اس سے زیادہ التوا حاصل نہیں کی جاسکتی کیونکہ ھم بات چیت کو جان بوجھ کر طوالت دینے کے لئے ھر ممکن اور ناممکن کوشش کر چکے ھیں ۔

(۹) فوری انقلابی‌جنگ چھیڑنے کے حق میں دلائل پر ہم جب نظر ڈالتے ہیں تو پہلی دلیل یہ دکھائی دیتی ہے کہ اس موقع پر علحدہ امن کا خارجی طور پر مطلب جرمن سامراجیوں سے سمجھوتہ ہوگا، یہ ”سامراجی سودے بازی،، وغیرہ ہوگی اور نتیجے کے طور پر اس امن کا مطلب پرولیتاری بین الاقوامیت کے بنیادی اصولوں سے مکمل انحراف ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ دلیل غلط ہے۔ مزدور جب ہڑتال ہارنے کے بعد دوبارہ کام شروع کرنے کے لئے ایسی شرطوں پر دستخط کرتے ہیں جو ان کے حق میں نہیں بلکہ سرمایہ‌داروں کے حق میں ہوتی ہیں تو وہ اشتراکیت کے ساتھ غداری نہیں کرتے۔ اشتراکیت سے صرف وہ لوگ غداری کرتے ہیں جو سرمایہ‌داروں کے منافع کے بدلے مزدوروں کے ایک حصے کے لئے رعایتیں حاصل کرتے ہیں، صرف ایسے سمجھوتے اصولی طور پر ناروا ہیں۔

جو شخص جرمن سامراج کے خلاف جنگ کو دفاعی اور جائز جنگ کہتا ہے لیکن دراصل برطانوی فرانسیسی سامراجیوں سے امداد حاصل کرتا ہے اور عوام سے ان خفیہ عہد ناموں کو چھپاتا ہے جو ان کے ساتھ کئے گئے ہیں، وہ اشتراکیت سے غداری کرتا ہے۔ وہ اشتراکیت سے ذرہ برابر بھی غداری نہیں کرتا جو لوگوں سے کوئی چیز پوشیدہ رکھے بغیر، سامراجیوں سے خفیہ معاہدے کئے بغیر، اگر اس لمحے جب جنگ جاری رکھنے کی سکت نہیں ہے امن کی ایسی شرائط پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جو کمزور قوم کے مفاد میں نہ ہوں اور ایک گروپ کے سامراجیوں کے مفاد میں ہوں۔

(۱۰) فوراً جنگ کی تائید میں دوسری دلیل یہ ہے کہ امن کا سمجھوتہ کرکے ہم خارجی طور پر جرمن سامراج کے دلال بن‌جاتے ہیں کیونکہ ہم اسے اپنے محاذ سے اپنی فوجیں ہٹانے کا موقع دیتے ہیں، ہم لاکھوں جنگی قیدی اس کے حوالے کر دیتے ہیں، وغیرہ۔ لیکن یہ دلیل بھی پوچ ہے اس لئے کہ موجودہ حالات میں اگر ہم نے انقلابی جنگ شروع کی تو برطانوی فرانسیسی سامراج کے مقاصد کے حصول میں امدادی قوتیں فراہم کرکے خارجی طور پر ہم اس کے دلال بن جائیں‌گے۔ برطانیہ نے علی‌الاعلان ہمارے کمانڈر ان‌چیف کو پیش کش کی ہے کہ اگر

ہم نے لڑائی جاری رکھی تو وہ ہمارے ہر سپاہی کے لئے ماہانہ سو روبل فراہم کرے گا۔ اگر ہم برطانوی فرانسیسی سامراجیوں سے ایک پیسہ بھی نہ لیں اور جرمن فوج کے ایک حصہ کو مصروف رکھیں تو خارجی طور پر یہ ان کی امداد ہوگی۔

اس نقطۂ نظر سے کسی صورت میں بھی ہم کسی نہ کسی قسم کے سامراجی بندھن سے بالکل آزاد نہیں ہو سکتے اور ظاہر ہے کہ عالمی سامراج کا تختہ الٹے بغیر اس سے مکمل طور پر بچنا ناممکن ہے۔ اس سے یہ صحیح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے : اس لمحے سے جب سوشلسٹ حکومت کسی ایک ملک میں کامیاب ہوتی ہے ، سوالات کا فیصلہ اس طرح نہیں کرنا چاہئے کہ یہ یا وہ سامراج قابل ترجیح ہو بلکہ صرف ان حالات کے نقطۂنظر سے کرنا چاہئے جو جاری اشتراکی انقلاب کی ترقی اور اس کے استحکام کے لئے بہترین ہوں۔

بہالفاظ دیگر ، ہمارے طریقۂ کار کا بنیادی اصول یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس موقع پر دونوں میں سے کس سامراج کو مدد دینے سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا بلکہ اصول یہ ہونا چاہئے کہ سوشلسٹ انقلاب کو انتہائی مضبوطی سے اور معتبر طریقے سے مستحکم ہونے یا کم‌ازکم ایک ملک میں برقرار رہنے کے امکان کی ضمانت ملے یہاں تک کہ بعد میں اس میں دوسرے ملک بھی شامل ہو جائیں۔

(۱۱) یہ کہا جارہا ہے کہ جنگ کے جرمن سوشل ڈیمو کریٹک مخالف ”شکست پسند“ ہو گئے ہیں اور ہم سے درخواست کر رہے ہیں کہ ہم جرمن سامراج کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکیں۔ لیکن ہم صرف خود اپنے سامراجی بورژوازی کے تعلق سے شکست پسندی کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم نے ہمیشہ اجنبی سامراج پر فتح کو ، ”دوستانہ“ سامراج سے با ضابطہ یا عملی سمجھوتے کے ذریعے فتح حاصل کرنے کو ایسا طریقہ گردانا ہے جو اصولاً ناقابل اجازت ہے اور عام طور پر غلط ہے۔

یہ دلیل دراصل پچھلی دلیل ہی کی ایک بدلی ہوئی شکل ہے۔ اگر بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیمو کریٹ تجویز کرتے کہ ہم ایک معین مدت تک کے لئے علحدہ امن طے کرنے میں التوا سے کام لیں اور اس مدت میں وہ جرمنی کے اندر انقلابی اقدام کرنے کی ضمانت دیتے تو پھر ہمارے

لئے سوال کی نوعیت بدل سکتی تھی ۔ یہ کہے بغیر بائیں بازو والے جرمن باقاعدہ اعلان کرتے ہیں : ”جتنے عرصے تک تم ڈٹے رہ سکتے ہو ڈٹے رہو، لیکن سوال کو روسی اشتراکی انقلاب کی حالت مدنظر رکھتے ہوئے طے کرو اس لئے کہ جرمن انقلاب کے سلسلے میں ہم مثبت طور پر تم سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتے ۔ “

(۱۲) یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ کئی پارٹی بیانات میں ہم نے براہ‌راست انقلابی جنگ کا ”وعدہ کیا تھا“ اور اب علحدہ امن طے کر کے ہم اپنے الفاظ سے منہ موڑ رہے ہیں ۔

یہ درست نہیں ہے ۔ ہم نے کہا تھا کہ سامراج کے دور میں ایک اشتراکی حکومت کو انقلابی جنگ کے لئے ”تیار رہنا اور اسے لڑنا“ چاہئے ۔ یہ ہم نے اس لئے کہا کہ خیالی امن پسندی اور سامراج کے دور میں ”مادروطن کی حفاظت“ کو بالکل مسترد کرنے کے نظریے کا مقابلہ کیا جائے اور سپاہیوں کے ایک حصے کی خالص خود غرض جبلتوں کے خلاف لڑا جائے ، لیکن ہم نے یہ سوچے بغیر کہ کس حد تک ایک مخصوص لمحے انقلابی جنگ لڑنا ممکن ہے ایسی جنگ شروع کرنے کا وعدہ کبھی نہیں کیا ۔

بلاشبہ، اس لمحے بھی ہمیں انقلابی جنگ کے لئے تیاری کرنا چاہئے ۔ عام طور پر جس طرح کہ ہم نے اپنے تمام وعدے پورے کئے جو فوراً پورے کئے جا سکتے تھے : ہم نے خفیہ معاہدے منسوخ کئے ، تمام قوموں کو منصفانہ امن پیش کیا اور کئی بار امن کی بات‌چیت کو طول دینے کی حتی‌الامکان کوشش کی تاکہ دوسری قومیں بھی ہمارے ساتھ شامل ہو سکیں — اسی طرح ہم یہ وعدہ بھی پورا کر رہے ہیں ۔

یہ سوال کہ ابھی اور فوراً انقلابی جنگ کرنا ممکن ہے ، اس کا فیصلہ صرف اس نقطۂ‌نظر سے کرنا چاہئے کہ آیا مادی حالات اس کی اجازت دیتے ہیں ، اور آیا یہ اس اشتراکی انقلاب کے مفاد میں ہے جو شروع ہو چکا ہے ۔

(۱۳) فوراً انقلابی جنگ کی تائید میں دلائل کا خلاصہ کر کے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ شاید ایسی پالیسی خوبصورت ، ڈرامائی اور جاذب توجہ چیز کے لئے انسانی تمناؤں سے مطابقت تو رکھ سکتی لیکن جاری اشتراکی انقلاب کے موجودہ دور میں طبقاتی قوتوں

کے خارجی توازن اور مادی عناصر کو یکسر نظرانداز کرتی ہے۔

(۱۴) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ لمحے ہماری فوج مطلق اس حالت میں نہیں ہے ، اور آئندہ چند ہفتوں تک بھی نہیں ہوگی (اور غالباً چند ماہ تک بھی نہیں) کہ وہ جرمنی کے حملے کو کامیابی سے پسپا کر سکے — پہلے ، سپاہیوں کی اکثریت بالکل تھک چکی ہے ، اس میں کوئی جان نہیں رہی ، پھر غذا کی فراہمی ، تھکے ہوئے سپاہیوں کی بدلی وغیرہ کے معاملات میں حیرت‌انگیز افراتفری ، دوسرے ، گھوڑوں کی عام جسمانی کمزوری اور نتیجے میں ہمارے توپ‌خانے کی لازمی تباہی ، تیسرے ، ریگا سے ریویل تک ساحل کی مدافعت قطعاً ناممکن ہونے کے سبب دشمن کو پوری طرح موقع ملتا ہے کہ وہ پہلے لف‌لانڈ کے باقی حصے پر اور پھر ایسٹ‌لانڈ پر قبضہ کرلے اور ہماری فوج کے بڑے حصے کو پیچھے چھوڑدے اور آخرکار پیتروگراد کو تسخیر کرلے۔

(۱۵) مزید ، اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ موجودہ صورت میں ہماری فوج میں کسانوں کی اکثریت فوراً انقلابی جنگ کی حمایت میں نہیں بلکہ غیرمشروط طور پر الحاقات کے ساتھ امن کی تائید میں ہے۔ فوج کی اشتراکی تنظیم نو ، اس میں لال محافظ دستوں کا ضم کرنے وغیرہ کا کام ابھی شروع ہوا ہے۔

ایک ایسی فوج جو سرتاپا جمہوری ہو اس کے سپاہیوں کی اکثریت کی خواہشات کو ٹھکرا کر جنگ جاری رکھنا خطرناک جوئےبازی ہے، اور جہاں تک ایک مضبوط اور نظریاتی اعتبار سے مستحکم اشتراکی مزدوروں اور کسانوں کی فوج بنانے کا تعلق ہے تو اس کے واسطے کم از کم کئی مہینے درکار ہیں۔

(۱۶) روس کے غریب کسان مزدور طبقے کی رہنمائی میں اشتراکی انقلاب کی حمایت کرنے کے قابل ہیں لیکن وہ موجودہ صورت‌حال میں فوراً سنجیدہ انقلابی جنگ لڑنے کے لائق نہیں ہیں۔ اس مسئلے پر طبقاتی قوتوں کے خارجی توازن کو نظرانداز کرنا خطرناک غلطی ہوگی۔

(۱۷) چنانچہ انقلابی جنگ کے تعلق سے موجودہ حالت یہ ہے :

اگر آئندہ تین چار ماہ میں جرمن انقلاب بپا ہوجائے اور فتحیاب رہے تو فوری انقلابی جنگ کا طریقۂ کار غالباً ہمارے اشتراکی انقلاب کےلئے تباہ کن ثابت نہ ہو۔

لیکن اگر آئندہ چند ماہ میں جرمن انقلاب شروع نہیں ہوتا اور جنگ جاری رہتی ہے تو واقعات کا رخ ناگزیر طور پر ایسا ہو جائے گا کہ سنگین شکستیں روس کو اور بھی زیادہ ناسوافق علحدہ امن طے کرنے پر مجبور کریں گی، مزیدبراں یہ امن اشتراکی حکومت کے ذریعے نہیں بلکہ دوسروں کے ذریعہ حاصل کیا جائے گا (مثال کے طور پر بورژوا رادا (۳) اور چیرنوف (۴) کے حامیوں کا بلاک یا اسی قماش کے لوگ) - اس لئے کہ کسان فوج جسے جنگ نے آخری حد تک چوس لیا ہے پہلی ہی شکستوں کے بعد — اور بہت ممکن ہے کہ مہینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں میں — اشتراکی مزدوروں کی حکومت کا تختہ الٹ دے۔

(۱۸) ایسی حالت میں اشتراکی انقلاب کی قسمت سے کھیلنا جو روس میں شروع ہو چکا ہے قطعی طور پر ناقابل اجازت طریقۂ کار ہے، محض اس قیاس پر کہ مستقبل قریب میں، چند ہفتوں کے اندر شاید جرمن انقلاب بپا ہو جائے۔ ایسا طریقۂ کار خطرناک جوئے بازی ہے۔ ہمیں ایسا خطرہ مول لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۱۹) اگر ہم نے علحدہ امن طے کر بھی لیا تو جہاں تک جرمن انقلاب کی خارجی منطق کا تعلق ہے امن سے اس کے پورے ہونے میں زیادہ مشکل نہیں ہوگی۔ غالباً جارحانہ قوم‌پرستی کا بخار اسے عارضی طور پر کمزور بنا دے لیکن جرمنی کی حالت انتہائی خطرناک رہے گی، برطانیہ اور امریکہ سے اس کی جنگ طویل ہوگی اور دونوں جانب جارحانہ سامراج کا پوری طرح مکمل طور پر پردہ فاش ہوگا۔ ان حالات میں روس میں اشتراکی سوویت ریپبلک تمام ملکوں کے عوام کے لئے ایک زندہ مثال ثابت ہوگی اور اس مثال کا پروپیگنڈہ اور انقلابی اثر بے انتہا ہوگا۔ وہاں — بورژوا نظام اور درندوں کے دو گروپوں کے درمیان کھلم کھلا غارتگری کی جنگ۔ اور یہاں — امن اور اشتراکی سوویت ریپبلک۔

(۲۰) علحدہ امن طے کرکے موجودہ لمحے جہاں تک ممکن ہے ہم آپس میں دونوں دشمن سامراجی گروپوں سے اپنے آپ کو آزاد کر لیتے ہیں، ہم ان کی باہمی دشمنی اور جنگ سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو ہمارے خلاف ان کا متحدہ عمل روک رہی ہے، اور معین وقت تک ہمارے ہاتھ اشتراکی انقلاب کو ترقی دینے اور اسے مستحکم کرنے کےلئے آزاد رہتے ہیں۔ پرولیتاریہ کی آمریت اور بنکوں اور بڑی صنعتوں کی قومی ملکیت

کی بنیاد پر روس کی تنظیم‌نو اور اس کے ساتھ ساتھ شہروں اور چھوٹے کسانوں کی صارف انجمنوں کے درمیان جنس کی شکل میں پیداوار کا تبادلہ معاشی اعتبار سے بالکل قابل عمل ہے ، بشرطیکہ ہمیں امن کی حالت میں چند مہینے کام کرنے کی ضمانت مل جائے ۔ اور ایسی تنظیم‌نو اشتراکیت کو روس میں اور تمام دنیا میں بھی غیرمفتوح بنادے گی اور مزدوروں اور کسانوں کی طاقتور فوج بنانے کے لئے ایک ٹھوس معاشی بنیاد قائم کردے گی ۔

(۲۱) موجودہ لمحے واقعی ایک انقلابی جنگ بورژوا ملکوں کے خلاف اشتراکی ریپبلک کی ایسی جنگ ہوگی جس کا مقصد واضح طور پر معین کر لیا گیا ہو اور اشتراکی فوج‌نےاس کی پوری طرح تصدیق کرلی ہو یعنی دوسرے ملکوں کے بورژوازی کا تختہ الٹنا ۔ لیکن اس وقت ظاہر ہے کہ ہم یہ مقصد معین نہیں کر سکتے ۔ خارجی طور پر ہم پولینڈ ، لتھوانیا اور کورلینڈ کی آزادی کے لئے لڑیں گے ۔ لیکن کوئی بھی مارکسیسٹ مارکس‌ازم اور سوشلزم کے اصولوں سے انحراف کئے بغیر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ قوموں کے حق خودارادیت کے مقابلے میں اشتراکیت کے مفادات بلندتر ہیں ۔ فنلینڈ ، یوکرین وغیرہ کے حق خودارادیت کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں ہماری اشتراکی ریپبلک نے وہ سب کچھ کیا جو اس کے بس میں تھا اور اب بھی کر رہی ہے ۔ لیکن اگر ٹھوس حالات ایسے ہوں کہ موجودہ لمحے مختلف ملکوں (پولینڈ ، لتھوانیا ، کورلینڈ وغیرہ) کے حق خودارادیت کی خلاف‌ورزی کی وجہ سے اشتراکی ریپبلک کے وجود کو خطرہ پہنچتا ہے تو قدرتی طور پر اشتراکی ریپبلک کی بقا کا فریضہ بلندتر ہے ۔

چنانچہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ " ہم ایسے توہین‌آمیز ، ناقابل برداشت وغیرہ امن کے معاہدے پر دستخط نہیں کر سکتے ، پولینڈ کے ساتھ غداری نہیں کر سکتے وغیرہ "، یہ نہیں سمجھتا کہ اگر پولینڈ کی آزادی کی شرط پر امن طے کیا گیا تو اس سے برطانیہ ، بیلجیم ، سربیا اور دوسرے ملکوں کے مقابلے میں جرمن سامراج کے ہاتھ اور زیادہ مضبوط ہوں گے ۔ پولینڈ ، لتھوانیا اور کورلینڈ کی آزادی کی شرط پر امن روس کے نقطۂ نظر سے " محب‌وطن "، امن ہوگا لیکن اس کے باوجود یہ امن الحاق کرنےوالوں ، جرمن سامراجیوں کے ساتھ امن رہے گا ۔

۲۱ جنوری ۱۹۱۸ء مندرجہ‌بالا مقالوں میں یہ شامل کیا جائے:

(۲۲) آسٹریا اور جرمنی میں عام ہڑتالیں، پھر برلن اور ویانا میں مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کا قیام، اور آخر میں ۱۸ — ۲۰ جنوری سے برلن میں مسلح جھڑپیں اور سڑکوں پر مسلح لڑائی — ان سب باتوں سے اس کا ثبوت اخذ کرنا چاہئے کہ جرمنی میں انقلاب شروع ہو گیا ہے۔ ان واقعات سے ہمیں موقع ملتا ہے کہ وقتی طور پر اس کی بات‌چیت کو مزید طول دیں اور اسے بڑھائیں۔

تحریر کئے گئے: مقالے ۷ (۲۰) جنوری کو، مقالہ ۲۲ ۲۱ جنوری (۳ فروری) کو، تمہید ۱۱ (۲۴) فروری ۱۹۱۸ء سے پہلے۔

”پراودا“ کے شمارہ ۳۴ میں (مقالہ ۲۲ کے بغیر) ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کو شائع ہوئے۔

مقالہ ۲۲ پہلی بار ۱۹۴۹ء میں لینن کے مجموعۂ تصانیف کے چوتھے ایڈیشن کی جلد ۲۶ میں شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۲۴۳ — ۲۵۲۔

علحدہ اور الحاق پذیر امن کا عہدنامہ فوراً کرنے کے سوال کے متعلق مقالوں کا خاتمہ

میں نے مندرجہ بالا مقالے پارٹی کی ایک چھوٹی نجی میٹنگ میں ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو پڑھ کر سنائے تھے۔ ان پر بحث سے ظاہر ہوا کہ اس سوال کے سلسلے میں پارٹی کے اندر تین قسم کی رائیں ہیں — جو لوگ موجود تھے ان میں سے تقریباً نصف انقلابی جنگ کے حق میں بولے (اسے بعض وقت ''ماسکو،، کا نقطۂ نظر کہا گیا کیوں کہ ہماری پارٹی کے علاقائی ماسکو بیورو نے دوسری تنظیموں کے مقابلے میں پہلے یہ نقطۂ نظر منظور کیا تھا)، ایک چوتھائی رفیق تروتسکی کے حامی تھے جنھوں نے تجویز کی کہ ''حالتِ جنگ بند کرنے کا اعلان کیا جائے، فوج کو خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے، سپاہی گھر واپس بھیجدیے جائیں لیکن امن کے عہد نامے پر دستخط کرنے سے گریز کیا جائے،،، اور آخری چوتھائی میرے ہم‌خیال تھے۔

اس وقت پارٹی کی جو حالت ہے وہ مجھے ۱۹۰۷ء کی گرمیوں میں پارٹی کی حالت کی بہت زیادہ یاد دلاتی ہے جب بولشویکوں کی بھاری اکثریت نے تیسری دوما (۵) کے بائیکاٹ کی حمایت کی تھی اور دان کے ساتھ میں اس میں شرکت کا حامی تھا اور میری موقع پرستی پر شدید حملے کئے گئے تھے۔ خارجی طور پر موجودہ مسئلہ اس کے بالکل مشابہ ہے: اس وقت کی طرح اب بھی پارٹی کارکنوں کی اکثریت نے اپنی انتہائی انقلابی نیک‌نیتی سے اور پارٹی کی بہترین روایات پر چلتے ہوئے ایک ''بھڑکیلے،، نعرے سے اپنی آنکھیں چکاچوند کرلی ہیں، وہ نئی سماجی، معاشی اور سیاسی حالت کو نہیں سمجھتے، حالات میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں انھیں مد نظر نہیں رکھتے جن کا تقاضہ ہے کہ طریقۂ کار میں تیزی سے اور فوراً تبدیلی کی جائے۔ پہلے کی طرح آج بھی

میری دلیل کا لب‌لباب یہ صاف کرنا ھے کہ مارکس‌ازم مطالبہ کرتا ھے کہ خارجی حالات اور ان کی تبدیلیوں کو مد نظر رکھا جائے ، سوال کو ایسے ٹھوس طریقے سے پیش کیا جائے جیسا کہ ان حالات پر اس کا اطلاق ھو ، اور یہ کہ اب بنیادی تبدیلی یہ ھے کہ روس کی سوویتوں کی رپبلک قائم ھے اور اس رپبلک کا تحفظ جس نے اشتراکی انقلاب شروع کردیا ھے ، ھمارے لئے بھی اور عالمی اشتراکی نقطہ‌نظر سے بھی اھم ترین ھے ، یہ کہ موجودہ لمحے اگر روس نے انقلابی جنگ کا نعرہ بلند کیا ھوتا تو اس کا مطلب یا تو کھوکھلی لفاظی اور بےسہارا مظاھرہ ھوتا یا خارجی طور پر اس جال میں پھنسنے کے مترادف ھوتا جسے سامراجیوں نے ھمارے لئے بچھا رکھا ھے اور جو ھمیں اپنی موجودہ کمزور حالت میں سامراجی جنگ میں پھانسنا چاھتے ھیں تاکہ نوعمر سوویت رپبلک نہایت آسانی سے کچل دی جا سکے۔

"میں لینن کے پرانے رویے کا حامی ھوں"، ماسکو کے ایک نوجوان نے اعلان کیا (نوجوانی کی عظیم‌ترین خوبی اس گروپ کے مقرروں کو ممتاز بناتی ھے)۔ اور اسی مقرر نے جرمنی میں انقلاب کے ممکن نہ ھونے کے متعلق مدافعت‌پرستوں کی پرانی دلیلیں دھرانے پر مجھے طعنہ دیا۔

ساری مشکل یہ ھے کہ ماسکووالے پرانے طریقہ کار کے رویے سے چمٹے رھنا چاھتے ھیں اور جو تبدیلی رونما ھوئی ھے ، جو نئی خارجی حالت پیدا ھوئی ھے اسے بہ‌ضد دیکھنے سے انکار کرتے ھیں۔

ماسکووالوں نے پرانے نعرے دھرانے کے جوش‌وخروش میں اس حقیقت کو مد نظر نہیں رکھا ھے کہ اب ھم تمام ھی بولشویک مدافعت‌پرست ھو گئے ھیں۔ بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد ، خفیہ عہدناموں کو توڑ کر اور انہیں فاش کر کے ، تمام لوگوں کو امن تجویز کرنے کے بعد واقعی ... *

۸ اور ۱۱ (۲۱ اور ۲۴) جنوری ۱۹۱۸ء کے درمیان لکھا گیا۔
پہلی بار لینن کی متفرق تصنیفات کی جلد ۱۱ میں ۱۹۲۹ء میں شائع ھوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۵ ، صفحات ۲۵۴ — ۲۵۳۔

* یہاں پر مسودہ ختم ھو جاتا ھے (ایڈیٹر)۔

روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں جنگ اور امن پر تقریر

۱۱ (۲۴) جنوری ۱۹۱۸ء[۲]

روئداد سے

پہلے مقرر رفیق لینن ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس سوال پر ۸ (۲۱) جنوری کے جلسے میں تین قسم کے نقطۂ نظر سامنے آئے اور پوچھتے ہیں کہ آیا اس سوال پر عام مباحثہ کھلا ہو یا ان کے مقالوں کے نکات کے مطابق۔ اول الذکر اصول اختیار کیا گیا اور رفیق لینن نے پہلے تقریر کی۔

پچھلے جلسے میں جو تین نقطۂ نظر سامنے آئے تھے انہیں وہ پہلے بیان کرتے ہیں: (۱) علحدہ الحاق پذیر امن، (۲) انقلابی جنگ اور (۳) جنگ ختم کرنے کا اور فوج کو خدمت سے سبکدوش کرنے کا اعلان، امن پر دستخط کئے بغیر۔ پچھلے جلسے میں پہلے نقطۂ نظر کو ۱۵، دوسرے کو ۳۲ اور تیسرے کو ۱۶ ووٹ ملے۔

رفیق لینن نے کہا کہ بولشویک کبھی مدافعت سے انکار نہیں کرتے لیکن شرط یہ ہے کہ مادروطن کا دفاع ایک معین اور ٹھوس حالت میں ہو، جیسا کہ آج کل ہے، یعنی غیرمعمولی طاقتور عالمی سامراج کے مقابلے میں اشتراکی ریپبلک کا دفاع۔ سوال صرف یہ ہے کہ ہم اپنی مادر وطن کی، اس اشتراکی ریپبلک کی مدافعت کیسے کریں؟ فوج جنگ سے تھک چکی ہے، اس کے گھوڑوں کی حالت ایسی ہے کہ حملے کی صورت میں وہ توپوں کو کھینچ نہیں سکیں گے، بحیرہ بالٹک کے جزیروں میں جرمن مورچہ بندیاں اتنی اچھی ہیں کہ حملے کے وقت وہ ہتیاروں کے بغیر

ریویل اور پیٹروگراد پر قبضہ کرسکتے ھیں۔ ان حالات میں جنگ جاری رکھ کر ھم جرمن سامراج کو بےنظیر طور پر مضبوط بنانے میں مدد کریں گے ، امن پر ھر صورت میں دستخط کرنا پڑیں گے لیکن تب وہ بدترین قسم کا امن ھوگا اس لئے کہ امن طے کرنےوالے ھم نہیں ھونگے۔ جو امن اب ھم طے کرنے پر مجبور ھیں بلاشبہ وہ ناسعقول ھے لیکن اگر جنگ جاری رکھی گئی تو ھماری حکومت کا صفایا ھوجائےگا اور پھر دوسری حکومت امن پر دستخط کرےگی۔ اب ھمیں نہ صرف پرولیتاریہ کی بلکہ غریب کسانوں کی بھی حمایت حاصل ھے ، لیکن اگر جنگ کا سلسلہ جاری رھا تو وہ ھمیں چھوڑ دیں گے۔ طویل جنگ فرانسیسی ، برطانوی اور امریکی سامراجیوں کے مفاد میں ھے اور کریلینکو کے جنرل ھیڈکوارٹر کو ھر روسی سپاھی پر ۱۰۰ روبل کی امریکنوں کی پیش کش اس کا واضح ثبوت ھے۔ جو لوگ انقلابی جنگ کے حامی ھیں وہ کہتے ھیں کہ اس سے ھم جرمن سامراج کے خلاف خانہ جنگی میں اتر آئیں گے اور یہ حالت جرمنی میں انقلاب پیدا کرےگی۔ لیکن جرمنی کے بطن میں تو ابھی صرف انقلاب پروان‌چڑھ رھا ھے اور ھمارے ھاں صحت‌مند بچہ پیدا ھو چکا ھے — اشتراکی ریپبلک — جسے ھم جنگ شروع کرکے ھلاک کرسکتے ھیں۔ ھمارے پاس جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا ایک گشتی مراسلہ ھے۔ ھم جانتے ھیں کہ ان کے دو مرکزی رجحانات رکھنےوالے گروپوں کا ھماری جانب کیا رویہ ھے ، ان میں سے ایک کو یقین ھے کہ ھمیں رشوت دی گئی ھے اور بریسٹ میں جو کچھ ھو رھا ھے وہ ناٹک ھے۔ یہ گروپ جنگ‌بندی کی وجہ سے ھم پر حملے کر رھا ھے۔ کاؤتسکی کا حامی دوسرا گروپ کہہ رھا ھے کہ بولشویک رھنماؤں کی ذاتی دیانت پر کبھی شبہ نہیں تھا لیکن ان کا رویہ نفسیاتی معمہ ھے۔ ھمیں بائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی رائے کا کچھ علم نہیں ھے۔ برطانوی مزدور امن کی ھماری خواھش کی حمایت کر رھے ھیں۔ جو امن ھم طے کرنےوالے ھیں وہ کریہہ ھے ، اس پر دو مختلف رائیں نہیں ھو سکتیں لیکن ھمیں سماجی اصلاحات نافذ کرنے کے لئے مہلت ملنا چاھئے (صرف نقل‌وحمل کی ایک مثال لیجئے)۔ ھمیں اپنی حالت مستحکم کرنے کی ضرورت ھے ، اس کے لئے بھی وقت درکار ھے۔ ھمارے دونوں ھاتھ آزاد ھونے چاھئے تاکہ بورژوازی

کا کام تمام کردیں ۔ ایک بار ہم یہ کرلیں تب بین الاقوامی سامراج کے خلاف انقلابی جنگ لڑنے کے لئے ہمارے دونوں ہاتھ خالی ہوں گے ۔ انقلابی رضاکار فوج کے جو دستے ہم نے اس وقت تشکیل کئے ہیں ان ہی میں سے ہماری مستقبل کی فوج کے افسر بنیں گے ۔

رفیق تروتسکی تجویز کرتے ہیں کہ جنگ ختم کرنا ، امن پر دستخط کرنے سے انکار کرنا ، فوج کو خدمت سے سبکدوش کرنا — یہ ایک بین الاقوامی سیاسی مظاہرہ ہوگا ۔ اپنی فوجیں ہٹا کر ہمیں کچھ نہیں ملے گا بلکہ ہم استونیا کی اشتراکی ریپبلک کو جرمنوں کے حوالے کر دیں گے ۔ بعضوں کا خیال ہے کہ امن پر دستخط کرکے ہم جاپانیوں اور امریکیوں کو کھلی چٹھی دے دیں گے اور وہ فوراً ولادیوستوک پر قبضہ کرلیں گے ۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ ارکوتسک تک پہنچیں ہم اپنی اشتراکی ریپبلک کو مضبوط بنا لیں گے ۔ یہ صحیح ہے کہ امن پر دستخط کرکے ہم پولینڈ کے ساتھ غداری کریں گے جس نے حق خوداختیاری حاصل کر لیا ہے لیکن ہماری ایستونیا کی اشتراکی ریپبلک برقرار رہے گی اور ہمیں اپنی حاصلات کو مستحکم کرنے کا موقع ملے گا ۔ یہ درست ہے کہ ہم دائیں بازو گھوم رہے ہیں جو ہمیں گندے نالے سے گزارے گا ، لیکن ہمارے لئے یہ کرنا ضروری ہے ۔ اگر جرمنوں نے پیش قدمی شروع کر دی تو ہم ہر قسم کے امن پر دستخط کرنے پر مجبور ہوں گے ، اور یہ ضرور بدترین ہوگا ۔ اشتراکی ریپبلک کی نجات کے لئے ۳ ارب روبل کا تاوان کوئی مہنگی قیمت نہیں ہے ۔ اس وقت امن پر دستخط کرکے ہم عوام کے سامنے کھلا ثبوت پیش کریں گے کہ (جرمنی ، برطانیہ اور فرانس کے) سامراجیوں نے ریگا اور بغداد پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہم اور ہماری اشتراکی ریپبلک ترقی کر رہے ہیں ۔

رفیق لینن نے کہا کہ انہیں استالین اور زنوویف کے بعض نکات سے اتفاق نہیں ہے (ے) جو ان کے ہم خیال ہیں ۔ مغرب میں ایک طرف یقینی عوامی تحریک موجود ہے مگر وہاں ابھی تک انقلاب شروع نہیں ہوا ہے ۔ لیکن اگر ہم نے صرف اس بنیاد پر اپنا طریقۂ کار بدلا تو یہ بین الاقوامی اشتراکیت کے ساتھ غداری ہوگی ۔ انہوں نے زنوویف سے

بھی اتفاق نہیں کیا کہ امن طے کرنے سے مغرب میں تحریک عارضی طور پر کمزور ہو جائےگی۔ اگر ہمیں یہ یقین ہو کہ امن کی بات‌چیت ختم کرنے سے جرمن تحریک فوراً بڑھ جائےگی تو ہم اپنی قربانی دینے کےلئے تیار ھیں کیوں‌کہ جرمن انقلاب ہمارے انقلاب سے کہیں زیادہ طاقتور ہوگا۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ وہاں ابھی تک تحریک شروع نہیں ہوئی ہے لیکن یہاں ہمارے ہاں ایک نوزائیدہ اور تنومند بچہ موجود ہے، اور اگر اس لمحے ہم یہ صاف نہیں کہتے کہ ہم امن پر راضی ھیں تو ہم ختم ہو جائیں‌گے۔ ہمیں اُس وقت تک ٹالنا چاھئے جب تک کہ عام اشتراکی انقلاب منظر عام پر نہ آ جائے، اور یہ ہم صرف امن طے کرکے ہی کر سکتے ھیں۔

رفیق لینن امن پر دستخط کرنے میں ہر ممکن طریقے سے تاخیر کرنے کے سوال پر رائے‌شماری کی تجویز کرتے ھیں۔

پہلی بار ۱۹۲۲ء میں ن۔ لینن (و۔ اولیانوف) کے مجموعۂ تصانیف، جلد ۱۵ میں شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۲۵۵ — ۲۵۸۔

انقلابی لفاظی(۸)

جب میں نے ایک پارٹی میٹنگ میں یہ کہا کہ انقلابی جنگ کے بارے میں انقلابی لفاظی ہمارے انقلاب کو تباہ کر سکتی ہے تو میری ملامت کی گئی کہ میرے مناظرے تلخ ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے لمحات بھی ہوتے ہیں جب سوال کو شدت کے ساتھ پیش کرنا چاہئے اور چیزوں کو ان کے حقیقی ناموں سے پکارنا چاہئے، اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو پارٹی اور انقلاب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا خطرہ رہتا ہے۔

انقلابی لفاظی کی بھرمار اکثر ایسے حالات میں انقلابی پارٹیوں کےلئے بیماری بن جاتی ہے جب وہ پرولیتاری اور پیٹی بورژوا عناصر کے براہ‌راست یا بالواسطہ اتصال، اتحاد یا اختلاط پر مشتمل ہوتی ہیں اور جب انقلابی واقعات کی راہ میں بڑے اور تیز موڑ آتے ہیں۔ انقلابی لفاظی سے ہماری مراد واقعات کے مخصوص موڑ کے خارجی حالات کا لحاظ کئے بغیر، خاص وقت پر معاملات کی مخصوص حالت کا لحاظ کئے بغیر انقلابی نعروں کا دہرانا ہے۔ نام نہاد انقلابی نعرے شاندار، دلفریب اور پرجوش ہوتے ہیں لیکن ان کی ٹھوس بنیاد نہیں ہوتی — یہ ہے انقلابی لفاظی کی فطرت۔

آئیے ، انقلابی جنگ کی تائید میں ان اهم‌ترین دلائل کا جائزہ لیں جو روس میں آج‌کل — جنوری اور فروری ۱۹۱۸ء میں پیش کئے جا رھے هیں ، ان نعروں کا خارجی حقیقت سے مقابلہ اس سوال کا جواب دینے کے لئے کافی ھے کہ ان کی میں نے جو تعریف کی ھے وہ صحیح ھے یا نہیں۔

(۱)

ایسی حالت میں جب اشتراکیت ایک ملک میں فتحیاب هو اور پڑوسی ملکوں میں سرمایہ‌داری موجود هو تو انقلابی جنگ کے لئے تیاری کرنا لازمی ھے — همارے پریس نے همیشہ یہ لکھا ھے۔ اور یہ مسلمہ ھے۔

سوال یہ ھے کہ همارے اکتوبر انقلاب کے بعد سے دراصل یہ تیاری کیسے کی جاتی رهی ھے؟

هم نے تیاری اس طرح کی ھے : همیں فوج کو خدمت سے سبکدوش کرنا پڑا ، هم ایسے واضح ، مشکل اور ناقابل عبور حالات کی وجہ سے یہ کرنے پر مجبور هوئے کہ اس سبکدوشی کے خلاف پارٹی کے اندر "رجحان" ، یا مزاجی کیفیت تو کجا ، ایک آواز بھی بلند نہیں هوئی۔ پھر کوئی بھی شخص جو ایسے غیرمعمولی مظہر یعنی اپنی پڑوسی سامراجی ریاست سے جنگ ختم هونے سے پیشتر سوویت اشتراکی ریاست کے هاتھوں فوج کی سبکدوشی کی طبقاتی وجوهات پر کچھ غور کرنا چاهتا ھے وہ ان وجوهات کو کسی بڑی دقت کے بغیر پسماندہ ملک کی سماجی ساخت میں دیکھ سکتا ھے جو چھوٹے کسان کی معیشت پر مشتمل ھے اور جسے جنگ کے تین برسوں نے معاشی طور پر بالکل تباہ‌وبرباد کر دیا ھے۔ لاکھوں سپاهیوں پر مشتمل ایک فوج خدمت سے سبکدوش کر دی گئی اور رضاکارانہ بنیاد پر سرخ فوج کی تخلیق شروع هوئی — یہ ھے حقیقی صورت‌حال۔

آپ ان حقائق کا جنوری اور فروری ۱۹۱۸ء میں انقلابی جنگ کی باتوں سے مقابلہ کیجئے ، آپ پر انقلابی لفاظی کی نوعیت واضح هو جائے گی۔

اگر پیتروگراد اور ماسکو کی پارٹی تنظیموں کی انقلابی جنگ کی " علمبرداری "، کھوکھلی لفاظی نہ ہوتی تو ہمیں اکتوبر اور جنوری کے درمیان دوسرے حقائق ملتے : ہمیں سبکدوشی کے خلاف ان کی دوٹوک جدوجہد نظر آتی - لیکن اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی -

ہم دیکھتے کہ پیتروگراد اور ماسکووالوں نے محاذ پر ہزاروں پروپیگنڈہ کرنےوالے اور سپاہی بھیجے ہیں اور وہاں سے سبکدوشی کے خلاف ان کی جدوجہد کے بارے میں ، سبکدوشی روکنے کے متعلق ہمیں روزانہ خبریں ملتیں - لیکن اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی -

ہمیں ایسی سیکڑوں اطلاعات ملتیں کہ رجمنٹیں سرخ فوج میں تشکیل ہو رہی ہیں ، سبکدوشی کو روکنے کےلئے دہشت استعمال کی جا رہی ہے اور جرمن سامراج کے ممکن حملے کے خلاف دفاع اور مورچہ‌بندیاں مضبوط ہو رہی ہیں -

اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی - فوج کی سبکدوشی زوروں پر جاری ہے - پرانی فوج کا وجود نہیں ہے - نئی فوج ابھی ابھی قائم ہونا شروع ہوئی ہے -

ہر وہ شخص جو صرف الفاظ ، پرشور اعلانات اور غل پکار سے اپنا دل خوش کرنا نہیں چاہتا ، اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ فروری ۱۹۱۸ء میں انقلابی جنگ کا " نعرہ "، انتہائی کھوکھلی لفاظی ہے ، وہ نہ حقیقی ہے اور نہ خارجیت پر مبنی ہے - جذبات ، خواہشات ، خفگی ، غصہ — اس لمحے یہ نعرہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں - اور ان باتوں پر مشتمل اس نعرے کو انقلابی لفاظی کہا جاتا ہے -

معاملات جہاں تک ان کا مجموعی طور پر ہماری پارٹی اور سوویت اقتدار سے تعلق ہے ، معاملات جہاں تک ان کا پیتروگراد اور ماسکو کے بولشویکوں سے تعلق ہے دکھاتے ہیں کہ رضاکارانہ سرخ فوج کی تشکیل کے سلسلے میں ہم ابھی تک ابتدائی اقدام سے آگے نہیں بڑھے ہیں - اس تلخ حقیقت کو — جو واقعی حقیقت ہے — الفاظ کے پردے میں چھپانا اور ساتھ ہی سبکدوشی کو روکنے کےلئے نہ صرف یہ کہ کچھ نہ کرنا ، بلکہ اس کے خلاف کوئی اعتراض بھی نہ کرنا الفاظ کی گھن گرج سے اپنے آپ کو مست کر لینا ہے -

جو کچھ یہاں بیان کیا گیا ہے اس کی مثال کے طور پر مخصوص تصدیق اس واقعے سے ہو جاتی ہے کہ ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں علحدہ امن کے اکثر ممتاز مخالفین نے جنوری اور فروری میں انقلابی جنگ کے خلاف رائے دی (۹)۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو صداقت کو دیکھنے سے نہیں ڈرتا انقلابی جنگ کے ناممکن ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔

صداقت سے بچنے کےلئے دلیلیں پیش کی جاتی ہیں یا پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آئیے ان دلیلوں کا جائزہ لیں۔

(۲)

پہلی دلیل۔ ۱۷۹۲ء میں فرانس نے بھی کم معاشی تباہی برداشت نہیں کی تھی، لیکن انقلابی جنگ نے تمام زخم مندمل کر دئے، سب کو ابھارا، جوش وخروش پیدا کیا اور سب پر فتح حاصل کی۔ صرف وہ لوگ جنھیں انقلاب پر اعتماد نہیں ہے، صرف موقع پرست ہی ہمارے غائر انقلاب کے وقت انقلابی جنگ کی مخالفت کر سکتے ہیں۔

اس وجہ یا اس دلیل کا حقائق سے مقابلہ کیجئے۔ یہ حقیقت ہے کہ اٹھارویں صدی کے آخر میں فرانس میں نئے اور بلند طریقۂپیداوار کی معاشی بنیاد پہلے ڈالی گئی اور پھر بحیثیت نتیجہ، عمارت کی حیثیت سے طاقتور انقلابی فوج نمودار ہوئی۔ فرانس نے دوسرے ملکوں سے پہلے جاگیرداری نظام کو ختم کیا، فتحیاب انقلاب کے چند برسوں کے دوران اس کا صفایا کر دیا، عوام کی رہنمائی کی جنھیں کسی جنگ نے چور نہیں کیا تھا، جنھوں نے زمین اور آزادی حاصل کرلی تھی، جو جاگیرداری نظام ختم ہو جانے سے زیادہ مضبوط ہو گئے تھے — فرانس نے معاشی اور سیاسی لحاظ سے پسماندہ لوگوں کے خلاف جنگ میں ایسے عوام کی رہنمائی کی۔

ان حقائق کا ہمعصر روس سے مقابلہ کیجئے۔ جنگ سے ناقابل بیان تھکان۔ ایک نیا معاشی نظام جو ٹیکنکی لحاظ سے خوب لیس جرمنی کے منظم ریاستی سرمایہداری نظام سے برتر ہو ابھی تک موجود نہیں ہے۔ اس کی صرف بنیاد ڈالی جا رہی ہے۔ ہمارے کسانوں نے صرف زمین کو

سماجی ملکیت بنانے کا قانون حاصل کیا ہے لیکن وہ (زمینداروں اور جنگ کی مصیبتوں سے) آزاد کام کرنے کے لئے ایک سال بھی حاصل نہیں کر سکے۔ ہمارے مزدور سرمایہداروں کا تختہ الٹ رہے ہیں لیکن ابھی تک پیداوار کو منظم کرنے، پیداوار کا تبادلہ کرنے، اناج فراہم کرنے کا انتظام نہیں کر سکے ہیں اور نہ انہوں نے محنت کی بارآوری بڑھائی ہے۔

اس جانب ہم بڑھے، یہ راستہ ہم نے اختیار کیا لیکن یہ عیاں ہے کہ ابھی تک نیا اور برتر معاشی نظام قائم نہیں ہوا ہے۔

مفتوح جاگیرداری نظام، مستحکم بورژوا آزادی اور جاگیردار ملکوں کا مخالف کھاتا پیتا کسان — یہ تھی وہ معاشی بنیاد جس نے ۱۷۹۲ء اور ۱۷۹۳ء کی جنگ میں ''معجزے،، دکھائے۔

چھوٹے کسانوں کا ملک، بھوکا، جنگ سے چورچور جس نے اپنے زخم ابھی مندمل کرنے شروع ہی کئے ہیں اور جو ٹیکنک اور تنظیم کے اعتبار سے محنت کی بلند بارآوری سے دوچار ہے — یہ ہے ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں خارجی حالت۔

اسی لئے ۱۷۹۲ء وغیرہ کی یاد دلانا محض کھوکھلی انقلابی لفاظی ہے۔ لوگ نعرے، الفاظ، جنگ کا غوغا تو دھراتے ہیں لیکن خارجی حقیقت کا تجزیہ کرنے سے خوف کھاتے ہیں۔

(۳)

دوسری دلیل۔ جرمنی ''حملہ نہیں کر سکتا،،، اس کا بڑھتا ہوا انقلاب اس کی اجازت نہیں دیتا۔

علحدہ امن کے مخالفین نے جنوری میں، پھر فروری ۱۹۱۸ء کے شروع میں جرمن ''حملہ نہیں کر سکتے،، کی دلیل ہزار بار دھرائی۔ ان میں جو محتاط قسم کے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ اس کا ۲۵ سے ۳۳ فیصدی تک امکان ہے (ظاہر ہے تقریباً) کہ جرمن حملہ نہ کر سکیں۔

حقائق نے یہ حساب کتاب غلط ثابت کردیا۔ علحدہ امن کے مخالف اس سلسلے میں بھی اکثر حقائق کو نظرانداز کر دیتے ہیں، انہیں حقائق کی آھنی منطق سے ڈر لگتا ہے۔

اس غلطی کا سرچشمہ کیا تھا جسے سچے انقلابیوں کو (جذباتی انقلابیوں کو نہیں) تسلیم کرنے اور اس کا تجزیہ کرنے کے قابل ہونا چاہئے؟

کیا یہ اس لئے تھا کہ عام طور پر ہم نے امن کی بات‌چیت کے سلسلے میں پینتروں اور پروپیگنڈے سے کام لیا؟ نہیں۔ ہمارے لئے پینتروں اور پروپیگنڈے سے کام لینا ضروری تھا۔ لیکن پینتروں اور پروپیگنڈے کےلئے ہمیں ''اپنا وقت،، منتخب کرنا تھا — جب تک کہ پینتروں اور پروپیگنڈے سے کام لینا ممکن تھا — اور جب معاملہ شدید ہو گیا تو پینتروں کا استعمال ختم کرنے کےلئے بھی ہمیں ''اپنا وقت،، منتخب کرنا تھا۔

غلطی کا سرچشمہ یہ تھا کہ انقلابی جرمن مزدوروں سے انقلابی تعاون کے ہمارے تعلقات کھوکھلی لفاظی ثابت ہوئے۔ ہم نے جرمن انقلابی مزدوروں کی ہر طرح مدد کی اور اب بھی کر رہے ہیں — اخوت کے مظاہرے، پروپیگنڈہ، خفیہ عہدناموں کی اشاعت وغیرہ۔ یہ عمل کے ذریعے امداد تھی، اصلی امداد۔

لیکن ہمارے بعض رفیقوں کا یہ اعلان کہ '' جرمن حملہ نہیں کر سکتے،، کھوکھلی لفاظی تھا۔ ہم اپنے ملک میں ابھی ابھی ایک انقلاب سے گزرے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یورپ کے مقابلے میں روس میں انقلاب شروع کرنا کیوں آسان تھا۔ ہم نے دیکھا کہ جون ۱۹۱۷ء میں ہم روسی سامراج کی پیش‌قدمی نہیں روک سکے، اگرچہ ہمارا انقلاب نہ صرف شروع ہو گیا تھا، اس نے نہ صرف زارشاہی کا تختہ الٹ دیا تھا بلکہ ہر جگہ سوویتیں بھی قائم کر لی تھیں۔ ہم نے دیکھا، ہم جانتے تھے اور ہم نے مزدوروں کو سمجھایا — جنگیں حکومتیں کرتی ہیں۔ بورژوا جنگ کو ختم کرنے کےلئے بورژوا حکومت کا تختہ الٹنا ضروری ہے۔

'' جرمن حملہ نہیں کر سکتے،، کے اعلان کا مطلب دراصل یہ اعلان کرنا تھا: '' ہم جانتے ہیں کہ آنےوالے چند ہفتوں میں جرمن حکومت کا تختہ الٹ دیا جائےگا،،۔ دراصل ہمیں یہ معلوم نہیں تھا اور نہ ہو سکتا تھا، اس لئے یہ اعلان محض کھوکھلی لفاظی تھا۔

یہ ایک بات ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے کہ جرمن انقلاب پختہ

ہو رہا ہے ، اسے پختہ ہونے میں سنجیدگی سے مدد دی جائے ، جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت کام ، پروپیگنڈے اور اخوت کے مظاہروں کے ذریعے کی جائے ، کام کے ذریعے انقلاب پختہ ہونے میں مدد دی جائے۔ انقلابی پرولیتاری بین الا قوامیت کا مطلب یہی ہے ۔

یہ دوسری بات ہے کہ براہ‌راست یا بالواسطہ ، علی‌الاعلان یا پوشیدہ طور پر یہ اعلان کیا جائے کہ جرمن انقلاب پختہ ہو چکا ہے (جو ظاہر ہے نہیں ہوا) اور پھر اپنا طریقۂ کار اس پر مبنی کیا جائے۔ اس میں انقلابیت کا شائبہ تک نہیں ہے ، یہ محض لفظوں کی بھرمار ہے ۔

یہ ہے سرچشمہ اس غلطی کا جو ''خودپسند''، ''بھڑکیلے''، ''مرعوب کن''، ''پرشور''، اعلان ''جرمن حملہ نہیں کر سکتے'' میں پوشیدہ ہے ۔

(۴)

یہ دعوی کہ ''ہم جرمن سامراج کی مزاحمت کرکے جرمن انقلاب کی مدد کر رہے ہیں اور ولہیلم کے خلاف لیب کنیخت (۱۰) کی کامیابی کے دن قریب لا رہے ہیں''، اسی لفظی بکواس کا دوسرا نمونہ ہے ۔

واقعی لیب کنیخت کی کامیابی — جو اس وقت ممکن اور ناگزیر ہوگی جب جرمن انقلاب پختہ ہو جائے گا — ہمیں تمام بین‌الاقوامی مشکلات سے آزاد کر دے‌گی، جن میں انقلابی جنگ بھی شامل ہے ۔ لیب کنیخت کی فتح ہمیں اپنی ہر احمقانہ حرکت کے نتائج سے نجات دلا دے‌گی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی احمقانہ حرکتوں کو بجا ثابت کریں ۔

کیا جرمن سامراج کی کسی بھی قسم کی ''مزاحمت''، جرمن انقلاب کی مدد کرتی ہے؟ ہر وہ شخص جو سوچنے کی کوشش کرتا ہے یا روس میں انقلابی تحریک کی تاریخ کی یاد تازہ کرنا چاہتا ہے بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ رجعت‌پرستی کے خلاف مزاحمت صرف اس وقت انقلاب کی مدد کرتی ہے جب وہ مناسب حال ہو ۔ روس کی پچاس سالہ انقلابی تحریک کے دوران ہمیں ایسے مواقع کا تجربہ ہوا جب رجعت‌پرستی کے خلاف مزاحمت مناسب حال نہیں تھی۔ ہم مارکسیسٹوں کو اس پر

ہمیشہ فخر رہا ہے کہ ہم نے عوامی قوتوں اور طبقاتی تعلقات کا صحیح حساب لگا کر جدوجہد کی شکل کی مناسبت حال معین کی۔ ہم نے کہا کہ مسلح بغاوت ہمیشہ مناسب حال نہیں ہوتی ، اگر عوام اس کی لازمی شرطوں پر پورے نہیں اترتے تو یہ خطرناک جوئے بازی ہے ، ہم نے انقلاب کے نقطہٗ نظر سے افراد کی انتہائی جری شکل میں مزاحمت کی اکثر مذمت کی اور اسے غیرمناسب حال اور نقصان‌ده قرار دیا۔ ۱۹۰۷ء میں اپنے تلخ تجربے کی بنیاد پر ہم نے تیسری دوما میں شرکت کی مخالفت کو غیرمناسب حال کہہ کر مسترد کیا وغیرہ۔

جرمن انقلاب کی مدد کرنے کےلئے ہمیں یا تو اپنے آپ کو پروپیگنڈے ، پرچار اور برادرانہ مظاہروں تک محدود رکھنا چاہئے اس وقت تک جب تک کہ کھلے فوجی یا مسلح تصادم کےلئے قوتیں مضبوط ، سنجیدہ اور فیصلہ کن ضرب لگانے کےلئے طاقتور نہیں ہوتیں یا پھر ہمیں اس تصادم کو قبول کر لینا چاہئے ، اگر ہمیں یقین ہے کہ اس سے دشمن کے ہاتھ مضبوط نہیں ہوں گے۔

یہ ہر ایک پر واضح ہے (سوائے کھوکھلی لفاظی سے مخمور لوگوں کے) کہ سنجیدہ مسلح بغاوت یا فوجی تصادم کا ذمہ لینا ، یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے پاس قوتیں نہیں ہیں ، یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے ایسی جوئےبازی ہے جو جرمن مزدوروں کی مدد نہیں کرےگی بلکہ ان کی جدوجہد کو اور زیادہ مشکل بنائےگی اور ان کے اور ہمارے دشمنوں کے لئے معاملات آسان کرےگی۔

(۵)

ایک اور طفلانہ مضحکہ خیز دلیل ہے ، جسے اگر میں خود اپنے کانوں سے نہیں سنتا تو اس پر کبھی یقین نہیں کر سکتا تھا۔

”اکتوبر کے وقت کیا موقع‌پرستوں نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے پاس قوتیں ، فوجی دستے ، مشین گنیں اور دوسرا سامان نہیں ہے لیکن جدوجہد کے دوران جب طبقے کے خلاف طبقے کی جدوجہد شروع ہوئی تو سب چیزیں میسر ہو گئیں۔ جرمنی کے سرمایہ‌دار طبقے کے خلاف روسی

پرولیتاریہ کی جدوجہد میں بھی سب کچھ حاصل ہو جائے گا، جرمن پرولیتاریہ ہماری مدد کرے گا۔ ،،

اکتوبر کے وقت ہم نے عوام کی قوتوں کا بالکل صحیح حساب لگایا تھا۔ ہم نے صرف سوچا نہیں بلکہ ہم سوویتوں میں عوامی انتخابات کے تجربے کی بنا پر یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ستمبر اور اکتوبر کی ابتدا میں مزدوروں اور سپاہیوں کی بھاری اکثریت ہمارے ساتھ آچکی ہے۔ ہمیں معلوم تھا، خواہ صرف ڈیموکریٹک کانفرنس (۱۱) میں رائے شماری سے، کہ مخلوط حکومت کسانوں کی حمایت سے محروم ہو گئی ہے— اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے مقصد کو کامیابی حاصل ہوچکی ہے۔

اکتوبر میں مسلح بغاوت کی جدوجہد کے لئے مندرجہ ذیل خارجی حالات موجود تھے :

(۱) سپاہیوں کے سروں پر ڈنڈا نہیں تھا۔ اس ڈنڈے کو فروری ۱۹۱۷ء میں (۱۲) ہٹایا گیا۔ (جرمنی ابھی "اپنی،، فروری کو نہیں پہنچا ہے۔)

(۲) مزدوروں کی طرح سپاہی بھی مخلوط حکومت سے اکتا گئے تھے اور اس سے باشعور طور پر، منصوبے کے تحت اور دل سے علحدہ ہو گئے تھے۔

اسی نے صرف اسی نے اکتوبر میں "مسلح بغاوت کے،، نعرے کو صحیح ثابت کیا (یہ نعرہ جولائی میں غلط ہوتا، اس وقت ہم نے اسے بلند نہیں کیا تھا)۔

اکتوبر کے وقت موقع پرستوں (۱۳) کی غلطی یہ نہیں تھی کہ وہ خارجی حالات کے لئے "فکرمند،، تھے (ایسا صرف بچے ھی سوچ سکتے ھیں)، ان کی غلطی حقائق کا غلط اندازہ تھا— وہ چھوٹی چھوٹی تفصیلات میں پھنس گئے اور خاص بات نہیں دیکھی— کہ سوویتیں مصالحت چھوڑ کر ہمارے ساتھ ہو گئی تھیں۔

جرمنی سے مسلح تصادم کا مقابلہ (جسے ابھی اکتوبر تو چھوڑیے "اپنی،، فروری یا اپنی "جولائی،، کا بھی تجربہ نہیں ہوا ہے) اس جرمنی سے جہاں شاھی مطلق العنانی اور بورژوا سامراجی حکومت ہے— اس کا مقابلہ سوویتوں کے دشمنوں کے خلاف اکتوبر کی مسلح بغاوت کی جدوجہد سے کرنا، وہ سوویتیں جو فروری ۱۹۱۷ء سے پختہ ہونا شروع

هو گئی تھیں اور ستمبر اور اکتوبر میں بالکل پختہ ہو گئیں ایسا طفلانہ خیال ہے کہ اسے بس ہنس کر ہی ٹالا جا سکتا ہے۔ کھوکھلی لفاظی لوگوں کو ایسی حماقت تک لے جاتی ہے!

(٦)

ایک اور دلیل سنئے۔ ''علحدہ امن کے عہدنامے کی وجہ سے جرمنی معاشی لحاظ سے ہمارا گلا گھونٹ دے گا، وہ ہمارا کوئلہ اور اناج لے جائے گا اور ہمیں اپنا غلام بنا لے گا۔''

بڑی دانا دلیل ہے یہ — ہمیں فوج کے بغیر مسلح تصادم قبول کرنا چاہئے، خواہ اس کا نتیجہ نہ صرف ہماری غلامی بلکہ ہمارا گلا گھونٹنے میں ہی نکلے، ہمارے اناج پر معاوضے کے بغیر قبضہ کیا جائے اور ہماری حالت سربیا یا بیلجیم کی طرح ہو جائے، ہمیں یہ اس لئے قبول کرنا چاہئے کہ بہ صورت دیگر ہمیں ناموافق عہدنامہ تسلیم کرنا پڑے گا، جرمنی بطور تاوان قسطوں کی شکل میں ہم سے ٦ ارب سے لے کر ١٢ ارب تک وصول کرے گا اور مشینوں کے عوض اناج حاصل کرے گا۔

اے انقلابی لفاظی کے سورماؤ! سامراجیوں کی ''غلامی'' پر لعنت بھیجتے تم بڑے منکسرانہ انداز سے خاموشی کے ساتھ اس حقیقت کو نظرانداز کر جاتے ہو کہ غلامی سے مکمل طور پر آزاد ہونے کے لئے سامراج کو شکست دینا ضروری ہے۔

ہم ایک ناموافق عہدنامہ اور علحدہ امن یہ جانتے ہوئے قبول کر رہے ہیں کہ آج ہم انقلابی جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں، ہمیں موقع کا منتظر رہنا چاہئے (جیسا ہم نے اس وقت کیا تھا جب ہم نے کیرینسکی(١٣) کی غلامی برداشت کی، جولائی سے اکتوبر تک اپنے بورژوازی کی غلامی سہی)، ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ ہم طاقتور نہ ہو جائیں۔ اس لئے اگر انتہائی ناموافق علحدہ امن طے کرنے کا موقع ہے تو اسے اشتراکی انقلاب کے مفاد میں مطلقاً قبول کرنا چاہئے جو ہنوز کمزور ہے (کیونکہ جرمنی میں پختہ ہونے والے انقلاب نے ابھی تک ہماری روسیوں کی مدد نہیں کی ہے)۔ اگر علحدہ امن مطلقاً ناممکن ہے تو ہم فوراً لڑنا شروع کر دیں گے — اس لئے نہیں کہ

یہ صحیح طریقۂ کار ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ ہمارے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔ اگر علحدہ امن ناممکن ثابت ہوتا ہے تو پھر طریقۂ کار پر حجت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں صرف انتہائی شدید مزاحمت ناگزیر ہوگی۔ لیکن جب تک ہمارے پاس انتخاب کا موقع ہے ہمیں علحدہ امن کو منتخب کرنا چاہئے چاہے وہ انتہائی ناموافق عہدنامہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ بلجیم کے مقابلے میں سیکڑوں گنی بہتر حالت ہوگی (۱۵)۔

اگرچہ آج ہم کمزور ہیں لیکن ماہ بماہ مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔ یورپ میں ماہ‌بماہ بین‌الاقوامی اشتراکی انقلاب پختہ ہو رہا ہے، اگرچہ ابھی وہ پوری طرح پختہ نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ... اس لئے ''انقلابیو،، (خدا ہمیں ان سے بچائے) یہ دلیل پیش کرو کہ جب جرمن سامراج بظاہر ہمارے مقابلے میں مضبوط ہے لیکن ماہ‌بماہ کمزور ہو رہا ہے (جرمنی میں انقلاب کی آہستہ لیکن یقینی پختگی کی وجہ سے) تو ہمیں جنگ فوراً قبول کر لینا چاہئے۔

جذباتی ''انقلابی،، لوگ بڑی شاندار دلیلیں پیش کرتے ہیں، وہ بڑی نفاست سے بحث کرتے ہیں!

(۷)

آخری دلیل جو انتہائی ''تیز طبع،، اور عام ہے یہ ہے کہ ''یہ مکروہ امن شرمناک ہے، اس کا مطلب لیتویا، پولینڈ، کورلینڈ اور لیتھوینیا کے ساتھ غداری کرنا ہے،،۔

کیا اس پر تعجب کرنے کی ضرورت ہے کہ روسی بورژوازی (اور اس کے کاسہ‌لیس ''نووی لوچ،،، ''دیلو نرودا،، اور ''نووایا ژیزن،،(۱۶) کا ٹولہ) سب سے زیادہ جوش‌وخروش سے اس نام نہاد بین‌الاقوامی دلیل کا پرچار کر رہا ہے؟

اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ دلیل ایک جال ہے جس میں بورژوازی جان بوجھ کر بولشویکوں کو پھانسنا چاہتے ہیں اور ان میں سے بعض نادانستہ طور پر اس میں پھنس چکے ہیں کیونکہ وہ لفاظی پسند کرتے ہیں۔

آئیے اس دلیل کا نظریاتی نقطۂ نظر سے جائزہ لیں ۔ کیا چیز زیادہ اہم ہے — قوموں کا حق خود ارادیت یا اشتراکیت ؟

اشتراکیت زیادہ اہم ہے ۔

کیا اس کی اجازت ہے کہ چونکہ قوموں کا حق خود ارادیت رد ہو رہا ہے اس لئے سوویت اشتراکی رپبلک کو ہڑپ کر لینے دیا جائے اور ایسے وقت اسے سامراجی ضربوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے جب صریحاً سامراج مضبوط اور سوویت رپبلک کمزور ہے ؟

نہیں ، اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ یہ اشتراکی نہیں بلکہ بورژوا سیاست ہوگی ۔

اس کے علاوہ کیا اس شرط پر امن کہ پولینڈ ، لیتھوینیا اور کورلینڈ '' ہمیں،، واپس کر دیے جائیں کم شرمناک اور کم الحاق کا امن ہوگا؟

روسی بورژوازی کے نقطۂ نظر سے ایسا ہی ہے ۔

اشتراکی بین الاقوامیت پسند کے نقطۂ نظر سے ایسا نہیں ہے ۔

اگر جرمن سامراج نے پولینڈ کو آزاد کر دیا (ایک زمانے میں جرمنی میں بعض بورژوا یہ چاہتے تھے) تو وہ پھر سیربیا ، بلجیم وغیرہ کا اور بھی زیادہ گلہ گھونٹنا چاہے گا ۔

جب روسی بورژوازی '' مکروہ ،، امن پر آنسو بہاتے ہیں تو وہ بجا طور پر اپنے طبقاتی مفاد کا اظہار کرتے ہیں ۔

لیکن جب یہ دلیل بالشویکوں (جو لفاظی کی بیماری کا شکار ہیں) کی زبان سے سننے میں آتی ہے تو افسوسناک ہے ۔

ان حقائق کا جائزہ لیجئے جن کا تعلق برطانوی فرانسیسی بورژوازی کے رویے سے ہے ۔ وہ ہمیں جرمنی کے خلاف جنگ میں گھسیٹنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور لاکھوں کی مالیت کی دعائیں ، جوتے ، آلو ، بم ، ریلوے انجن پیش کر رہے ہیں (قرضے پر ... یہ '' غلامی،، نہیں ہے ، اس سے مت ڈریے ! یہ تو '' صرف ،، قرضہ ہے !) ۔ وہ اس لمحے ہمیں جرمنی سے لڑانا چاہتے ہیں ۔

یہ ظاہر ہے کہ وہ ایسا کیوں چاہتے ہیں ۔ سب سے پہلے وہ اس لئے چاہتے ہیں کہ ہم جرمن فوجوں کے ایک حصے کو الجھائے رکھیں ۔ دوسرے ، جرمن سامراج کے ساتھ بےموقع مسلح تصادم کی وجہ سے سوویت اقتدار انتہائی آسانی سے منہدم ہو سکتا ہے ۔

2—1309

برطانوی فرانسیسی بورژوازی ہمارے لئے جال بچھا رہے ہیں : مہربانی فرما کر جائیے اور ابھی لڑنا شروع کر دیجئے ، اس سے ہمیں شاندار فائدہ ہوگا۔ جرمن تمہاری لوٹ‌سار کریں‌گے وہ مشرق میں "خوب دولت سمیٹیں‌گے"، مغرب میں آسان شرطوں پر راضی ہو جائیں‌گے اور اس کے علاوہ سوویت اقتدار کا صفایا کر دیں‌گے... بولشویک اتحادیو ، مہربانی فرما کر لڑو ، ہم تمہاری مدد کریں‌گے !

اور بائیں بازو کے بولشویک (خدا ان سے ہمیں بچائے) انتہائی انقلابی لفاظی سے کام لیتے ہوئے اس جال میں پھنس رہے ہیں ...

جی‌ہاں ، پیٹی بورژوا ذہنیت کے نشانات کا ایک اظہار انقلابی لفظوں کی بھرمار سے مغلوب ہو جانا ہے۔ یہ پرانی پرانی کہانی ہے جو سدا بہار رہتی ہے۔

(۸)

۱۹۰۷ء کی گرمیوں میں بھی بعض پہلوؤں کے لحاظ سے ہماری پارٹی کی حالت اس سے مشابہ تھی جب وہ انقلابی لفاظی کا شکار تھی۔

پیٹروگراد اور ماسکو کے تقریباً تمام بولشویک تیسری دوما کا بائیکاٹ کرنے کے حق میں تھے۔ ان کی مشعل‌راہ خارجی تجزیہ نہیں بلکہ "جذبات" تھے اور وہ براہ‌راست جال میں پھنس گئے تھے۔

یہ بیماری اب پھر پھیل رہی ہے۔

لیکن اب وقت زیادہ مشکل ہے۔ اور مسئلہ ہزار گنا زیادہ اہم ہے۔ ایسے لمحے بیمار ہونے کا مطلب انقلاب کو تباہی کے خطرے میں ڈالنا ہے۔

ہمیں انقلابی کھوکھلی لفاظی کے خلاف لڑنا چاہئے ، اس کے خلاف ہمیں لڑنا ہوگا ، اس کے خلاف لڑنا انتہائی ضروری ہے تاکہ مستقبل میں لوگ ہمارے متعلق یہ تلخ سچائی نہ کہیں کہ "انقلابی جنگ کے بارے میں انقلابی کھوکھلی لفاظی نے انقلاب کو تباہ کر دیا"۔

"پراودا"، شمارہ ۳۱ ، ۲۱ (۸) فروری ۱۹۱۸ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۵ ، صفحات ۳۴۳ — ۳۵۳۔

خارش

خارش ایک تکلیف‌ده بیماری ہے ۔ اور جب لوگ کھوکھلی انقلابی لفاظی کی خارش میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اسے دیکھ کر ہی ناقابل برداشت تکلیف ہونے لگتی ہے ۔

وہ صداقتیں جو محنت کش عوام سے تعلق رکھنے‌والوں کےلئے آسان ، صاف، قابل فہم اور صریحاً مسلمہ ہیں ان لوگوں کے ہاتھوں مسخ ہو جاتی ہیں جنہیں مندرجہ‌ٔبالا قسم کی خارش کا عارضہ ہوتا ہے ۔ اکثر اس توڑمروڑ کا سرچشمہ بہترین ، نیک‌ترین اور بلندترین نیت ہوتی ہے جس کی وجہ ”محض“ عام نظریاتی صداقتوں کو ذہن‌نشین کرنے میں ناکامی ہے یا بےتکے پن سے بچوں کی طرح بھونڈے طور پر یا اسکول کے طالب‌علموں کی طرح آنکھیں بند کرکے ان کا دھرانا ہے (لوگ نہیں سمجھتے بات کیا ہے)۔ لیکن اس وجہ سے خارش کا خطرناک ہونا ختم نہیں ہو جاتا ۔

مثال کے طور پر اس صداقت کے علاوہ اور کونسی بات زیادہ قطعی اور واضح ہو سکتی ہے : وہ حکومت جس نے لوگوں کو سوویت اقتدار، زمین ، مزدوروں کی نگرانی اور امن دیا جنہیں قزاقانہ جنگ تین برسوں سے ستا رہی تھی، ناقابل فتح ہے ؟ امن خاص بات ہے ۔ عام اور

منصفانه امن حاصل کرنے کی ایماندارانہ کوششوں کے بعد اگر یہ معلوم ہوا کہ موجودہ حالات میں یہ درحقیقت ناممکن ہے تو ہر کسان سمجھ سکتا ہے کہ همیں عام امن نہیں بلکہ علحدہ اور غیرمنصفانہ امن حاصل کرنا چاہئے۔ ہر کسان خواہ وہ جاهل اور ان پڑھ هی کیوں نہ ہو یہ سمجھ سکتا ہے اور اس حکومت کی قدر کر سکتا ہے جو اسے ایسا امن فراہم کرتی ہے۔

بولشویک بالکل لفاظی کی مکروہ خارش میں اس بری طرح مبتلا ہو گئے ہیں کہ انہیں یہ یاد نہیں رہا اور جب اس خارش کی وجہ سے لٹیرے جرمنی نے تھکے ہوئے روس کے خلاف نئی جنگ شروع کر دی ہے تو وہ اپنے خلاف کسانوں میں جائز ناراضگی کا جذبہ ابھار رہے ہیں! اس خارش کو جن مضحکہ‌خیز اور قابل رحم ,, نظریاتی ،، گھٹیا باتوں اور غلط استدلال کی آڑ میں چھپایا جاتا ہے انہیں میں ایک مضمون بعنوان ,, انقلابی لفاظی ،، میں بیان کرچکا ہوں (,, پراودا ،، ۲۱ (۸) فروری) *۔ اگر یہی خارش آج نئے مقام پر پھر سر نہ اٹھاتی (۱۷) (یہ کیسی چھوت کی بیماری ہے!) تو میں اس کی یاد نہیں دلاتا۔

یہ واضح کرنے کےلئے کہ یہ کیسے ہوا میں سب سے پہلے ایک چھوٹی سی مثال سادے اور صاف انداز میں پیش کروں‌گا، ,,نظریے،، کے بغیر — اگر خارش کا دعوی ہے کہ وہ نظریہ ہے تو یہ برداشت سے باہر ہے — عالمانہ الفاظ یا کسی ایسی چیز کے بغیر جسے عوام نہیں سمجھ سکتے۔

فرض کیجئے کہ کالیایف (۱۸) ایک ظالم اور ننگ بشر کو جان سے مارنے کے لئے ایک انتہائی بدمعاش لچے ڈاکو سے ریوالور حاصل کرتا ہے اس وعدے پر کہ وہ اس کے عوض اسے روٹی، پیسہ اور شراب دےگا۔

کیا مہلک هتیار حاصل کرنے کےلئے ,, ڈاکو سے لین دین ،، پر کالیایف کی مذمت کی جا سکتی ہے؟ ہر باہوش شخص جواب دےگا: ,, نہیں ،،۔ اگر کالیایف ریوالور اور کہیں سے حاصل نہیں کرسکتا اور اس کی نیت واقعی اچھی ہے (ظالم کا کام تمام کرنے کے واسطے، ڈاکہ

---

* دیکھئے اسی ایڈیشن کے صفحات ۳۳ — ۲۱ (ایڈیٹر)۔

ڈالنے قتل کرنے کےلئے نہیں) تو اس طرح ریوالور حاصل کرنے پر برابھلا کہنے کے بجائے اس کی تعریف کرنا چاہئے۔

لیکن اگر ایک ڈاکو ڈاکہ ڈالنے کے لئے قتل کرنے کی خاطر دوسرے ڈاکو سے پیسے، شراب یا روٹی کے عوض ریوالور حاصل کرتا ھے تو کیا ایسے ''ڈاکو سے لین دین،، کا مقابلہ (بالکل یکسان ہونے کا تو سوال ھی نہیں) کالیایف کے لین دین سے کیا جا سکتا ھے ؟

نہیں، ھر وہ شخص جو پاگل نہیں ھے یا جو خارش میں مبتلا نہیں ھے، وہ اس سے اتفاق کرےگا کہ دونوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی کسان کسی ''دانشور،، سے ایسی صاف صداقت اپنی لفاظی کے ذریعے مسترد کرتے ہوئے سنےگا تو وہ کہےگا : جناب آپ کو ریاست کے نظم‌ونسق میں حصہ نہیں لینا چاھئے، آپ یا تو لفاظ بھانڈوں کی صحبت میں رھیں یا بھاپ سے حمام کر کے خارش دور کریں۔

اگر کیرینسکی جو بورژوازی حکمراں طبقے یعنی لوٹ کھسوٹ کرنےوالوں کے نمائندے کی حیثیت سے اسلحات اور آلو حاصل کرنے کے لئے برطانوی فرانسیسی استحصال کرنےوالوں سے لین دین کرتا ھے اور ساتھ ھی عوام سے وہ عہدنامے چھپاتا ھے جن کے تحت ایک ڈاکو کو آرمینیا، گالیشیا اور قسطنطنیہ دینے کا اور دوسرے ڈاکو کو بغداد، شام وغیرہ دینے کا وعدہ کیا گیا ھے تو کیا یہ سمجھنا مشکل ھے کہ کیرینسکی اور اس کے دوستوں کا یہ لین دین غارت‌گرانہ، فریبی اور پاجی پن کا ھے ؟

نہیں، اسے سمجھنا مشکل نہیں ھے۔ ھر کسان خواہ وہ کتنا ھی جاھل لٹھ ھو اسے سمجھ سکتا ھے۔

لیکن جب استحصال کئے جانےوالے مظلوم طبقے کے نمائندے پر، جس نے استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹ دیا ھے اور تمام خفیہ اور الحاق کرنےوالے عہدناموں کو شائع اور منسوخ کر دیا ھے، جرمنی کے سامراجی قزاقانہ حملہ کرتے ھیں تو کیا پیسے یا لکڑی کے عوض اسلحات اور آلو حاصل کرنے کےلئے برطانوی فرانسیسی لٹیروں سے لین دین کی مذمت کی جا سکتی ھے ؟ کیا ایسے لین دین کو منافی عزت، شرمناک اور گندہ قرار دیا جا سکتا ھے ؟

نہیں، ھرگز نہیں۔ ھر ذی‌ہوش انسان اسے سمجھےگا اور ان

بیوقوفوں کا مذاق اڑائے گا جو ”بلند،، اور عالمانہ انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ساسراجی کیرینسکی کی قزاقانہ جنگ (اور مشترکہ لوٹ میں سے حصہ لینے کے لئے ڈاکوؤں کے ساتھ اس کے ذلت‌آمیز لین دین) اور جرمن لٹیرے کو پسپا کرنے کی خاطر اسلحات اور آلو حاصل کرنے کے لئے برطانوی فرانسیسی ڈاکوؤں کے ساتھ بولشویک حکومت کے کالیایف کی طرح لین دین کے درمیان فرق کو ”عام لوگ نہیں سمجھ سکیں گے،،۔

ہر سمجھدار آدمی کہے گا : ڈاکہ ڈالنے کی غرض سے کسی لٹیرے سے اسلحات خرید کر حاصل کرنا نفرت انگیز بدمعاشی ہے ، لیکن جارحیت کرنے والے کے خلاف منصفانہ جنگ کے مقصد کے لئے اسی لٹیرے سے اسلحات خریدنا بالکل جائز ہے۔ صرف اٹھلاتی ہوئی دوشیزاؤں کو اور نزاکت پسند نوجوانوں کو جنھوں نے ”کتابیں پڑھی ہیں،، لیکن ان سے سوائے نزاکت پسندی کے اور کچھ اخذ نہیں کیا اس میں ”گندگی،، نظر آسکتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کے علاوہ پھر وہ لوگ ایسی غلطی میں پھنس سکتے ہیں جنھیں خارش کی بیماری ہے۔

لیکن کیا جرمن مزدور اس فرق کو سمجھے گا جو ترکوں کے قسطنطنیہ ، آسٹریاوالوں کے گالیشیا اور جرمنوں کے مشرقی پروشیا کا الحاق کرانے کی غرض سے کیرینسکی کے برطانوی فرانسیسی لٹیروں سے اسلحات خریدنے — اور ویلھیلم کو پیچھے ڈھکیلنے کے مقصد سے جس نے اس اشتراکی روس کے خلاف اپنی فوجیں آگے بڑھائی ہیں جس نے سب کے ساتھ باعزت اور منصفانہ امن کی تجویز کی اور جس نے جنگ ختم کرنے کا اعلان کیا ، بولشویکوں کے ان ہی لٹیروں سے اسلحات خریدنے کے درمیان ہے؟

یہ توقع کرنی چاہئے کہ جرمن مزدور اسے سمجھے گا ، پہلے ، کیونکہ وہ سمجھدار اور پڑھا لکھا ہے اور دوسرے ، وہ صاف ستھری اور مہذب زندگی کا عادی ہے اور عام طور پر وہ نہ تو روسی خارش میں مبتلا ہے اور نہ خاص طور پر انقلابی کھوکھلی لفاظی کی خارش میں۔

کیا ڈاکہ ڈالنے کے مقصد سے قتل کرنے اور جارحیت کرنے والے کو جان سے مارنے میں فرق ہے ؟

کیا لوٹ کھسوٹ کو تقسیم کرنے کی غرض سے لٹیروں کے دو

گروہوں کے مابین جنگ اور اس جائز جنگ‌آزادی کے درمیان فرق نہیں ھے جسے وہ لوگ قزاق کے حملے کے خلاف لڑ رھے ھیں جو قزاقوں کا تختہ الٹ چکے ھیں ؟

لٹیرے سے ھتیار حاصل کرنے کا میرا عمل صحیح ھے یا غلط اس کے پرکھنے کا معیار کیا ان ھتیاروں کے استعمال کے مقصد پر نہیں ھے ؟ ان کے اس جنگ میں استعمال پر جو گندی اور شرمناک ھے یا منصفانہ اور باعزت ۔

اف ! خارش گندی بیماری ھے ۔ اور اس آدمی کا پیشہ واقعی مشکل ھے جو خارش‌زدہ لوگوں کا بھاپ سے حمام کرتا ھے ...

مزید : اٹھارویں صدی کے آخر میں جب شمالی امریکہ کے لوگ انگلستان کے خلاف جنگ‌آزادی لڑ رھے تھے تو انھوں نے ھسپانیہ اور فرانس سے امداد حاصل کی تھی جو انگلستان کے حریف تھے اور اسی قماش کے نوآبادیاتی لٹیرے ۔ کہا جاتا ھے کہ وھاں بھی " بائیں بازو کے بولشویک " پائے جاتے تھے جنھوں نے امریکیوں کے " گندے لین‌دین " پر ایک " عالمانہ تخلیق " سپرد قلم کرنے کا ارادہ کیا تھا ...

۲۲ فروری ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا ۔
۲۲ (۹) فروری ۱۹۱۸ ء کو " پراودا " کی شام کی اشاعت کے شمارہ ۳۳ میں شائع ھوا ۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۵ ، صفحات ۳۶۱ — ۳۶۴ ۔

امن یا جنگ؟

جرمنوں کے جواب میں ، جیسا کہ قاری خود دیکھ سکتا ھے ، بریست لیتوفسک کی بہ نسبت ھمارے لئے امن کی شرائط زیادہ سخت ھیں۔ اس کے باوجود مجھے مطلق یقین ھے کہ صرف انقلابی لفاظی کا مکمل نشہ ھی بعض لوگوں کو ان شرائط پر دستخط کرنے سے انکار کرنے پر برانگیختہ کر سکتا ھے۔ بالکل اسی وجہ سے میں نے "پراودا" میں مضامین (دستخط کارپوف) "انقلابی لفاظی" اور "خارش" * کے ذریعے انقلابی کھوکھلی لفاظی کے خلاف شدید جدوجہد شروع کی جو میری رائے میں ھماری پارٹی کے لئے (اور نتیجے میں انقلاب کے لئے بھی) سب سے بڑا خطرہ تھی اور اب بھی ھے۔ تاریخ گواہ ھے کہ کئی بار انقلابی پارٹیاں جو سنجیدگی سے انقلابی نعروں کی علمبردار تھیں انقلابی کھوکھلی لفاظی میں مبتلا ھو نے کے سبب ختم ھو گئیں۔

ابھی تک میں نے پارٹی کو یہ قائل کرنے کی کوشش کی ھے کہ وہ انقلابی لفاظی کے خلاف جدوجہد کرے۔ اب یہ جدوجہد مجھے کھلے

---

* دیکھئے اسی ایڈیشن کے صفحات ۳۳ — ۲۱ اور ۳۸ — ۳۴ (ایڈیٹر)۔

عام کرنا ہوگی۔ اس لئے کہ — افسوس ! — میرے بدترین خدشات صحیح ثابت ہوئے۔

۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو پیتروگراد کے تقریباً ۶۰ خاص پارٹی کارکنوں کے ایک جلسے میں میں نے اپنے ''علحدہ اور الحاق‌پذیر امن کا عہدنامہ فوراً کرنے کے سوال کے متعلق مقالے،، پڑھ کر سنائے (۱۷ مقالے جو کل شائع ہو جائیں گے)۔ ان مقالوں میں (پیرا ۱۳) میں نے انقلابی کھوکھلی لفاظی کے خلاف اعلان‌جنگ کیا، لیکن نرم‌ترین اور انتہائی رفیقانہ انداز میں (اب میں اپنی نرمی کی سنجیدگی سے مذمت کرتا ہوں)۔ میں نے کہا کہ مجوزہ امن سے انکار کرنے کی پالیسی '' شاید خوبصورت، ڈرامائی اور جاذب توجہ چیز کےلئے انسانی تمناؤں سے مطابقت تو رکھ سکتی ھے لیکن جاری اشتراکی انقلاب کے موجودہ دور میں طبقاتی قوتوں کے خارجی توازن اور مادی عناصر کو یکسر نظر انداز کرتی،،۔ *

سترھویں مقالے میں میں نے لکھا کہ اگر ھم نے مجوزہ امن پر دستخط کرنے سے انکار کیا تو ''سنگین شکستیں روس کو اور بھی زیادہ ناموافق علحدہ امن طے کرنے پر مجبور کریں گی،،۔

جہاں تک ھماری فوج کا تعلق ھے تو حالات اور بھی بدتر ہوگئے ھیں، وہ پسپا ہورھی ھے، فوجی خدمت سے سبکدوش کی جارھی ھے اور لڑنے سے قطعی انکار کر رھی ھے۔

ایسے حالات میں آج صرف بے لگام کھوکھلی لفاظی روس کو جنگ کی بھٹی میں جھونک سکتی ھے اور اگر اس لفاظی کی پالیسی حاوی رھی تو ظاھر ھے کہ ذاتی طور پر میں ایک لمحے کےلئے بھی حکومت اور مرکزی کمیٹی میں نہیں رھوں گا۔

تلخ حقیقت اپنی پوری خطرناک وضاحت کے ساتھ منظرعام پر آچکی ھے، اب اسے نہ دیکھنا ناممکن ھے۔ جرمنوں کی آمد پر روس کا تمام بورژوازی خوشیاں اور جشن منا رہا ھے۔ صرف وہ لوگ جو اندھے ھیں یا کھوکھلی لفاظی سے مدھوش اس حقیقت کی جانب اپنی آنکھیں بند کر سکتے ھیں کہ انقلابی جنگ (فوج کے بغیر ...) سے ھمارا بورژوازی پوری

---

* ملاحظہ ہو اسی ایڈیشن کا صفحہ ۱۰ (ایڈیٹر)۔

طرح فائدہ اٹھائے گا۔ دوینسک میں روسی افسروں نے کندھے کی پٹیاں پہن کر گھومنا شروع کر دیا ہے۔

ریژیتسا میں بورژوازی نے جرمنوں کا پرجوش خیرمقدم کیا۔ پیتروگراد میں نیفسکی شاہراہ پر اور بورژوا اخباروں (" ریچ "، " دیلو نرودا "، " نووی لوچ "، وغیرہ) میں جرمنوں کے ہاتھوں سوویت اقتدار کا تختہ الٹنے کے امکان پر خوشی کے مارے وہ اپنے ہونٹ چاٹ رہے ہیں۔

سب یہ جان لیں : ہر وہ شخص جو فوری اگرچہ انتہائی سخت امن کے خلاف ہے سوویت اقتدار کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔

ہم ایک سخت امن برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس سے جرمنی یا یورپ میں انقلاب نہیں رکے گا۔ ہم کھوکھلی لفاظی اور اعلانات کے ذریعے نہیں (ان لوگوں کی طرح جنھوں نے ۷ جنوری سے ہماری بھگوڑی فوج کو روکنے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا) بلکہ تنظیمی کام کے ذریعے، اپنے عمل سے، تمام عوام کی واقعی طاقتور فوج کی تشکیل کرکے انقلابی فوج کی بنیاد ڈالیں گے۔

۲۳ فروری کو لکھا گیا۔

۲۳ (۱۰) فروری ۱۹۱۸ء کو "پراودا" کی شام کی اشاعت میں شمارہ ۳۴ میں شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۶۶—۳۶۸۔

روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں تقریریں

۲۳ فروری ۱۹۱۸ء[19]

روئداد سے

(۱) رفیق لینن کا خیال ہے کہ انقلابی لفاظی کی پالیسی ختم ہو گئی ہے ۔ اگر اسے پھر جاری کیا گیا تو وہ حکومت اور مرکزی کمیٹی سے استعفا دے دیں گے ۔ انقلابی جنگ ایک فوج کا تقاضہ کرتی ہے اور وہ موجود نہیں ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ شرائط کو تسلیم کر لینا چاہئے ۔

(۲) رفیق لینن ۔ بعض لوگوں نے مجھ پر الٹی‌میٹم دینے کا الزام لگایا ہے۔ یہ میں نے انتہائی حالت میں کیا ہے ۔ ہماری مرکزی کمیٹی کے ممبروں کا بین‌الاقوامی خانہ‌جنگی کے بارے میں باتیں کرنا مضحکہ‌خیز ہے۔ روس میں یہ موجود ہے لیکن جرمنی میں نہیں ہے ۔ ہمارے پروپیگنڈے کو جاری رہنا چاہئے ۔ یہ الفاظ کے ذریعے نہیں بلکہ انقلابی عمل کی بنا پر کیا جا رہا ہے ۔ اور یہ جاری ہے ۔ استالین غلطی پر ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ ہمیں دستخط کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ان شرائط پر دستخط کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ تین ہفتوں میں اپنے ہاتھوں سے سوویت اقتدار کے پروانۂ‌موت پر دستخط کریں گے ۔ ان شرائط کا سوویت اقتدار پر کچھ اثر نہیں پڑتا ۔ مجھے مطلق پس‌وپیش نہیں ہے ۔ میں الٹی‌میٹم اس لئے نہیں دے رہا ہوں کہ اسے پھر واپس لوں ۔ مجھے انقلابی کھوکھلی لفاظی پر

اعتراض ہے ۔ جرمن انقلاب ابھی تک پختہ نہیں ہوا ہے ۔ ایسا ہونے میں مہینے لگیں گے ۔ ان شرائط کو قبول کر لینا چاہئے ۔ اگر بعد میں نیا الٹی میٹم دیا گیا تو وہ نئی حالت میں ہوگا ۔

(۳) رفیق لینن ۔ میرا بھی یہ خیال ہے کہ انقلابی جنگ کی تیاری ضروری ہے ۔ عہدنامے کی توضیح ہوگی اور ہم اس کی توضیح کریں گے ۔ اس وقت فوج کی سبکدوشی خالص فوجی معنوں میں ہے ۔ جنگ سے پہلے بھی ہمارے پاس فوج تھی ۔ انقلابی جنگ سنجیدہ تیاری کا تقاضہ کرتی ہے ۔ مجھے اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے کہ لوگ امن چاہتے ہیں ۔

(۴) لینن تجویز کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل پر رائے شماری کی جائے : (۱) کیا ہم جرمن تجاویز فوراً قبول کر لیں ؟ (۲) کیا ہم فوراً انقلابی جنگ کی تیاری کریں ؟ (۳) کیا پیٹرو گراد اور ماسکو میں سوویت انتخاب کرنے والوں کا فوری ووٹ لیا جائے ؟

(۵) لوموف لینن سے پوچھتے ہیں کیا پریس میں اور پارٹی وحدتوں میں امن پر دستخط کرنے کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی اجازت ہے ۔

رفیق لینن اس کا مثبت میں جواب دیتے ہیں ۔

(۶) مرکزی کمیٹی کے کئی ممبروں کے تمام ذمے دار سوویت اور پارٹی کے عہدوں سے استعفوں کے اعلان کے پیش نظر سویردلوف تجویز کرتے ہیں کہ کانگرس تک انہیں اپنے اپنے عہدے سنبھالے رکھنا چاہئے اور پارٹی حلقوں میں اپنے خیالات کی اشاعت کرنا چاہئے ۔

سویردلوف نے جو سوال اٹھایا رفیق لینن اس پر بحث کرنے کی حمایت کرتے ہیں — پہلے ، دستخط کرنے میں ابھی تین دن باقی ہیں ۔ دوسرے ، توثیق کے لئے بارہ دن ہیں ، چنانچہ پارٹی کی رائے معلوم کی جا سکتی ہے ۔ اگر رائے دستخط کرنے کے خلاف ہو تو پھر توثیق نہیں کی جائے گی ۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ آج ہمارے پاس وقت کی تنگی ہے وہ تجویز کرتے ہیں کہ معاملے کو کل تک ملتوی کر دیا جائے۔

(۷) استالین دریافت کرتے ہیں کہ کیا تمام عہدوں سے استعفے کا مطلب پارٹی چھوڑ دینا تو نہیں ہے۔

رفیق لینن کہتے ہیں کہ مرکزی کمیٹی سے استعفے کے معنی پارٹی سے الگ ہونا نہیں ہیں۔

(۸) رفیق لینن تجویز کرتے ہیں کہ جب رائےشماری ہو تو رفقا جلسہ چھوڑ دیں اور کسی قسم کی دستاویز پر دستخط نہ کریں تاکہ ان پر کوئی ذمےداری عائد نہ ہو لیکن کونسل میں اپنا اپنا کام نہ چھوڑیں۔

پہلی بار ۱ — ۳ تقریریں ۱۹۲۲ء ن۔ لینن (و۔ اولیانوف) کے مجموعۂ تصانیف کی جلد ۱۵ میں شائع ہوئیں، ۴ — ۸ تقریریں رسالے "پرولتارسکایا ریوولیوتسیا" کے شمارے ۲ میں ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئیں۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۶۹ — ۳۷۱۔

غلطی کہاں ہے؟

بریست کی شرائط پر علحدہ امن طے کرنے کے ممتاز اور انتہائی ذمےدار مخالفوں نے اپنے دلائل کا جوہر مندرجہ‌ذیل شکل میں پیش کیا ہے :

”...— — — — — — — — — — — — — — —
— — — — — — — — — — — — — — —
— — — — — — — — — — — — — — —...“

یہاں جو دلائل دیے گئے ہیں وہ انتہائی مرکوز اور اہم ہیں اور وہ تقریباً قرارداد کی شکل میں ہیں۔ دلائل کا تجزیہ کرنے میں آسانی کےلئے ہم نے ہر تجویز کو الگ الگ نمبروار درج کر لیا ہے۔

ان دلائل کا تجزیہ کرتے وقت مصنفین کی خاص غلطی فوراً نظر آتی ہے۔ وہ موجودہ حالت میں انقلابی جنگ کے ٹھوس حالات کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔ امن کے حامیوں کے اس خاص اور بنیادی خیال سے بالکل گریز کیا گیا ہے کہ اس وقت ہمارے لئے لڑنا ناممکن ہے۔ جواب میں، مثال کے طور پر میرے مقالوں کے جواب میں جو ۸ جنوری سے * اچھی طرح مصنفین کے علم میں ہیں، انھوں نے سو فیصدی

* دیکھئے اسی ایڈیشن کے صفحات ۵ — ۱۴ (ایڈیٹر)۔

عام اور ہوائی باتیں کہی ہیں جو ناگزیر طور پر کھوکھلی لفاظی بن جاتی ہیں۔ اس لئے کہ ایک خاص معاملے کے حالات کا خاص تجزیہ کئے بغیر اس خاص معاملے پر ایک عام تاریخی بیان کا اطلاق کرنا کھوکھلی لفاظی ہے۔

پہلے دعوے کو لیجئے۔ اس کا پورا "جوہر"، طعنےبازی، غل پکار، جوشیلے الفاظ، مخالف کو "شرمندہ" کرنے کی کوشش اور جذبات سے اپیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم کتنے برے آدمی ہو: سامراجی تم پر حملہ کر رہے ہیں، پرولتاری انقلاب کو کچلنے کا "اعلان" کر رہے ہیں اور تم اس کا جواب امن طے کرنے کی رضامندی سے دیتے ہو! لیکن ہماری دلیل، جیسا کہ مصنفین جانتے ہیں، یہ ہے کہ سخت امن کو مسترد کرکے درحقیقت ہم دشمن کے لئے پرولتاری انقلاب کو کچلنا آسان بنا دیتے ہیں۔ ہماری اس رائے کی تصدیق (مثال کے طور پر میرے مقالوں میں) فوج کی حالت، اس کی طبقاتی ساخت وغیرہ سے متعلق کئی ٹھوس علامتوں سے ہوتی ہے۔ مصنفین نے ہر ٹھوس بات سے گریز کیا ہے، چنانچہ جس نتیجے پر وہ پہنچتے ہیں وہ کھوکھلی لفاظی ہے۔ اس لئے کہ اگر دشمن "اعلان" کر رہا ہے کہ اس کا مقصد انقلاب کا گلا گھونٹنا ہے تو وہ شخص جو مزاحمت کی تسلیم‌شدہ ناممکن شکل کو اختیار کرکے دشمن کے "اعلان" کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دیتا ہے، برا انقلابی ہے۔

دوسری دلیل: طعنوں کی شدت بڑھا دی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم دشمن کے پہلے ہی دھاوے کے بعد امن پر راضی ہو گئے... کیا مصنفین سنجیدگی سے سمجھتے ہیں کہ اس سے وہ لوگ قائل ہو جائیں گے جو جنوری میں "دھاوے" سے بہت پہلے اس وقت قوتوں کے توازن اور جنگ کے ٹھوس حالات کا تجزیہ کر چکے ہیں؟ جب طعنوں کو تجزیے کے مقابلے میں دلیل خیال کیا جاتا ہے تو یہ کھوکھلی لفاظی نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم سے کہا جاتا ہے کہ موجودہ شرائط پر امن قبول کرنے کا مطلب "بین‌الاقوامی بورژوازی کے سامنے عالمی پرولتاریہ کے ہراول دستے کی قبول اطاعت ہے"۔

پھر وھی کھوکھلی لفاظی۔ عام صداقتوں کو اس طرح بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ھے کہ وہ غلط ھوجاتی ھیں اور جوشیلے الفاظ میں بدل جاتی ھیں۔ جرمن بورژوازی اس لئے '' بین الاقوامی '' نہیں ھے کہ برطانوی فرانسیسی سرمایہ‌دار امن طے کرنے سے ھمارے انکار کا خیر مقدم کرتے ھیں۔ عام طور پر '' ھتیار ڈالنا '' بری بات ھے لیکن یہ قابل تعریف صداقت ھر انفرادی حالت کا فیصلہ نہیں کرتی کیونکہ صریحاً غیرموافق حالات میں لڑنے سے انکار کرنے کو بھی ھتیار ڈالنا کہا جا سکتا ھے، لیکن ایک سنجیدہ انقلابی کےلئے اس طرح ھتیار ڈالنا لازمی ھے۔ تیسری دوما میں حصہ لینے پر رضامندگی بھی جسے اس وقت '' بائیں بازو '' کے لفاظ لوگ استولیپین (۲۰) کے ساتھ امن و آشتی سے رھنا قرار دیتے تھے عام الفاظ میں ھتیار ڈالنا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ھم انقلابی ابتدا کا ھراول دستہ ھیں لیکن سرغنہ سامراج کی قوتوں کے خلاف فوجی تصادم میں ھراول دستہ بننے کےلئے، جو ... *

۲۳ یا ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا۔ پہلی بار ۱۹۲۹ء میں لینن کی متفرقات، جلد ۱۱ میں شائع ھوا۔

لینن کا مجموعہ' تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۷۳ — ۳۷۵۔

* یہاں مسودہ ختم ھو جاتا ھے (ایڈیٹر)۔

کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس میں تقریر
۲۴ فروری ۱۹۱۸ء [۲۱]

رفیقو ! جرمن سامراج کے نمائندوں نے ہمیں جو شرائط پیش کی ہیں وہ بے مثال سخت ، بے انتہا جابر ، قزاقانہ شرائط ہیں ۔ جرمن سامراجیوں نے روس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہمارا گلا پکڑ لیا ہے ۔ میں آپ سے تلخ حقیقت نہیں چھپانا چاہتا ، جس کا میں پوری طرح قائل ہوں ، جس حالت سے ہم دوچار ہیں اس میں مجھے لازمی طور پر بتانا چاہئے کہ ان شرائط کو قبول کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے ۔ کسی دوسری تجویز کا مطلب شعوری یا غیرشعوری طور پر بدتر بلائیں سر لینا ہے ، (اور اگر یہاں مدارج کا حوالہ دیا جائے تو) جرمن سامراج کے ہاتھوں سوویت ریپبلک کی مزید مکمل محکومی ، اس کی غلامی ہے ، یا خطرناک ، بے انتہا مشکل لیکن ناقابل انکار حقیقت سے آنکھیں چرانے کی خاطر لفاظی کرنے کی ایک شرمناک کوشش ہے ۔ رفیقو ، آپ اچھی طرح جانتے ہیں ، اور آپ میں سے بہت سے اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر جانتے ہیں کہ سامراجی جنگ میں روس کو جو بوجھ برداشت کرنا پڑا وہ ، ناقابل تردید وجوہات کی وجہ سے جو ہر شخص سمجھ سکتا ہے ، دوسرے ملکوں کے مقابلے میں زیادہ ہولناک اور شدید تھا ۔ اس لئے آپ کو معلوم ہے کہ جنگ میں دوسروں سے کہیں زیادہ ہماری فوج نے ہلاکتیں اور اذیتیں سہیں ، اور بورژوا اخبارات اور ان کی حامی پارٹیوں کا یا سوویت

حکومت کے خلاف پارٹیوں کا یہ بہتان کہ بولشویکوں نے فوجوں کے حوصلے پست کئے بالکل مہمل ہے ۔ میں آپ کو ایک بار پھر وہ اعلان یاد دلانا چاہتا ہوں جسے کریلنکو نے فوجیوں میں تقسیم کیا تھا جو اس وقت کیرینسکی کے ماتحت تھا اور جب وہ پیتروگراد آنےوالا تھا ، یہ اعلان '' پراودا ،، میں پھر شائع ہوا تھا ، اس میں کریلنکو نے کہا : ہم آپ سے کسی قسم کی بغاوت کرنے کی اپیل نہیں کرتے ، ہم آپ سے منظم سیاسی اقدام کی تاکید کرتے ہیں ، جتنا ممکن ہے منظم ہونے کی کوشش کیجئے ۔ یہ تھا بولشویکوں کے ایک انتہائی سرگرم نمائندے کا پروپیگنڈہ ، جس کا فوج سے انتہائی گہرا تعلق تھا ۔ ایک بےمثال ، بےانتہا تھکی ہوئی فوج کو مربوط رکھنے اور اسے مضبوط تر بنانے کےلئے جو چیز بھی کی جاسکتی تھی کی گئی ۔ اگر اب ہم دیکھتے ہیں، مثال کے طور پر کہ گذشتہ ماہ اپنے خیالات پیش کرنے سے میں نے بالکل پرہیز کیا جو قنوطیت پسند معلوم ہو سکتے تھے ، اگر ہم نے اسے دیکھ لیا ہے کہ حالت کو بہتر بنانے کے لئے گذشتہ مہینے کے دوران فوج کے سلسلے میں ہم جو کہہ سکتے تھے سب کہہ چکے ، جو کیا جا سکتا تھا سب کر چکے ، حقیقت ہمیں یہ دکھا رہی ہے کہ تین سال کی جنگ کے بعد ہماری فوج لڑنے کے لئے بالکل ناقابل اور نارضامند ہے ۔ یہ ہے وہ بنیادی سبب سادہ ، صریح اور انتہائی درجے تلخ اور تکلیف‌دہ لیکن سو فیصدی واضح کہ ایک سامراجی لٹیرے کے پہلو بہ پہلو رہتے ہوئے جب اس نے ہمارا گلا دبا رکھا ہے تو ہم امن کی ان شرائط پر دستخط کرنے کےلئے کیوں مجبور ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ میں پورے احساس ذمےداری سے کہتا ہوں اور دھراتا ہوں کہ سوویت حکومت کا واحد رکن بھی اس ذمےداری سے گریز نہیں کر سکتا ۔ بلاشبہ مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں سے یہ کہنا دلچسپ اور آسان ہے ، یہ دیکھنا دلچسپ اور آسان ہے کہ اکتوبر مسلح بغاوت کے بعد سے انقلاب کس طرح آگے بڑھ رہا ہے ، لیکن جب ہمیں ایک تلخ تکلیف‌دہ ناقابل انکار حقیقت — انقلابی جنگ کے عدم امکان — کو تسلیم کرنا پڑ رہا ہے تو پھر اس ذمےداری سے کترانا ناقابل اجازت ہے اور ہمیں صاف گوئی کے ساتھ اس ذمےداری کو پوری کرنا چاہئے ۔ میں اپنا فریضہ سمجھتا ہوں ، میں اپنے فرض کی ادائگی کےلئے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ صاف صاف

بیان کر دوں کہ حالات کیسے ھیں ، اور اس لئے مجھے یقین ھے کہ روس کے محنت کشوں کا طبقہ جو جانتا ھے کہ جنگ کیا شے ھے ، محنت کش لوگوں نے اس کے لئے کیا قیمت ادا کی ھے ، اور جنگ نے کس حد تک انھیں چوس لیا ھے ، وہ ھماری طرح امن کی ان شرائط کی بےمثال سختی ، بےھودگی اور ذلت کو تسلیم کرتے ھیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ ھمارے رویے کو حق بجانب قرار دینگے ۔ اس پر میں ایک لمحے کےلئے بھی شبہ نہیں کر سکتا ۔ وہ کہیںگے : آپ نے فوری اور منصفانہ امن کی شرائط پیش کرنے کا بیڑہ اٹھایا ، آپ کو امن ملتوی کرنے کی غرض سے ہر امکان سے فائدہ اٹھانا چاھئے تھا تاکہ یہ دیکھ لیا جائے کہ آیا دوسرے ملک ھمارے ساتھ شریک ھوتے ھیں ، آیا یورپ کا پرولیتاریہ ھمارا ھاتھ بٹاتا ھے جس کی مدد کے بغیر ھم پائدار اشتراکی فتح حاصل نہیں کر سکتے ۔ ھم نے گفت‌وشنید کو طول دینے کی ھر ممکن کوشش کی ، ھم نے امکان سے زیادہ کیا ، ھم نے یہ کیا کہ بریست کی بات‌چیت کے بعد حالت جنگ کے خاتمے کا اعلان کر دیا، اس لئے کہ ھم میں سے بہت‌سوں کو اعتماد تھا کہ جرمنی میں حالت ایسی نہیں ھوگی کہ وہ اسے روس پر ظالمانہ اور وحشیانہ حملہ کرنے کی اجازت دے۔ اس مرتبہ ھمیں بڑی شکست برداشت کرنی پڑی اور اس شکست کو ھمیں تسلیم کرنے کے اھل ھونا چاھئے ۔ ھاں ابھی تک انقلاب مسلسل ایک کامرانی کے بعد دوسری کامرانی کی راہ سے گزرتا ھوا بلندی پر چڑھتا رھا ھے ، اب اسے شکست دیکھنا پڑی ھے ۔ جرمن مزدور طبقے کی تحریک جو بڑی تیزی سے شروع ھوئی تھی اب وقتی طور پر رکی ھوئی نظر آتی ھے ۔ ھم جانتے ھیں کہ اس تحریک کے بنیادی اسباب ختم نہیں ھوئے ، وہ بڑھ رھے ھیں اور لازمی طور پر بڑھتے جائیں‌گے کیوں‌کہ سخت اذیت‌رساں جنگ طول پکڑتی جا رھی ھے ، کیوں‌کہ سامراج کی بربریت کا پردہ زیادہ پوری طرح اور صراحت سے فاش ھو رھا ھے اور ان لوگوں کی بھی آنکھیں کھول رھا ھے جو سیاست سے بہت دور نظر آتے تھے یا اشتراکی پالیسی سمجھنے کے قابل نہ تھے ۔ یہی وجہ ھے کہ ایسی خطرناک اور مایوس کن حالت پیدا ھوئی جو ھمیں اس وقت امن قبول کرنے پر مجبور کر رھی ھے اور جو محنت کش عوام کو یہ کہنے پر مجبور

کرےگی : ھاں، ان کا عمل صحیح ھے، منصفانہ امن تجویز کرنے کی خاطر انھوں نے سب کچھ کر لیا ، انھیں انتہائی جابرانہ اور بدقسمت امن پر راضی ھونا پڑا کیونکہ ملک کے سامنے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ھے۔ جرمنوں کی حالت ایسی ھے کہ وہ سوویت اقتدار کے خلاف زندگی اور موت کی جدوجہد پر مجبور ھیں ، اگر اس وقت انھوں نے پیتروگراد اور ماسکو کی جانب پیش‌قدمی کا ارادہ ملتوی کر دیا ھے تو اس کی وجہ صرف یہ ھے کہ وہ ایک خونی قزاقانہ جنگ میں برطانیہ سے الجھے ھوئے ھیں ، اور اس لئے بھی کہ ان کے ھاں اندرونی بحران ھے ۔ جب مجھ سے کہا جاتا ھے کہ جرمن کل یا اس کے اگلے دن ھمیں اس سے بھی بدتر شرائط پیش کر سکتے ھیں تو میرا یہ جواب ھوتا ھے کہ اس کےلئے ھمیں تیار رھنا چاھئے ، یہ قدرتی بات ھے کہ وحشی لٹیروں کے پہلوبہ‌پہلو رھتے ھوئے سوویت ریپبلک کو ھر لمحے حملے کا خطرہ ھے ۔ اگر آج ھم اس کا جنگ سے جواب نہیں دے سکتے تو یہ اس لئے ھے کہ ھمارے پاس قوتوں کی کمی ھے اور جنگ صرف عوام کے تعاون سے ھی لڑی جا سکتی ھے ۔ اگر کئی رفیق انقلاب کی کامیابیوں کی وجہ سے اس کے برعکس کہتے ھیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عام مظہر ھے، یہ اصل عوام کی مرضی اور رائے کا اظہار نہیں کرتا ۔ اگر آپ اصلی محنت کشوں کے طبقے ، مزدوروں اور کسانوں کے پاس جائیں تو آپ ایک ھی جواب سنیں‌گے کہ ھم جنگ لڑنے کے قابل نہیں ھیں ، ھمارے اندر جسمانی طاقت نہیں ، خون سے ھمارا دم گھٹ رھا ھے — جیسا کہ ایک سپاھی نے کہا ۔ عوام ھمیں سمجھیں گے اور اس جبریہ اور بےمثال سخت امن کو قبول کرنے کی ھماری تائید کریں‌گے ۔ یہ ھو سکتا ھے کہ عوام کے ابھار کےلئے جس مہلت کی ضرورت ھے وہ مختصر نہ ھو لیکن لوگ جو انقلاب کے ابھار کے دور میں انقلابی لڑائیوں کے طویل برسوں سے گزرے ھیں اور اس عہد سے بھی جب انقلاب پر تنزل آیا ، جب انقلابی اپیلوں کا عوام نے جواب نہیں دیا ، وہ جانتے ھیں کہ بہرصورت انقلاب ھمیشہ نئی توانائی کے ساتھ بلند ھوا ۔ اس لئے ھم کہتے ھیں : ھاں ، عوام اس وقت ایسی حالت میں نہیں ھیں کہ جنگ لڑیں ، اس وقت سوویت حکومت کے ھر نمائندے کا فرض ھے کہ وہ لوگوں سے براہ‌راست پوری تلخ صداقت

کیے ۔ انسنے مصائب کا ، تین سال کی جنگ اور زارشاهی کا چھوڑ ہوا ناقابل برداشت انتشار کا زمانہ گزر جائے گا ، لوگ دوبارہ قوت حاصل کریں گے اور مزاحمت کرنے کے قابل ہوجائیں گے ۔ اس وقت هم ظالم سے دوچار هیں ، ظاهر هے کہ بهترین طریقه یه هے که ظلم کا جواب انقلابی جنگ سے ، مسلح بغاوت سے دیا جائے لیکن بدقسمتی سے تاریخ یه بهی بتاتی هے که ظلم کا بغاوت سے جواب دینا همیشه ممکن نهیں ۔ لیکن مسلح بغاوت سے پرهیز کرنے کا مطلب انقلاب سے پرهیز کرنا نهیں هے ۔ آپ اس اشتعال کے شکار نه هوں جو بورژوا اخبارات اور سوویت اقتدار کے دشمنوں کی جانب سے کیا جا رها هے ۔ جی هاں ، وه صرف '' مکروه امن '' کی باتیں کرتے هیں اور امن کے متعلق '' شرم '' کا نعره بلند کرتے هیں لیکن درحقیقت وه بڑی خوشی سے جرمن فاتحوں کا خیرمقدم کر رهے هیں ۔ ان کا کهنا هے : '' آخرکار اب جرمن آئیں گے اور همارے لئے نظم‌ونسق بحال کریں گے '' — وه یه چاهتے هیں اور اس لئے '' مکروه امن ، بدنام امن '' کا دانه جال میں ڈال کر همیں پهانسنے کی کوشش کر رهے هیں ۔ ان کی خواهش هے که سوویت حکومت جنگ لڑے ، انسنی جنگ ۔ حالانکه وه یه جانتے هیں که جنگ لڑنے کےلئے همارے پاس طاقت کی کمی هے ۔ وه همیں جرمن سامراجیوں کی مکمل غلامی کے چنگل میں گهسیٹ رهے هیں تاکه وه جرمن پولیس‌والوں سے لین دین کرسکیں ، لیکن اس طرح وه اپنے طبقاتی مفادات کا اظهار کرتے هیں اس‌لئے که انهیں علم هے که سوویت حکومت مضبوط هو رهی هے ۔ امن کے خلاف یه آوازیں ، یه چیخ‌وپکار میری رائے میں اس حقیقت کا بهترین ثبوت هیں که جو لوگ اس امن کو مسترد کرتے هیں وه نه صرف بے جا خوش‌فهمیوں سے اپنے دل بهلا رهے هیں بلکه اشتعال کا شکار هوگئے هیں ۔ نهیں ، همیں اس تباه‌کن سچائی کا پوری طرح سامنا کرنا چاهئے : همارے دوبدو ظالم کهڑا هے اور همارا گلا دبائے هوئے هے ، جهاں تک لڑنے کا سوال هے هم انقلابی جدوجهد کے تمام ذرائع استعمال کریں گے ۔ تاهم ، اس وقت هماری حالت انتهائی مشکل هے ، همارا اتحادی هماری فوراً مدد نهیں کر سکتا ، بین‌الاقوامی پرولیتاریه ابهی هماری مدد کے لئے نهیں آسکتا ، لیکن وه آئے گا ۔ یه انقلابی تحریک جو آج دشمن کا مسلح مقابله نهیں کرسکتی،

بڑھ رہی ہے ، اور بعد میں مقابلہ کرے گی ، دشمن کا مقابلہ ضرور کرے گی۔ (تحسین و آفرین کی صدائیں) ۔

اس تقریر کی مختصر رپورٹ ۲۰ (۱۲) فروری ۱۹۱۸ء کو "پراودا" کے شمارے ۳۰ (شام کی اشاعت) میں شائع ہوئی۔
مکمل شکل میں پہلی بار ۱۹۲۶ء میں ن۔ لینن (و۔ اولیانوف) کے مجموعۂ تصانیف کی جلد ۲۰ کے دوسرے حصے میں چھپی۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۵ ، صفحات ۳۷۶ — ۳۸۰ ۔

بدنصیب امن

(اقتباس)

جب مضبوط نے کمزور کا گلا دبا رکھا ہو تو ایک بدنصیب ، بےحد سخت ، انتہائی ذلت‌آمیز امن پر دستخط کرنا ناقابل یقین طور پر بےمثال مشکل ھے۔ لیکن مایوسی کا شکار ھو جانا ناروا ھے ، یہ بھول جانا بھی ناروا ھے کہ تاریخ میں اس سے بھی زیادہ ذلت‌آمیز ، بدنصیب ، سخت امن کی شرائط کی مثالیں موجود ھیں ۔ لیکن اس کے باوجود عوام جنھیں ظالم حکمرانوں کی بربریت نے کچل دیا تھا پھر سنبھلے اور اٹھ کھڑے ہوئے ۔

ولہیلم روس کو جتنا کچل رہا ھے ، اسے ذلیل کر رہا ھے اس سے کہیں زیادہ نپولین اول نے پروشیا کو کچلا اور ذلیل کیا تھا (۲۲) ۔ برسوں تک نپولین اول براعظم پر مکمل طور پر کامران رہا ، پروشیا میں اس کی فتح روس میں ولہیلم کی فتح کے مقابلے کہیں زیادہ فیصلہ کن تھی ۔ لیکن چند برسوں کے بعد پروشیا نے سنبھالا لیا اور جنگ‌آزادی کے ذریعے ، لٹیری ریاستوں کی امداد سے جو نپولین کے خلاف کسی لحاظ سے بھی جنگ آزادی نہیں بلکہ سامراجی جنگ لڑ رہی تھیں ، نپولین کے طوق‌غلامی کو اتار پھینکا ۔

نپولین کی سامراجی جنگیں برسوں تک جاری رھیں ، وہ ایک پورے عہد پر محیط رھیں اور انھوں نے سامراجی * تعلقات اور قومی آزادی کی

---

* یہاں سامراج سے میری مراد عام طور پر غیرملکوں کی لوٹ‌مار ھے اور سامراجی جنگ سے اس لوٹ‌مار کی تقسیم کے لئے لٹیروں کی جنگ ۔

تحریکوں کے تانے بانے کے انتہائی پیچیدہ نمونے کا اظہار کیا۔ نتیجے میں اس تمام دور سے گزر کر جو جنگوں اور المیوں (تمام لوگوں کے لئے المیے) سے غیرمعمولی طور پر بھرا پڑا تھا، تاریخ نے جاگیرداری سے "آزاد"، سرمایہ‌داری کی جانب آگے قدم بڑھایا۔

اب تاریخ اور زیادہ تیزی سے پیش‌قدمی کر رہی ہے، پوری کی پوری قوموں کے المیے جنہیں سامراجی جنگ کچل رہی ہے یا جو کچل دی جا چکی ہیں کہیں زیادہ بےانتہا خوفناک ہیں۔ سامراجی اور قومی آزادی کے رجحانات، تحریکوں اور تمناؤں کے تانے بانے بھی دیکھنے میں آتے ہیں، لیکن اس زبردست فرق کے ساتھ کہ قومی آزادی کی تحریکیں بےحد کمزور ہیں اور سامراجی قوتیں بےحد مضبوط ہیں۔ لیکن تاریخ بھی ثابت‌قدمی سے آگے بڑھ رہی ہے اور تمام ترقی‌یافتہ ملکوں کے اندر — ہر چیز کے باوجود — اشتراکی انقلاب پختہ ہو رہا ہے جو پچھلے بورژوا انقلاب کے مقابلے میں بےپایاں زیادہ گہرا، عوام سے قریب‌تر اور بہت زیادہ طاقتور انقلاب ہے۔

اس لئے پھر، ایک بار پھر: سب سے زیادہ ناقابل‌اجازت بات مایوسی ہے۔ امن کی شرائط ناقابل‌برداشت حد تک سخت ہیں۔ اس کے باوجود تاریخ اپنا رنگ دکھلائےگی اور ہمیں امداد — اگرچہ اتنی جلد نہیں جتنی کہ ہم چاہتے ہیں — دوسرے ملکوں میں مسلسل پختہ ہونےوالے اشتراکی انقلاب کی شکل میں ملےگی۔

لٹیرا ہمارا محاصرہ کئے ہوئے ہے، وہ ہم پر ظلم ڈھا رہا ہے، ہمیں ذلیل کر رہا ہے — ہم یہ سب بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہیں۔ دنیا میں ہم تنہا نہیں ہیں۔ ہمارے دوست اور مددگار موجود ہیں۔ ہمارے وفادار حامی موجود ہیں۔ ان کی مرضی سے بالا کئی وجوہات کی بنا پر انہیں دیر ہو گئی ہے، لیکن وہ ضرور ہماری مدد کریں‌گے۔

آئیے، تنظیم، تنظیم، ایک بار پھر تنظیم کا کام کریں! تمام آزمائشوں کے باوجود مستقبل ہمارا ہے۔

"پراودا"، شمارہ ۳۴، ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۸۲ - ۳۸۳

علحدہ اور الحاق پذیر امن کے سوال پر روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کا رویہ

عزیز رفیقو!

مرکزی کمیٹی کا تنظیمی بیورو یہ ضروری خیال کرتا ہے کہ ان مقاصد کی تشریح آپ کو پیش کی جائے جن کی وجہ سے مرکزی کمیٹی نے جرمن حکومت کی تجویز کی ہوئی امن کی شرائط منظور کیں۔ رفیقو، تنظیمی بیورو یہ تشریح اس لئے پیش کر رہا ہے کہ پارٹی کے تمام رفقا مرکزی کمیٹی کے نقطۂ نظر سے بخوبی واقف ہو جائیں جو دو کانگریسوں کے درمیان مدت میں کل پارٹی کی نمائندگی کرتی ہے۔ تنظیمی بیورو یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ امن کی شرائط پر دستخط کرنے کے سوال کے سلسلے میں مرکزی کمیٹی متفق نہیں تھی۔ بہرحال، چونکہ فیصلہ کر لیا گیا ہے لہذا پوری پارٹی کو اس کی تائید کرنا چاہئے۔ چند دنوں بعد پارٹی کانگریس منعقد ہونےوالی ہے، اس وقت ہی اس سوال کا فیصلہ کرنا ممکن ہوگا کہ مرکزی کمیٹی نے کس حدتک صحیح طور پر پوری پارٹی کے اصلی رویے کا اظہار کیا ہے۔ کانگریس تک تمام پارٹی ممبر اپنے پارٹی فریضے کی طرح اور ہماری پارٹی کی صفوں میں اتحاد قائم رکھنے کی خاطر اپنے مرکزی رہنما ادارے یعنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلوں کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

موجودہ لمحے (۲۴ فروری ۱۹۱۸ ء) جرمنی کے ساتھ الحاقی اور بے انتہا سخت معاہدۂ امن پر دستخط کرنے کی خالص وجہ بنیادی طور پر یہ حقیقت ہے کہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے اور ہم اپنی مدافعت نہیں کر سکتے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے، پرولیتاریہ اور غریب کسانوں کی آمریت کی فتح کے بعد سے ہم سب کیوں مدافعت پسند، مادروطن کی مدافعت کے حامی ہو گئے ہیں۔

مادروطن کے دفاع کے نقطہٗ نظر سے ہمارے لئے یہ ناقابل اجازت ہے کہ جب ہمارے پاس فوج نہیں ہے اور دشمن سر سے پیر تک مسلح ہے اور خوب تیار بھی ہے تو ہم اپنے آپ کو مسلح تصادم میں پھنسنے دیں۔

سوویت اشتراکی رپبلک کبھی جنگ نہیں لڑ سکتی جب کہ مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کی صریحاً بھاری اکثریت، جنھوں نے سوویتوں کے نمائندے منتخب کئے ہیں، جنگ کے خلاف ہے۔ یہ اندھی جوئےبازی ہوگی۔ لیکن یہ بالکل مختلف بات ہوگی اگر یہ جنگ ختم کر دی جائے، خواہ اس کی شرائط انتہائی سخت ہوں اور جرمن سامراج پھر روس کے خلاف جارحانہ جنگ شروع کرنے کا فیصلہ کرے تو ممکن ہے کہ ایسی صورت میں سوویتوں کی اکثریت جنگ کی حمایت کرے۔

آج جنگ لڑنے کا مطلب خارجی طور پر روسی بورژوازی کے اشتعال کے جال میں پھنسنا ہوگا۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس لمحے روس بے کس ہے اور جرمن فوج کی قلیل تعداد بھی اسے بری طرح شکست دے سکتی ہے، اس کےلئے بس یہ کافی ہوگا کہ وہ ریلوں کے خاص خاص راستے منقطع کر دیں تاکہ پیتروگراد اور ماسکو کو بھوکوں مار کر ہتیار ڈلوا دے۔ بورژوازی جنگ چاہتا ہے اس‌لئے کہ اس کا مقصد سوویت اقتدار کا تختہ الٹنا اور جرمن بورژوازی کے ساتھ سمجھوتہ کرنا ہے۔ دوینسک، ریژیتسا، ویندین، گپسال، منسک اور دریسا میں جب جرمن فوجیں داخل ہوئیں تو بورژوازی نے خوب خوشیاں منائیں — اس سے ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔

موجودہ لمحے انقلابی جنگ کی مدافعت کھوکھلی انقلابی لفاظی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ فوج کے بغیر اور انتہائی سنجیدہ معاشی تیاری کی غیرموجودگی میں ایک تباہ‌شدہ کسان ملک کےلئے ترقی‌یافتہ سامراج کے خلاف جدید جنگ لڑنا ناممکن ہے۔ بلاشبہ جرمن سامراج کی مزاحمت کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ ہمیں کچل ڈالے گا، اپنا قیدی بنا لے گا۔ لیکن اس کے باوجود خاص طور پر مسلح بغاوت کے ذریعہ مزاحمت کا مطالبہ کرنا کھوکھلی لفاظی ہے، خصوصاً اب جب کہ ہمارے لئے ایسی مزاحمت

صریحاً مایوس کن ہوگی اور جرمن اور روسی بورژوازی سو فیصدی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اس لمحے بین الاقوامی اشتراکی تحریک کی حمایت کے نام پر انقلابی جنگ کی تائید میں حجت کرنا بھی ایسی ہی کھوکھلی لفاظی ہے۔ اگر ہم نے بےوقت جنگ قبول کرکے جرمن سامراج کےلئے سوویت ریپبلک کو کچلنا آسان بنا دیا تو اس سے جرمن اور بین الاقوامی مزدور تحریک کو اور اشتراکیت کے مقصد کو مدد نہیں ملےگی بلکہ نقصان پہنچےگا۔ ہمیں ہمہ پہلو، ثابت قدم اور باقاعدہ کام کے ذریعے تمام ملکوں کے صرف انقلابی بین الاقوامیت پسندوں کی مدد ضرور کرنی چاہئے لیکن مسلح بغاوت کرنے کا جوا کھیلنا جو سراسر جوا ہے مارکسیسٹ کو زیب نہیں دیتا۔

اگر لیب کنیخت دو یا تین ہفتوں میں فتحیاب ہو گئے (جو ممکن ہے) تو وہ یقینی ہمیں تمام مشکلات کی دلدل سے باہر نکال لیں گے۔ لیکن اگر ہم لوگوں کو یہ یقین دلائیں کہ لیب کنیخت یقینی اور اٹل طور پر دو یا تین ہفتوں میں کامیابی حاصل کر لیں گے تو یہ محض حماقت ہوگی اور تمام ملکوں کے محنت کشوں کی اخوت کے عظیم نعرے کی نری تضحیک بھی۔ دراصل اس طرح کی دلیلیں دے کر ہم ایک عظیم نعرے ''ہم عالمی انقلاب پر بھروسہ کرتے ہیں،، کو کھوکھلی لفاظی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

خارجی طور پر خالت ۱۹۰۷ء کے موسم گرما کی طرح ہے۔ اس وقت روسی شاہ پرست استولیپین تھا جس نے ہمیں کچلا تھا اور اپنا قیدی بنایا تھا۔ آج یہ جرمن سامراجی ہیں۔ تب فوری مسلح بغاوت کا نعرہ، جس کی بدقسمتی سے پوری اشتراکی انقلابی پارٹی (۲۳) نے تائید کی، کھوکھلی لفاظی ثابت ہوا۔ آج، اس لمحے انقلابی جنگ کا نعرہ بھی سراسر کھوکھلی لفاظی ہے اور یہ بائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں کےلئے جاذب نظر بن گیا ہے جو دائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں کے دلائل دھراتے ہیں۔ ہم جرمن سامراج کے قیدی ہیں اور عالمی سامراج کے اس سرغنے کا تختہ الٹنے کے لئے ہمارے سامنے ایک طویل اور سخت جدوجہد ہے۔ یہ جدوجہد بلاشبہ اشتراکیت کے واسطے فیصلہ کن لڑائی ہے، لیکن اس جدوجہد کو سامراج کے سرغنے کے خلاف آج مسلح بغاوت سے شروع کرنا ایسی جوئےبازی ہے جس کا کوئی بھی مارکسیسٹ بیڑا نہیں اٹھا سکتا۔

ملک کی دفاعی قوت کی باقاعدہ ، بااستقلال اور ہمہ‌پہلو تعمیر ، ہر جگہ رضاکارانہ ضبط ، تکلیف‌دہ شکست کو ملک کی معاشی ترقی اور سوویت اقتدار کے استحکام کےلئے زندگی کے تمام شعبوں میں ضبط بہتر بنانے کی خاطر استعمال کرنا — یہ ھے آج کا فریضہ ، یہ ھے انقلابی جنگ کی تیاری کا الفاظ سے نہیں عمل سے ہموار کرنے کا راستہ۔

نتیجے کے طور پر تنظیمی بیورو یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ھے کہ چونکہ جرمن سامراج کی پیش‌قدمی ابھی تک رکی نہیں ھے ، تمام پارٹی ممبروں کو چاھئے کہ وہ ترتیب کے ساتھ اس کی پسپائی منظم کریں ۔ اگر سخت‌ترین امن کے عہدنامے پر دستخط کرنا اور نئی لڑائیوں کی تیاری کےلئے وقت حاصل کرنا ناممکن ھوا تو ایسی صورت میں ھماری پارٹی کو بھرپور مزاحمت کی ہر کوشش کرنے کی ضرورت پر زور دینا چاھئے ۔

اگر ہم تنظیمی کام کےلئے وقت حاصل کرسکتے ھیں ، خواہ وہ مختصر مہلت ھی کیوں نہ ھو ، تو اسے پانے کے لئے سب کچھ کرنا چاھئے ۔ اگر ھمیں وقفہ نہیں دیا جاتا تو پھر ھماری پارٹی کو عوام سے اپیل کرنا چاھئے کہ وہ لڑیں اور انتہائی توانائی کے ساتھ اپنا دفاع کریں ۔ ھمیں یقین ھے کہ تمام پارٹی ممبر پارٹی کےلئے ، اپنے ملک کے مزدور طبقے کے لئے ، عوام اور پرولیتاریہ کےلئے اپنا فرض ادا کریں گے ۔ سوویت اقتدار کو محفوظ رکھ کر ہم تمام دنیا کے پرولیتاریہ کو ان کے اپنے بورژوازی کے خلاف انتہائی سخت جدوجہد میں بہترین اور سب سے زیادہ کارگر مدد دے رھے ھیں ۔ آج روس میں سوویت اقتدار کے انہدام سے بڑھ کر اشتراکیت کے مقصد کو اور کوئی دوسری ضرب نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔

رفیقانہ تہنیت کے ساتھ

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بولشویک)
کی مرکزی کمیٹی کا تنظیمی بیورو

۲۳ فروری ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا ۔
۲۶ (۱۳) فروری ۱۹۱۸ء کو ”پراودا“
کے شمارے ۳۵ میں شائع ھوا ۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۵ ، صفحات ۳۸۹ —
۳۹۲ ۔

ایک تکلیف‌دہ لیکن ضروری سبق

۱۸ فروری سے ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء تک کا ہفتہ ایسا ہفتہ ہے جو روسی — اور بین‌الاقوامی — انقلاب کی تاریخ میں ایک عظیم تاریخی نقطہ‌تغیر کی حیثیت سے یاد رہے گا۔

۲۷ فروری ۱۹۱۷ء کو روسی پرولیتاریہ نے کسانوں کے ایک حصے کے ساتھ مل کر جنھیں جنگ کی رفتار نے بیدار کر دیا تھا اور بورژوازی کے ساتھ بھی مل کر بادشاہت کا تختہ الٹ دیا۔ ۲۱ اپریل ۱۹۱۷ء کو پرولیتاریہ نے سامراجی بورژوازی کی مطلق حکمرانی ختم کردی اور اقتدار پیٹی بورژوا نمائندوں کو سپرد کر دیا جو بورژوازی سے سمجھوتےبازی کے حامی تھے۔ ۳ جولائی کو شہری پرولیتاریہ نے خود رو مظاہرہ کرکے سمجھوتےباز حکومت کو سخت دھکا پہنچایا اور ۲۵ اکتوبر کو پرولیتاریہ نے اس حکومت کا تختہ الٹ دیا اور پرولیتاریہ اور غریب کسانوں کی آمریت قائم کر لی۔

اس فتح کی خانہ‌جنگی کے دوران مدافعت کرنا پڑی۔ گاتچینا کے قریب کیرینسکی پر فتح سے لے کر بورژوازی، یونکروں (۲۴) اور ماسکو، ارکوتسک، اورینبرگ اور کییف کے انقلاب دشمن کزاکوں کے ایک حصے پر کاسرانیوں کے سلسلے تک اور روستوف بر دریائے دون میں کالیدین، کورنیلوف اور الیکسییف (۲۵) پر فتحیابی تک تقریباً تین ماہ صرف ہوئے۔

پھر پرولیتاری مسلح بغاوت کے شعلے فنلینڈ میں بھڑکے اور یہ آگ رومانیہ میں بھی پھیلی۔

روس کے اندر کامیابیاں نسبتاً آسانی سے حاصل ہوئیں کیونکہ دشمن کو ٹیکنکی اور تنظیمی برتری حاصل نہیں تھی اور اس کے علاوہ اس کی کوئی پختہ معاشی بنیاد یا عوام میں حمایت بھی موجود نہیں تھی۔ یہ کامیابیاں جتنی آسانی سے ہوئیں انھوں نے لازمی طور پر کئی رہنماؤں کا دماغ خراب کر دیا۔ ان کا ذھنی مزاج یہ رہا ھے: ''زندہ باد، پائندہ باد!''

انھوں نے وسیع پیمانے پر فوج کے انتشار کو نظرانداز کیا جو خود بخود تیزی سے سبکدوش ہو رہی تھی اور محاذ کو چھوڑ رہی تھی۔ انقلابی لفاظی سے وہ مست ھوگئے تھے۔ اسے انھوں نے عالمی سامراج کے خلاف جدوجہد میں استعمال کیا۔ انھوں نے سامراجی دباؤ سے روس کی عارضی ''آزادی'' کو غلط طور پر حسب معمول سمجھا اگرچہ درحقیقت یہ ''آزادی'' جرمن اور برطانوی فرانسیسی لٹیروں کے درمیان جنگ کے عارضی وقفے کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی۔ وہ اس غلطفہمی میں تھے کہ عام ھڑتالیں جو آسٹریا اور جرمنی میں شروع ہوئیں وہ انقلاب ھیں اور وہ گویا ھمیں جرمن سامراج کے سنجیدہ خطرے سے نجات دلا دیں گی۔ سنجیدہ، مؤثر، ثابت‌قدم کام کے ذریعے جرمن انقلاب کو مدد دینے کے بجائے جس کا جنم ایک مخصوص مشکل اور تکلیف‌دہ حالت میں ہو رہا ھے، ھمارے درمیان ایسے لوگ بھی ھیں جو یہ کہہ کر ھاتھ ھلاتے رھے ھیں — ''جرمن سامراجی ھمارا کیا بگاڑ سکتے ھیں جب لیب کنیخت ھمارے ساتھ ھے، ھم فوراً انھیں لات مار کر نکالدیں گے!''

۱۸ فروری سے لے کر ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء تک کا ھفتہ، دوینسک کی تسخیر سے پسکوف کی تسخیر تک (جو بعد میں دوبارہ مسخر کر لیا گیا)، سوویت اشتراکی ریپبلک کے خلاف سامراجی جرمنی کی فوجی پیش‌قدمی کا ھفتہ ایک تلخ، المناک اور تکلیف‌دہ سبق تھا لیکن وہ ضروری، مفید اور کارآمد بھی تھا۔ اگر تار اور ٹیلی‌فون کی دو قسم کی اطلاعات کا ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جائے جو گذشتہ ھفتے مرکزی حکومت کو موصول ہوئی ھیں تو وہ ھمیں بےحد سبق‌آموز نظر آئے گا! ایک طرف ''تجویز قسم'' کی کھوکھلی انقلابی لفاظی کا بےروک سیلاب ھے — جسے اشٹینبرگ کی لفاظی کہا جا سکتا ھے، اگر اس طرز کے

مہاکاج کے سلسلے میں مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے سنیچروالے اجلاس میں ''بائیں بازو ،، کے (ھنہ ... ھنہ) اشتراکی انقلابی اشٹینبرگ کی تقریر کو یاد کیا جائے۔ دوسری طرف رجمنٹوں کی تکلیف‌دہ اور شرمناک اطلاعات ھیں جنھوں نے اپنی جگہ ڈٹے رھنے سے اور ناروا کی حد کا بھی دفاع کرنے سے انکار کر دیا اور پسپائی کی حالت میں ھر چیز کو تباہ کر دینے کے حکم کی نافرمانی کی— بھگ دوڑ، افراتفری ، نالائقی ، بےچارگی اور بےسلیقگی کا تو ذکر ھی کرنا فضول ھے۔

ایک تلخ ، المناک ، تکلیف‌دہ سبق لیکن ضروری ، مفید اور کارآمد !

اس تاریخی سبق سے سوجھ بوجھ اور طبقاتی شعور رکھنےوالا مزدور تین پہلوؤں سے نتائج اخذ کرےگا— وطن کی حفاظت کے بارے میں ھمارا رویہ ، اس کی دفاعی صلاحیت اور اشتراکی انقلابی جنگ ، وہ حالات جن کی وجہ سے ھمارا تصادم عالمی سامراج سے ھو سکتا ھو ، بین‌الاقوامی اشتراکی تحریک کے متعلق ھمارے رویے کے سوال کو صحیح طور پر پیش کرنا۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے ھم مدافعت‌پسند ھیں اور رھے ھیں اور اس تاریخ سے ھم مادروطن کے دفاع کے علمبردار ھیں۔ یہ اس لئے کہ ھم نے عمل سے دکھا دیا کہ ھم سامراج سے علحدہ ھو گئے ھیں۔ ھم نے سامراجی سازشوں کے گندے اور خون آلود عہدناموں کی مذمت کی اور انھیں شائع کیا۔ ھم نے اپنے بورژوازی کا تختہ الٹ دیا۔ جن قوموں پر ھم پہلے ظلم کیا کرتے تھے ھم نے انھیں آزادی دےدی۔ ھم نے لوگوں کو زمین حوالے کی اور مزدوروں کی نگرانی رائج کی۔ ھم روسی سوویت اشتراکی ریپبلک کی مدافعت کرنے کے حق میں ھیں۔

اور چونکہ ھم مادروطن کے دفاع کے حق میں ھیں اسی‌لئے ھم ملک کی دفاعی صلاحیت اور فوجی تیاری کے بارے میں سنجیدہ رویے کا مطالبہ کرتے ھیں۔ انقلابی جنگ سے متعلق انقلابی کھوکھلی لفاظی کے خلاف ھم سخت جدوجہد کرنے کا اعلان کرتے ھیں۔ انقلابی جنگ کےلئے طویل اور سنجیدہ تیاری کی ضرورت ھے اور اس کی ابتدا معاشی ترقی ، ریلوں کی بحالی (اس لئے کہ ان کے بغیر جدید جنگ کھوکھلی لفاظی ھوگی) اور ھر جگہ انقلابی ضبط اور انفرادی ضبط سے ھونی چاھئے۔

مادروطن کے دفاع کے نقطۂ‌نظر سے ایسے وقت جب ھمارے پاس

واقعی فوج نہیں ہے صریحاً برتر اور خوب تیار دشمن سے مسلح تصادم مول لینا جرم ہوگا۔ مادروطن کے دفاع کے نقطۂ نظر سے ہمیں انتہائی سخت، جابرانہ، وحشیانہ اور شرمناک امن طے کرنا پڑا ہے، اس لئے نہیں کہ سامراج کے سامنے "ہتیار ڈال دیں"، بلکہ اس واسطے کہ سامراج کے خلاف سنجیدہ اور موثر طریقے سے لڑنا سیکھیں اور اس کے لئے تیاری کریں۔

پہلے ہفتے روسی انقلاب عالمی تاریخی ارتقا کی بےحد بلند سطح تک پہنچ گیا۔ اس مدت میں تاریخ نے ترقی کی اور ایک ساتھ کئی زینے طے کئے۔

ابھی تک ہم خستہ‌حال اور حقیر قسم کے (عالمی سامراج کے معیار سے) دشمنوں سے دوچار رہے ہیں جن میں ایک احمق روسانوف (۲۶) تھا، دوسرا شیخی خور کیرینسکی، اور فوجی افسروں کے ٹولے اور بورژوازچیے۔ اب ہمارے دوبدو دیوپیکر عالمی سامراج ہے جو انتہائی منظم ہے، ٹیکنکی اعتبار سے خوب آراستہ ہے اور مہذب بھی ہے۔ اس دیوپیکر کے خلاف ہمیں لڑنا ہے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے خلاف کیسے لڑا جائے۔ ایک کسان ملک کو جسے تین برسوں کی جنگ نے بےمثال طور پر تباہ و برباد کر دیا ہے اور جہاں ابھی اشتراکی انقلاب شروع ہوا ہے اسے مسلح تصادم سے گریز کرنا چاہئے — جہاں تک ممکن ہے گریز کرنا چاہئے، بڑی سے بڑی قربانیاں دے کر بھی — تاکہ "آخری فیصلہ کن لڑائی" شروع ہونے سے پہلے کوئی کارآمد کام کیا جا سکے۔

یہ لڑائی صرف اس وقت شروع ہوگی جب کسی سربراہ سامراجی ملک میں اشتراکی انقلاب بپا ہوگا۔ یہ انقلاب بلاشبہ ماہ بہ ماہ، ہفتہ بہ ہفتہ پختہ‌تر اور مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس ارتقا کی مدد کرنا ضروری ہے۔ اور ہمیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ کس طرح اس کی مدد کی جائے۔ اگر ہم نے اس کی پڑوسی سوویت اشتراکی ریپبلک کو ایسے وقت تباہ ہو جانے دیا جب اس کے پاس صریحاً کوئی فوج نہیں ہے تو اس سے اشتراکی انقلاب کی اس بڑھتی ہوئی قوت کو مدد نہیں ملےگی بلکہ اسے نقصان پہنچےگا۔

"ہمیں یورپ میں اشتراکی انقلاب کی فتح پر اعتماد ہے"، ہمیں اس

عظیم نعرے کو کھوکھلی لفاظی میں تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ صحیح نعرہ ہے اگر ہم اشتراکیت کی مکمل فتح کے طویل اور مشکل راستے کو پیش نظر رکھیں۔ پورے ''اشتراکی انقلاب کے دور،، کے تعلق سے یہ ایک مانی ہوئی فلسفیانہ تاریخی صداقت ہے۔ لیکن اگر کسی مجرد صداقت کا کسی بھی ٹھوس حالت پر اطلاق کیا جائے تو وہ کھوکھلی لفاظی ہوجاتی ہے۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ ''ہر ہڑتال میں سماجی انقلاب کے عناصر پوشیدہ ہوتے ہیں،،۔ لیکن یہ سوچنا حماقت ہوگی کہ ہم ہڑتال سے براہ‌راست انقلاب کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر ہم نے ''یورپ میں اشتراکی انقلاب کی فتح پر اعتماد،، کیا اس معنی میں کہ قبل اس کے کہ جرمنوں کو پیتروگراد، ماسکو یا کیئف پہنچنے کا وقت ملے، قبل اس کے کہ وہ ہماری ریلوں کے نقل و حمل کو ''ختم،، کر دیں، ہم لوگوں کو یہ یقین دلائیں کہ آنےوالے چند ہفتوں میں یورپ میں انقلاب شروع ہو جائےگا اور ضرور کامیاب رہےگا تو یہ رویہ سنجیدہ بین‌الاقوامی انقلابیوں کا نہیں بلکہ سہم‌بازوں کا رویہ ہوگا۔

اگر لیب کنیخت دو یا تین ہفتوں میں بورژوازی پر فتح‌یاب ہو جائیں (جو ناممکن نہیں ہے) تو وہ ہمیں مشکلات کی دلدل سے باہر نکال لیں‌گے۔ اس میں مطلق شبہ نہیں۔ لیکن اگر ہم آج کے سامراج کے خلاف جدوجہد میں آج کےلئے اپنا طریقۂ کار اس امید پر مبنی کریں کہ شاید آنےوالے چند ہفتوں میں لیب کنیخت کامیاب ہو جائیں‌گے تو ہم صرف تضحیک کے مستحق ہوں‌گے۔ ہم آج کے عظیم ترین انقلابی نعروں کو انقلابی کھوکھلی لفاظی میں تبدیل کر دیں‌گے۔

مزدور رفیقو، انقلاب کے تکلیف‌دہ لیکن مفید سبق سے سیکھو! مادروطن کی مدافعت کےلئے، سوویت اشتراکی ریپبلک کی مدافعت کےلئے سنجیدگی سے، دم خم سے اور ثابت قدمی سے تیاری کرو!

''پراودا،، (شام کی اشاعت) ۳۵ (۱۲) فروری ۱۹۱۸ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۹۳

عجیب اور ہولناک

ہماری پارٹی کے ماسکو کے علاقائی بیورو نے ۲۴ فروری ۱۹۱۸ ء کی منظورشدہ اپنی ایک قرارداد میں مرکزی کمیٹی پر عدم‌اعتمادی ظاہر کی ہے ، اس کے ان فیصلوں کو ماننے سے انکار کیا ہے ’’ جن کا تعلق آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ صلح کے عہدنامے کی شرائط پر عمل درآمد سے ہے ،، اور قرارداد کے ’’ تشریحی نوٹ ،، میں یہ اعلان کیا ہے کہ اس کی ’’ رائے میں مستقبل قریب میں پارٹی کے اندر پھوٹ مشکل ہی سے روکی جا سکتی ہے ۔ ،، *

---

* تجویز کا پورا متن یہ ہے : ’’ مرکزی کمیٹی کی سرگرمیوں پر بحث کرنے کے بعد روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبرپارٹی کا ماسکو علاقائی بیورو مرکزی کمیٹی پر اس کی سیاسی پالیسی اور ساخت کے پیش‌نظر اس پر عدم‌اعتمادی کا اظہار کرتا ہے اور پہلے موقع پر مطالبہ کرے گا کہ نئی مرکزی کمیٹی چنی جائے ۔ مزیدبراں ، ماسکو علاقائی بیورو مرکزی کمیٹی کے ان فیصلوں کا غیرمشروط طور پر تسلیم کرنے کا پابند نہیں ہوگا جن کا تعلق آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ صلح کے عہدنامے کی شرائط پر عمل درآمد سے ہے ۔ ،، تجویز متفقہ طور پر منظور کی گئی ۔

اس میں کوئی بات بالکل ھولنا ک ، یہاں تک کہ عجیب بھی نہیں ھے۔ یہ قدرتی بات ھے کہ وہ رفیق جنھیں علحدہ امن کے سوال پر مرکزی کمیٹی سے سخت اختلاف ھے ، مرکزی کمیٹی کی سخت مذمت کریں اور پھوٹ کے ناگزیر ھونے پر اپنا یقین ظاھر کریں۔ یہ سب پارٹی ممبروں کا جائز حق ھے اور بالکل قابل فہم ھے۔

لیکن یہ بات عجیب اور ھولناک ھے — قرارداد کے ساتھ ایک " تشریحی نوٹ " بھی نتھی کر دیا گیا ھے۔ اس کا پورا متن یہ ھے :

" ماسکو علاقائی بیورو کی رائے میں مستقبل قریب میں پارٹی کے اندر پھوٹ مشکل ھی سے روکی جا سکتی ھے۔ وہ اپنا یہ فریضہ مقرر کرتا ھے کہ ان تمام ثابت‌قدم انقلابی کمیونسٹوں کو متحد کرنے میں مدد دے جو علحدہ امن طے کرنے کے حامیوں اور پارٹی میں اعتدال‌پسند موقع‌پرستوں دونوں کے خلاف ھیں۔ عالمی انقلاب کے مفاد میں ھم سوویت اقتدار کھونے کے امکان کو مناسب سمجھ کر قبول کرتے ھیں جو اب بالکل رسمی ھوتا جا رھا ھے۔ پہلے کی طرح ھمارا اولین فریضہ یہ ھے کہ دوسرے ملکوں میں اشتراکی انقلاب کے خیالات پھیلائیں اور مستقل مزاجی سے مزدوروں کی آمریت مستحکم کریں اور روس میں بورژوا انقلاب دشمنی کو بےرحمی سے کچلیں "۔

جن الفاظ کے نیچے خط کھنچا ھوا ھے یہی عجیب اور ھولناک ھیں۔

ان ھی‌الفاظ میں معاملے کا جوھر پنہاں ھے۔

ان الفاظ نے اس پالیسی کو حماقت میں بدل دیا ھے جسے قرارداد کے مصنفین نے پیش کرنا چاھا ھے۔ یہ الفاظ بڑی صراحت سے ان کی غلطی کی جڑ کو فاش کرتے ھیں۔

" عالمی انقلاب کے مفاد میں ھم سوویت اقتدار کھونے کے امکان کو مناسب سمجھکر قبول کرتے ھیں ... " یہ عجیب ھے اس لئے کہ مفروضے اور نتیجے کے درمیان کوئی بھی تعلق نہیں ھے۔ " عالمی انقلاب کے

مفاد میں سوویت اقتدار کی فوجی شکست قبول کرنا مناسب ہے ،، — یہ خیال صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ، لیکن اسے عجیب نہیں کہا جا سکتا ۔ یہ پہلا نکتہ ہے ۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ سوویت اقتدار '' اب بالکل رسمی ہوتا جا رہا ہے ،، ۔ یہ بات نہ صرف عجیب ہے بلکہ سراسر ہولناک ہے ۔ ظاہر ہے کہ قرارداد کے مصنفین نے اپنے آپ کو بری طرح الجھا لیا ہے ۔ ان کے ذہن کو سلجھانا پڑے گا ۔

جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے مصنفین کا صاف خیال یہ ہے کہ عالمی انقلاب کے مفاد میں جنگ میں شکست کے امکان کو قبول کرنا مناسب ہوگا جس کا نتیجہ سوویت اقتدار کے خاتمے کی شکل میں نکلے گا ، بہ الفاظ دیگر روس میں بورژوازی کی کامیابی میں ۔ یہ خیال ظاہر کر کے مصنفین بالواسطہ وہ صداقت تسلیم کر رہے ہیں جو میں نے اپنے مقالوں میں لکھی تھی (۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو لکھے گئے اور '' پراودا ،، میں ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کو شائع ہوئے) * یعنی یہ کہ جرمنی کی پیش کی ہوئی امن کی شرائط کو قبول کرنے سے انکار کا نتیجہ روس کی شکست اور سوویت اقتدار کے خاتمے کی شکل میں نکلے گا ۔

سچائی کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے ! میرے '' انتہائی ،، مخالف ، ماسکو کے باسی جو پھوٹ کی دھمکی دے رہے ہیں اس کے پابند ہیں — کیونکہ وہ پھوٹ کی کھلم کھلا بات کرتے ہیں — کہ اپنے اصلی دلائل کو واضح طور پر پیش کریں ، وہ دلائل جنھیں انقلابی جنگ کے بارے میں کھوکھلی لفاظی تک محدود رہنےوالے لوگ خاموشی سے نظر انداز کرنا بہتر سمجھتے ہیں ۔ میرے مقالوں اور دلائل کا جوہر (کوئی بھی شخص جو ۷ جنوری ۱۹۱۸ ءکے میرے مقالے غور سے پڑھنے کی تکلیف گوارا کر سکتا ہے یہ دیکھ سکتا ہے) یہ ہے کہ اس وقت ہمیں اس انتہائی سخت امن کو فوراً قبول کر لینا چاہئے اور ساتھ ساتھ انقلابی جنگ کےلئے سنجیدگی سے تیاری کرنا چاہئے (اس کے علاوہ ایسی سنجیدہ تیاری کے مفاد میں اسے قبول کرنا چاہئے) ۔ وہ لوگ جو انقلابی جنگ کے سلسلے میں عام لفاظی تک اپنے آپ کو محدود رکھتے ہیں میرے

---

* ملاحظہ کیجئے صفحات ۱۴ — ۵ (ایڈیٹر) ۔

دلائل کے جوهر کو یا تو نظر انداز کرتے هیں یا اسے دیکھ نہیں سکتے یا دیکھنا نہیں چاهتے ۔ اس لئے سجھے اپنے '' انتہائی ،، سخالفین ، ساسکو کے باسیوں کا تہہ دل سے شکر گزار هونا چاهئے جنھوں نے سیرے دلائل کے جوهر کے بارے سیں '' چپ کا روزه ،، توڑ دیا ۔ ساسکووالوں نے سب سے پہلے ان کا جواب دیا ۔

ان کا جواب کیا ہے ؟

ان کا جواب سیری ٹھوس دلیل کی صداقت کو تسلیم کرتا ہے ۔ جی هاں، ساسکووالے یه تسلیم کرتے هیں که اگر هم اس وقت جرسنوں سے لڑے * تو هماری شکست یقینی هوگی ۔ جی هاں ، اس شکست کا نتیجه سوویت اقتدار کے خاتمے کی شکل سیں نکلے گا ۔

سیں اپنے '' انتہائی ،، سخالفین ساسکو کے باسیوں کا تہہ دل سے باربار شکریه ادا کرنا چاهتا هوں جنھوں نے سیرے دلائل کے جوهر کے سلسلے سیں '' چپ کا روزه ،، توڑا ، یعنی سیرے اس ٹھوس بیان کے سلسلے سیں که اگر هم نے اسے فوراً قبول کر لیا تو جنگ کی حالت کیا هوگی اور جنھوں نے جرأت سے سیرے ٹھوس بیان کی صداقت تسلیم کی ۔

سزیدبراں ، سیرے دلائل کو کس بنا پر سسترد کیا گیا ہے جن کی بنیادی صداقت ساسکووالے ساننے پر سجبور هوئے هیں ؟

اس بنا پر که عالمی انقلاب کے سفاد سیں همیں سوویت اقتدار کا خاتمه تسلیم کر لینا چاهئے ۔

عالمی انقلاب کے سفادات اس کا تقاضه کیوں کرتے هیں ؟ یه ہے سعاسلے کی جڑ ، یه ان لوگوں کی سنطق کا جوهر ہے جو سیرے دلائل کو رد کرنا چاهتے هیں ۔ اور اس اهم ترین ، بنیادی اور سرکزی نکتے کے

---

* جہاں تک اس جوابی دلیل کا تعلق ہے که لڑنے سے گریز کرنا بہر حال ناسمکن تھا اس کا جواب واقعات دے چکے هیں : ۸ جنوری کو سیرے سقالے پڑھے گئے ، ۱۵ جنوری کو هم اسن حاصل کر سکتے تھے ۔ سہلت کی یقینی ضمانت سل جاتی (اور همارے لئے قلیل ترین سہلت بھی بے انتہا اهم تھی سادی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے کیوں که جرسنوں کو ایک نئی جنگ کا اعلان کرنا پڑتا) اگر ... اگر انقلابی لفاظی نه هوتی تو ۔

متعلق قرارداد میں یا تشریحی نوٹ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ قرارداد کے مصنفین کے پاس عام طور پر جانی پہچانی اور ناقابل تردید بات '' روس میں بورژوا انقلاب دشمنی کو بے رحمی سے کچلیں ،، لکھنے کے واسطے وقت بھی تھا اور جگہ بھی (ایسی پالیسی کے طریقے اور ذرائع استعمال کرکے جس کا نتیجہ سوویت اقتدار کا خاتمہ ہے ؟) اور پارٹی میں تمام اعتدال پسند موقع پرستوں کی مخالفت کرنے کےلئے بھی — لیکن جو بات واقعی قابل بحث ہے اور جس کا تعلق ان کے مخالفین کے رویے کے جوہر سے ہے اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ہے !

عجیب بات ہے۔ انتہائی عجیب۔ کیا اس پر قرارداد کے مصنفین اس لئے خاموش ہیں کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ نکتہ خاص طور پر ان کی دکھنی رگ ہے ؟ اگر واضح طور پر یوں بیان کر دیا جاتا (عالمی انقلاب کا مفاد اس کا مطالبہ کرتا ہے) تو اس کا مطلب اپنے آپ کو فاش کرنا ہوتا ...

کچھ بھی ہو، ہمیں ان دلائل کو تلاش کرنا پڑےگا جو قرارداد کے مصنفین کےلئے شمع ہدایت بنے۔

شاید قرارداد کے مصنفین سمجھتے ہیں کہ عالمی انقلاب کے مفادات سامراجیوں سے کسی بھی قسم کا امن طے کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں ؟ یہ رائے پیترو گراد کے ایک جلسے میں امن کے بعض مخالفین نے ظاہر کی تھی لیکن جنہیں علحدہ امن پر اعتراض تھا ان کی بہت ہی چھوٹی سی اقلیت نے اس رائے کی حمایت کی۔ یہ واضح ہے کہ اس رائے کا نتیجہ بریست گفت وشنید کی ضرورت سے انکار اور امن کی نامنظوری ہے '' اگرچہ ،، اس کی بدولت پولینڈ، لاتویا اور کورلینڈ واپس کیوں نہ مل جائیں۔ اس خیال کا نقص (جیسے مثال کے طور پر پیترو گراد میں امن کے مخالفین کی اکثریت نے مسترد کر دیا) روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ایک اشتراکی ریپبلک جو سامراجی طاقتوں سے گھری ہوئی ہے اس نقطۂ نظر سے کسی قسم کے معاشی معاہدے نہیں کرسکتی، چاند پر پرواز کئے بغیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔

شاید مصنفین یہ خیال کرتے ہیں کہ عالمی انقلاب کے مفاد کا تقاضہ ہے کہ اسے دھکا دیا جائے اور صرف جنگ ہی ایسا دھکا دے سکتی ہے، امن ایسا ہرگز نہیں کر سکتا، اس سے تو لوگوں کو یہ گمان ہو

سکتا ہے کہ سامراج "جائز بنایا" جا رہا ہے؟ اس "نظریے" کا مارکس‌ازم سے دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ مارکس‌ازم ہمیشہ انقلابوں کو "دھکا دینے" کے خلاف ہے، انقلاب طبقاتی تضادات کی شدت بڑھنے سے جنم لیتے ہیں۔ اس نظریے کا مطلب یہ خیال ہے کہ مسلح بغاوت ہمیشہ اور ہر حالت میں جدوجہد کی لازمی شکل ہے۔ لیکن درحقیقت عالمی انقلاب کے مفادات مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد سوویت اقتدار اس انقلاب کی مدد کرے لیکن مدد کی ایسی شکل اختیار کرنی چاہئے جو اس کی اپنی طاقت کے مطابق ہو۔ خود اپنے ملک میں اس انقلاب کی شکست کا امکان قبول کرکے بین‌الاقوامی پیمانے پر اشتراکی انقلاب کو مدد دینا — ایسا خیال تو "دھکا دینے" کے نظریے سے بھی پیدا نہیں ہوتا۔

شاید قرارداد کے مصنفین سمجھتے ہیں کہ جرمنی میں انقلاب شروع ہو چکا ہے اور کھلی قومی خانہ‌جنگی کی منزل تک پہنچ گیا ہے اور اس لئے اب ہمیں اپنی طاقت جرمن مزدوروں کی مدد پر صرف کرنا چاہئے، جرمن انقلاب کو بچانے کےلئے خود تباہ ہو جانا چاہئے ("سوویت اقتدار کھوکر") جو فیصلہ کن جدوجہد شروع کرچکا ہے اور جو سخت حملوں سے دوچار ہے؟ اس نظریے کے مطابق ہم تباہ ہوکر جرمن انقلاب دشمن قوتوں کے ایک حصے کو منحرف کر دیں‌گے اور اس طرح جرمن انقلاب کو بچا لیں‌گے۔

اس منطق کے مطابق یہ بات بالکل قابل فہم ہے کہ شکست کے امکان کو اور سوویت اقتدار کے خاتمے کے امکان کو قبول کرنا نہ صرف "مناسب" ہے (جیسا کہ قرارداد کے مصنفین نے لکھا ہے) بلکہ صریحاً ضروری بھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسی منطق کا وجود نہیں ہے۔ جرمن انقلاب پختہ ضرور ہو رہا ہے لیکن وہ جرمنی میں ابھی تک پھوٹ پڑنے کی منزل تک یا جرمنی میں خانہ‌جنگی تک نہیں پہنچا ہے۔ "سوویت اقتدار کھونے کے امکان کو قبول" کرکے ہم ہرگز جرمن انقلاب کو پختگی تک پہنچنے میں مدد نہیں دیں‌گے بلکہ اس میں رکاوٹ ڈالیں‌گے۔ ہمارا یہ رویہ جرمن رجعت‌پرستی کے مفاد میں ہوگا، ہم جرمنی میں اشتراکی تحریک میں رخنہ ڈال کر اور جرمن پرولیتاری اور نیم پرولیتاری عوام کی بڑی تعداد کو جس نے ابھی تک اشتراکیت قبول نہیں کی ہے اور جو

سوویت روس کی شکست سے خائف ہو سکتی ہے، جو اشتراکیت سے ڈر کر، ٹھیک اسی طرح جیسے برطانوی مزدور ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون کی شکست سے (۲۷) بوکھلا گئے تھے، جرمن رجعت پرستی کی مدد کریں گے۔

انہیں آپ کتنا ہی الٹیں پلٹیں لیکن مصنفین کے دلائل میں آپ کو کوئی منطق نہیں ملے گی۔ اس خیال کی تائید میں ایسے کوئی قابل فہم دلائل نہیں ہیں کہ ”عالمی انقلاب کے مفاد میں ہم سوویت اقتدار کھونے کے امکان کو معقول سمجھتے ہیں“۔

”سوویت اقتدار اب بالکل رسمی ہوتا جارہا ہے“— یہ ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، وہ ہولناک خیال جس کا اعلان ماسکو قرارداد کے مصنفین فرما رہے ہیں۔

چونکہ جرمن سامراج ہمیں تاوان ادا کرنے پر مجبور کر رہا ہے اور جرمنی کے خلاف پروپیگنڈہ اور پرچار کرنے سے ہمیں روکتا ہے تو سوویت اقتدار کی سب اہمیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ ”خالص رسمی ہو جاتا ہے“۔ غالباً یہ ہے قرارداد کے مصنفین کے استدلال کی لائن۔ ہم نے ”غالباً“ اس لئے کہا کہ مصنفین نے اپنے مقالے کی تائید میں کوئی بھی واضح اور ٹھوس بات پیش نہیں کی ہے۔

گہری اور نا امید قنوطیت اور مکمل مایوسی — یہ ہے اس ”نظریے“ کا لب لباب کہ سوویت اقتدار کی اہمیت بالکل رسمی ہے اور ایسا طریقۂ کار جو سوویت اقتدار کے لئے خاتمے کا خطرہ پیدا کر سکتا ہے جائز ہے۔ کیونکہ کوئی دوسرا حل نہیں ہے تو سوویت اقتدار کو بھی تباہ ہونے دیا جائے — یہ ہے وہ جذبہ جس نے یہ شرمناک تجویز لکھوائی۔ نام نہاد ”معاشی“ دلائل جن سے بعض وقت ایسے خیالات کی پردہ پوشی کی جاتی ہے ان سے بھی یہی نا امید قنوطیت ٹپکتی ہے: یہ کس قسم کی سوویت ریپبلک ہے — اشارہ یہ ہے — اس سے کب صرف خراج عقیدت ہی نہیں بلکہ بڑے پیمانے پر خراج عقیدت کی امید کی جاسکتی ہے؟

مایوسی کے علاوہ اور کچھ نہیں: ہر حالت میں ہمیں مرنا ہے!

روس جس انتہائی نازک اور خطرناک حالت سے دوچار ہے اس میں ایسی کیفیت مزاج کا ہونا بالکل قابل فہم ہے۔ لیکن باشعور انقلابیوں میں یہ ”قابل فہم“ نہیں ہو سکتا۔ اس میں خاص مثالی بات یہ ہے

کہ ماسکووالوں کے خیالات کی سطح حماقت تک گر گئی ہے ۔ ۱۷۹۳ء میں فرانسیسیوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کی حاصلات — رپبلک اور جمہوریت — خالص رسمی ہوتی جارہی ہیں اور رپبلک کھونے کا امکان انہیں قبول کرنا پڑے گا ۔ ان کے دلوں میں مایوسی نہیں بلکہ فتح پر یقین تھا ۔ انقلابی جنگ کی باتیں کرنا اور ساتھ ہی باقاعدہ تجویز میں ''سوویت اقتدار کھونے کے امکان کو قبول کرنا،، لکھنا اپنے آپ کو مکمل طور پر فاش کرنا ہے ۔

انیسویں صدی کے شروع میں نپولینی جنگوں کے دوران پروشیا اور کئی دوسرے ملکوں نے ۱۹۱۸ء میں روس کے مقابلے میں فاتح کے ہاتھوں شکست ، تسخیر ، ذلت اور ظلم کے بدرجہا اور بےشمار زیادہ مصائب اور بوجھ برداشت کئے ۔ اس کے باوجود پروشیا کے بہترین فرزند مایوس نہیں ہوئے اور انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کے قومی سیاسی ادارے '' خالص رسمی ،، ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ اس وقت نپولین کے فوجی بوٹ انہیں ہمارے مقابلے میں سوگنی زیادہ بےدردی سے پامال کر رہے تھے ۔ انھوں نے ہتیار نہیں ڈالے اور اس احساس کا شکار نہیں ہوئے : ہر حالت میں ہمیں مرنا ہے ۔ انھوں نے امن کے جن عہدناموں پر دستخط کئے وہ بریست عہدنامے کے مقابلے میں بلاشبہ زیادہ سخت ، جابر ، توہین‌آمیز اور ظالم تھے ۔ وہ پھر موقع کا انتظار کرنےلگے، انھوں نے ہمت کے ساتھ فاتح کا جوا برداشت کیا ، دوبارہ لڑے اور پھر فاتح کے غلام بن گئے، پھر ذلیل سے ذلیل‌تر امن کے عہدناموں پر دستخط کئے اور پھر دشمن کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آخر میں اپنے آپ کو آزاد کر لیا (زیادہ طاقتور حریف فاتحوں کے درمیان اختلافات سے فائدہ اٹھا کر) ۔

آخر ہمارے دور میں بھی اسے کیوں نہ دہرایا جائے ؟

ہم مایوسی کے شکار کیوں بنیں اور ایسی قراردادیں لکھیں جو واللہ انتہائی شرمناک امن کے مقابلے میں کہیں زیادہ شرمناک ہیں — جن میں کہا جاتا ہے کہ ''سوویت اقتدار بالکل رسمی ہوتا جا رہا ہے ،، ؟

آخر جدید سامراج کے دیوپیکروں کے خلاف جدوجہد میں انتہائی دندان شکست فوجی ناکامیاں روس میں بھی قومی کردار کو فولاد کی

طرح کیوں نہیں کندن بناتیں، ضبط کیوں مضبوط نہیں کرتیں، شیخی‌خوری اور کھوکھلی لفاظی کا خاتمہ کیوں نہیں کرتیں، تحمل کیوں نہیں سکھاتیں اور روسی عوام کو پروشیا کے لوگوں کا صحیح طریقۂ‌کار اختیار کرنے میں مدد کیوں نہیں دیتیں جب نپولین نے انھیں کچل ڈالا تھا — انتہائی شرمناک امن کے معاہدوں پر دستخط کرنے کا طریقۂ‌کار جب آپ کے پاس فوج نہیں ھے، پھر اپنی قوتیں جمع کرنا اور پھر باربار اٹھ کھڑے ہونا؟

ہم پہلے امن کے معاھدے سے پست ھمت کیوں ھو جائیں، اگرچہ وہ حد سے زیادہ سخت ھے، جب کہ دوسری قوموں نے اس سے بھی زیادہ تلخ بدنصیبیاں برداشت کی ھیں؟

کیا یہ پرولیتاریہ کی ثابت‌قدمی ھے جو جانتا ھے کہ جب طاقت موجود نہ ھو تو اطاعت قبول کر لینا چاھئے اور پھر ھر قیمت پر باربار اٹھ کھڑے ھونے کے قابل ھو جاتا ھے اور ھر حالت میں قوت جمع کرتا ھے — کیا یہ مایوسی کے طریقۂ کار کے مطابق ھے، یا پیٹی بورژوازی کی بے کرداری کے مطابق جو ھمارے ملک میں بائیں بازو کی اشتراکی انقلابی پارٹی کی شکل میں پائی جاتی ھے، جس نے انقلابی جنگ کے متعلق کھوکھلی لفاظی کا رکارڈ قائم کر دیا ھے؟

نہیں، ماسکو کے ''انتہاپرست،، عزیز رفیقو! جیسے جیسے آزمائش کے دن گذریں گے انتہائی طبقاتی شعور رکھنے‌والے اور ثابت‌قدم مزدور آپ سے علحدہ ھوتے جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ سوویت اقتدار بالکل رسمی نہیں ھوا ھے اور نہ ھوگا، اور یہ نہ صرف اب جب کہ فاتح پسکوف میں ھے اور ھم سے اناج، خام لوھے اور زر کی شکل میں ۱۰ ارب روبل تاوان ادا کرنے کا مطالبہ کر رھا ھے بلکہ اس وقت بھی اگر وہ نیژنی نووگراد اور روستوف بردریائے دون تک بھی پہنچ جائے اور ھم سے ۲۰ ارب روبل تاوان ادا کرنے کا مطالبہ کرے۔

کوئی بھی بیرونی فتح کبھی ایک عوامی سیاسی ادارے کو ''بالکل رسمی،، نہیں بنا سکتی (اور سوویت اقتدار محض سیاسی ادارہ نہیں ھے، وہ انسانی تاریخ میں ھر معلوم چیز سے کہیں زیادہ بلند ھے)۔ اس کے برعکس غیرملکی فتح سے سوویت اقتدار کے ساتھ عام ھمدردی بڑھے گی بشرطیکہ — بشرطیکہ وہ مہم پسندی اختیار نہ کرے۔

اور جب آپ کے پاس کوئی فوج نہیں ہے تو ذلیل ترین امن پر بھی دستخط نہ کرنا خطرناک جوئےبازی ہے ، اگر حکومت نے اس سے انکار کیا تو لوگ اس کی مذمت کرنے میں حق‌بجانب ہوں‌گے۔

تاریخ میں بریست عہدنامے کے مقابلے میں کہیں زیادہ سخت اور ذلت‌آمیز امن کے عہدناموں پر دستخط ہوئے ہیں (اوپر ہم اس کی مثالیں دے چکے ہیں) ، ان سے اقتدار نہ تو بدنام ہوا اور نہ رسم میں بدلا ، انہوں نے نہ تو اقتدار کو تباہ کیا اور نہ عوام کو بلکہ انہیں کندن بنایا اور انتہائی نازک حالات میں بھی اور فاتح کے فوجی جوتے کے تلے کارگر فوج تعمیر کرنے کی سخت اور مشکل سائنس سکھائی۔

روس ایک نئی اور واقعی محب‌وطن جنگ کی جانب بڑھ رہا ہے ، ایسی جنگ جس کا مقصد سوویت اقتدار کی بقا اور استحکام ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دوسرا دور — نپولینی جنگوں کے عہد کی طرح — آزادی کی جنگوں (ایک جنگ نہیں بلکہ جنگیں) کا دور ہو جنہیں جارحیت کرنےوالے سوویت روس پر مسلط کر دیں۔ یہ ممکن ہے۔

چنانچہ ایسی صورت میں جب فوج نہ ہونے سے انتہائی سخت اور ذلت‌آمیز امن قبول کرنا ضروری ہو تو اس ذلت‌آمیز امن کے مقابلے میں شرمناک مایوسی زیادہ ذلت‌آمیز ہے۔ اگر مسلح بغاوت اور جنگ کی جانب ہمارا رویہ سنجیدہ ہے تو ایسے درجن بھر ذلت‌آمیز معاہدوں سے بھی ہم تباہ نہیں ہوں‌گے۔ اگر ہم مایوسی اور کھوکھلی لفاظی سے خود اپنے آپ کو تباہ نہیں کرتے تو کوئی بھی فاتح ہماری ہستی نہیں مٹا سکتا۔

" پراودا "، شمارے ۳۷، ۳۸ - ۲۸ (۱۵) فروری اور یکم مارچ (۱۶ فروری) ۱۹۱۸ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۵ ، صفحات ۳۹۹ — ۴۰۷۔

سنجیدہ سبق اور سنجیدہ ذمے داری

ہمارے نام‌نہاد '' بائیں‌بازووالے ،، جنھوں نے کل اپنا اخبار '' کمیونسٹ ،، (یہاں یہ اضافہ کیا جائے — مارکس‌ازم کے دور سے پہلے کا کمیونسٹ) شائع کیا تاریخ کے سبق اور اسباق سے اور ذمے‌داری سے کترانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

لیکن ان کا کترانا فضول ہے ، اس میں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

یہ کترانےوالے لوگ '' دم لینے کے وقفے ،، کے '' نظریے ،، کو بےبنیاد اور غلط '' نظریہ ،، ثابت کرنے کی غرض سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ، اخبارات کے بےشمار کالم بھر رہے ہیں ، پسینے میں شرابور ہیں اور جیسا کہ کہا جاتا ہے روشنائی کا آخری قطرہ '' تک ،، استعمال کر رہے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان کی کوششیں حقائق کی تردید کرنے میں بےبس ہیں۔ جیسا کہ ایک انگریزی کہاوت ہے : حقائق ہٹیلے ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ۳ مارچ سے جب دن کے ایک بجے جرمنوں نے جنگ بند کی ، ۵ مارچ کے ۷ بجے شام تک جب میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں ہمیں دم لینے کا وقفہ ملا اور ہم نے ان دو دنوں سے اشتراکی مادروطن کے دفاع کے واسطے کاروبار کی طرح (لفاظی سے نہیں بلکہ عمل سے) فائدہ اٹھایا ہے۔ روزافزوں یہ حقیقت لوگوں پر عیاں سے عیاں تر ہوتی

جائیگی۔ یہ حقیقت ہے کہ اس لمحے جب محاذ پر فوج لڑنے کی کسی بھی حالت میں نہ ہونے کے سبب بےجا خوف سے بھاگ رہی ہے ، اپنی بندوقیں چھوڑ رہی ہے اور پل اڑانے تک کےلئے نہیں رکتی تو مادروطن کے دفاع کا اور دفاعی صلاحیت میں اضافے کا انحصار انقلابی جنگ کے متعلق بک بک کرنے پر نہیں (جب فوج نے خوف سے بھگدڑ مچا رکھی ہے اس وقت بک بک — جب انقلابی جنگ کے علمبرداروں نے فوج کا ایک دستہ تک نہیں روکا — صریحاً شرمناک ہے) بلکہ اچھے نظم کے ساتھ پسپا ہونے پر ہے تاکہ فوج کی باقیات کو بچا لیاجائے ، اور اس مقصد کی خاطر ایک ایک دن کی مہلت سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

حقائق ہٹیلے ہوتے ہیں۔

ہمارے نام‌نہاد '' بائیں‌بازووالے ،، حقائق ، ان سے حاصل ہونےوالے اسباق اور ذمےداری کے سوال سے کترانے کی کوششوں کے سبب اپنے قارئین سے حالیہ ، بالکل تازہ اور تاریخی اعتبار سے اہم ماضی کے واقعات چھپا رہے ہیں اور اس ماضی کو ایک گذرا ہوا اور غیر اہم دور قرار دے کر اسکی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر رادیک اپنے مضمون میں یاد دلاتے ہیں کہ انہوں نے '' عوامی کمیساروں کی کونسل کے نام اپنے ایک میمورنڈم ،، میں دسمبر میں (یاد رکھیے دسمبر !) فوج کے ثابت‌قدم رہنے کے سلسلے میں امداد دینے کی ضرورت پر لکھا تھا۔ مجھے یہ میمورنڈم پڑھنے کا موقع نہیں ملا اور میں نے اپنے آپ سے سوال کیا : کارل رادیک اسے پورا شائع کیوں نہیں کرتے ؟ وہ صاف اور بلاتکلف اس کی وضاحت کیوں نہیں کرتے کہ '' مصالحتی امن ،، سے ان کی واقعی کیا مراد ہے ؟ انہیں قریب کا ماضی کیوں یاد نہیں آتا جب انہوں نے '' پراودا ،، میں اپنی خوش‌فہمی (تمام خوش‌فہمیوں سے بدترین) کے سلسلے میں لکھا تھا کہ پولینڈ کی واپسی کی شرط پر جرمن سامراجیوں کے ساتھ امن طے کیا جا سکتا ہے ؟

کیوں ؟

اس لئے کہ نام‌نہاد '' بائیں‌بازووالے ،، ان حقائق کو بھلا دیتے ہیں جن سے ان پر وہ خوش‌فہمیاں پھیلانے کی ذمےداری عیاں ہوتی ہے جنھوں نے درحقیقت جرمن سامراجیوں کی مدد کی اور جرمنی میں انقلاب کو بڑھنے اور ترقی کرنے سے روکا۔

بوخارین اب اس حقیقت تک سے انکار کرنے کی کوشش کر رہے هیں که انهوں نے اور ان کے دوستوں نے یه دعوی کیا تها که جرمنوں کےلئے حمله کرنا ناممکن هے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے هیں که بوخارین اور ان کے دوستوں نے یه دعوی کیا تها اور ایسی خوش‌فہمی پھیلا کر انهوں نے جرمن سامراج کی مدد کی اور جرمن انقلاب کی ترقی روکی اور جو اب اس حقیقت کی وجه سے کمزور هو گیا هے که عظیم روسی سوویت ریپبلک کسان فوج کی بھگدڑ کے دوران لاکھوں بندوقوں سے اور هزاروں کروڑوں کی مالیت کے سامان سے محروم هو گئی۔ میں نے ۷ جنوری کے اپنے مقالوں * میں قطعاً اور واضح طور پر اس کی پیش گوئی کردی تهی۔ اب اگر بوخارین اپنے الفاظ واپس لے رہے هیں تو یه خود ان کے لئے اور بھی برا هے۔ وه تمام لوگ جنهیں یاد هے که بوخارین اور ان کے دوستوں نے کہا تها که جرمنوں کےلئے حمله کرنا ناممکن هے اب بوخارین کو اپنے الفاظ واپس لیتے هوئے دیکھ کر بس کندھے هی اچکا سکتے هیں۔

ان لوگوں کےلئے جنهیں یه الفاظ یاد نہیں رہے اور ان کےلئے بھی جنهوں نے یه الفاظ نہیں سنے هم ایک دستاویز کا حواله دینا چاهیں‌گے جو اب رادیک کی دسمبر میں لکھی هوئی تحریروں سے زیاده قیمتی، دلچسپ اور سبق‌آموز هے۔ یه دستاویز جسے ”بائیں‌بازووالے“ بدقسمتی سے اپنے قارئین سے چھپا رہے هیں تحریری روئداد هے (۱) ۲۱ جنوری ۱۹۱۸ ء کو هماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں رائےشماری کی جس میں موجوده ”بائیں‌بازو“ کے مخالفین بھی تهے اور (۲) ۱۷ فروری ۱۹۱۸ ء کو مرکزی کمیٹی میں رائےشماری کی۔

۲۱ جنوری ۱۹۱۸ ء کو اس سوال پر که آیا جرمنوں سے بات‌چیت فوراً منقطع کر دی جائے صرف استوکوف نے (نام‌نہاد ”بائیں‌بازو والے“، ”کمیونسٹ“ میں لکھنےوالوں میں سے ایک) حمایت میں ووٹ دیا۔ باقی سب کی رائے خلاف تهی۔

اس سوال پر که آیا اگر جرمن گفت‌وشنید توڑ دیں یا الٹی‌میٹم پیش کریں تو کیا الحاقی عہدنامے پر دستخط کرنا جائز هے یا نہیں،

---

* دیکھئے اسی ایڈیشن کے صفحات ۴۱ — ۵ (ایڈیٹر)۔

صرف اوبولینسکی (" ان "، کے مقالے کب شائع ہوں گے ؟ ان کے بارے میں " کمیونسٹ "، کیوں خاموش ہے ؟) اور استوکوف نے خلاف رائے دی۔ باقی سب لوگوں نے تائید میں ووٹ دئیے۔

اس سوال پر کہ آیا ایسی صورت میں مجوزہ امن طے کر لینا چاہئے ، صرف اوبولینسکی اور استوکوف نے خلاف رائے دی۔ باقی " بائیں بازو والوں"، نے ووٹ نہیں دئے !! یہ حقیقت ہے۔

۱۷ فروری ۱۹۱۸ ء کو جب یہ سوال درپیش تھا : انقلابی جنگ کا حامی کون ہے ؟ تو بوخارین اور لوموف نے " سوال جس طرح پیش کیا گیا اس کے سبب ووٹ دینے سے انکار کر دیا "۔ کسی نے تائید میں رائے نہیں دی۔ یہ بھی حقیقت ہے۔

اس سوال پر کہ آیا " دوبارہ بات‌چیت شروع کرنے سے اس وقت تک پرہیز کیا جائے جب تک کہ جرمنوں کا حملہ کافی (بالکل ٹھیک) واضح نہ ہوجائے اور اس کا جرمن مزدوروں پر اثر صاف نظر نہ آئے "، بوخارین ، لوموف اور اوریتسکی — " بائیں بازو "، کے اخبار کے موجودہ صحیفہ‌نویسوں نے تائید میں رائے دی۔

اس سوال پر کہ " کیا ہمیں امن طے کر لینا چاہئے اگر جرمن پیش‌قدمی ایک حقیقت بن‌جائے لیکن جرمنی اور آسٹریا میں انقلابی لہر نہ اٹھے ؟ "، لوموف ، بوخارین اور اوریتسکی نے کوئی ووٹ نہیں دیا۔

حقائق ہٹیلے ہوتے ہیں۔ اور حقائق دکھاتے ہیں کہ بوخارین نے جرمن حملے کے امکان سے انکار کیا اور ایسی خوش‌فہمیاں پیدا کیں جن کے سبب درحقیقت ان کی مرضی کے خلاف جرمن سامراجیوں کو مدد ملی اور جرمن انقلاب کو پروان چڑھنے میں رکاوٹ ہوئی۔ یہ رہا انقلابی کھوکھلی لفاظی کا جوہر۔ آپ ایک چیز حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن حاصل ہوتا ہے بالکل الٹا۔

بوخارین نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے موجودہ امن کی شرائط کا ٹھوس تجزیہ نہیں کیا۔ لیکن یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ میری دلیل کے نقطۂ نظر سے اور معاملے کے جوہر کے لحاظ سے بھی اسکی نہ ضرورت تھی اور نہ ہے۔ یہ بتا دینا کافی تھا کہ ہم ایک حقیقی — نہ کہ خیالی — گومگو سے دوچار تھے : آیا ایسی شرطیں قبول کرلی جائیں جو ہمیں کم‌ازکم چند دنوں کے لئے دم لینے کا موقع دیتی ہیں یا پھر ہم

5*

بلجیم اور سربیا بن جائیں ۔ پیٹروگراد میں بھی بوخارین نے اس سے انکار نہیں کیا ۔ اسے ان کے ہم کار پوکروفسکی نے تسلیم کیا ہے ۔

اور اگر بریست کی بری ، سخت اور ذلت‌آمیز شرائط کے مقابلے میں نئی شرائط بدتر ، زیادہ سخت اور زیادہ ذلت‌آمیز ہیں تو عظیم روسی سوویت ریپبلک پر اب جو بیت رہی ہے اس کے ذمےدار ہمارے نام‌نہاد " بائیں بازو والے "، ہیں یعنی بوخارین ، لوموف ، اوریتسکی اور ان کے دوست ۔ یہ حقیقت ہے اور یہ مندرجۂ بالا رائے شماری کے حوالے سے ثابت ہوتا ہے ۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے آپ بھاگ نہیں سکتے اور نہ اس سے صاف نکل سکتے ہیں ۔ آپ کو بریست شرائط پیش کی گئیں اور آپ نے ان کا جواب شیخی‌خوری اور اکڑفوں سے دیا جس کا نتیجہ بدتر شرطیں ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے ۔ آپ اس کی ذمےداری سے ہاتھ نہیں دھو سکتے ۔

میرے ۷ جنوری ۱۹۱۸ء کے مقالوں میں اس کی انتہائی وضاحت سے پیش گوئی کی گئی تھی کہ ہماری فوج کی حالت کے پیش‌نظر (جو تھکے ہوئے کسانوں کے " خلاف "، کھوکھلی لفاظی سے نہیں بدلی جاسکتی تھی) اگر روس نے بریست امن قبول نہیں کیا تو پھر اسے بدتر علحدہ امن طے کرنا پڑے گا ۔

" بائیں‌بازووالے "، لوگ روسی بورژوازی کے جال میں پھنس گئے جس کےلئے ہمیں اتنی بدترین قسم کی جنگ میں پھنسانا ضروری تھا جس میں ہم پھنس سکتے تھے ۔

" بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابی "، اس لمحے جنگ کا اعلان کر کے کسانوں سے سراسر الگ تھلگ ہو گئے ہیں ، یہ ایک حقیقت ہے ۔ اور یہ حقیقت بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابیوں کی پالیسی کی نادانی ثابت کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ ۱۹۰۷ء کی بہار میں تمام اشتراکی انقلابیوں کی بظاہر " انقلابی "، پالیسی نادان تھی ۔

یہ حقیقت کہ زیادہ طبقاتی شعور رکھنےوالے اور آگے بڑھے ہوئے مزدور تیزی سے انقلابی کھوکھلی لفاظی کے ابخرات سے آزاد ہو رہے ہیں پیٹروگراد اور ماسکو کی مثالوں سے ظاہر ہوتی ہے ۔ پیٹروگراد میں مزدوروں کے بہترین محلے ویبورگ اور واسیلے اوستروفسکی اب ہوشمند ہو

گئے ھیں ۔ پیٹرو گراد میں مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت اب فوراً جنگ کی حامی نہیں ھے ، انھوں نے سمجھ لیا ھے کہ اس کے لئے تیاری ضروری ھے اور وہ تیاری کر رھے ھیں ۔ ماسکو کی شہری بولشویک کانفرنس میں ۳ اور ۴ مارچ ۱۹۱۸ ء کو انقلابی لفاظی کے مخالفین کامیاب رھے۔

ھمارے '' بائیں بازو والے ،، کن سراسر مہمل حدود تک فریب نفس میں مبتلا ھیں یہ پوکروفسکی کے مضمون کے ایک جملے سے افشا ھو جاتا ھے : '' اگر ھمیں لڑنا ھے تو ابھی لڑنا چاھئے ،، (پوکروفسکی کی امتیازی لکیر) '' جب کہ ،، (ذرا یہ سنئے !) '' روسی فوج کو جس میں نئے بھرتی کئے ھوئے دستے بھی شامل ھیں سبکدوش نہیں کیا گیا ھے ۔ ،،

لیکن ھر وہ شخص جس نے حقائق کی جانب آنکھیں بند نہیں کی ھیں یہ جانتا ھے کہ فروری ۱۹۱۸ ء میں جرمنوں کے خلاف مزاحمت میں سب سے بڑی رکاوٹ خواہ وہ عظیم روس میں ھو ، یوکرین میں یا فنلینڈ میں ھماری غیر سبکدوش کی ھوئی فوج تھی ۔ یہ حقیقت ھے ۔ اس لئے کہ خوف سے وہ بھاگنے اور سرخ فوج کے دستے اپنے ساتھ لے جانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتی تھی ۔

ھر وہ شخص جو تاریخ کے سبقوں سے استفادہ حاصل کرنا چاھتا ھے اور جو ذمے داری وہ عائد کرتے ھیں اس سے بچنا نہیں چاھتا ، یا ان کی جانب اپنی آنکھیں بند نہیں کرتا اسے کم از کم جرمنی کے خلاف نپولین اول کی جنگیں یاد کرنا چاھئے ۔

کئی بار ایسا ھوا کہ پروشیا اور جرمنی نے فاتح کے ساتھ امن کے ایسے عہدنامے کئے جو (ھمارے مقابلے میں) دس بار زیادہ سخت اور ذلت آمیز تھے ، اس حد تک کہ غیرملکی پولیس کو قبول کیا گیا ، یہاں تک کہ نپولین اول کو اس کی فتح کی مہموں میں مدد دینے کے لئے سپاھی فراھم کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا ۔ نپولین اول نے پروشیا کے ساتھ اپنے عہدناموں کے تحت جرمنی کو دس گنا زیادہ بری طرح ستایا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جتنا کہ ھنڈنبرگ (۲۸) اور ولھیلم ھمیں دبا رھے ھیں ۔ لیکن پروشیا میں ایسے لوگ تھے جنھوں نے طوفان برپا نہیں کیا بلکہ غیرمعمولی '' رسوا ،، امن کے معاھدوں پر دستخط کر دئے ، ان پر اس لئے دستخط کئے کہ ان کے پاس فوج نہیں تھی ، ایسی شرائط پر دستخط کئے جو دس گنی زیادہ جابر اور ذلت آمیز تھیں ، اور پھر

هر چیز کے باوجود بغاوت کے لئے اور جنگ لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ ایک بار نہیں کئی مرتبہ ہوا۔ تاریخ میں ایسے امن کے عہدناموں اور جنگوں کی کئی مثالیں ملتی ہیں اور دم لینے کی مہلتوں کے واقعات کی بھی۔ فاتح کی طرف کئی بار اعلان‌جنگ کرنے کی۔ مظلوم قوم کے کسی ایک ظالم قوم کے ساتھ اتحاد کرنے کے بہت سے واقعات کی جو فاتح کی حریف تھی اور خود کوئی کم فاتح نہیں تھی (سامراجیوں کی امداد قبول کئے بغیر "انقلابی جنگ" کے علمبردار اسے یاد رکھیں!)۔

تاریخ ایسی ہی منزلوں سے گزری ہے۔

ایسا ہوا ہے۔ اور ایسا ہی ہوگا۔ ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جسے جنگوں کے تسلسل کا دور کہا جا سکتا ہے۔ ہم ایک نئی محب‌وطن جنگ کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ ہم اس تک اشتراکی انقلاب کے پختہ ہونے کے حالات میں پہنچیں گے۔ اور اس مشکل راہ پر چلتے ہوئے روسی پرولیتاریہ اور روسی انقلاب اپنے آپ کو شیخی‌خوری اور انقلابی کھوکھلی لفاظی کے روگ سے آزاد کرے گا، وہ انتہائی سخت امن کے عہدنامے قبول کرنا اور پھر سے اٹھ کھڑے ہونا بھی سیکھے گا۔

ہم نے تیلسیت امن پر دستخط کر دئے ہیں۔ ہم اپنی فتح اور آزادی اسی طرح حاصل کریں گے جس طرح جرمنوں نے ۱۸۰۷ء میں تیلسیت کے امن کے بعد نپولین سے ۱۸۱۳ء اور ۱۸۱۴ء میں اپنی نجات حاصل کی۔ ہمارے تیلسیت امن اور ہماری آزادی کے درمیان وقفہ غالباً کم ہوگا اس لئے کہ تاریخ تیزی سے رواں دواں ہے۔

شیخی‌خوری مردہ‌باد! بہتر ضبط اور تنظیم کے لئے سنجیدہ کام زندہ‌باد!

۵ مارچ ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا۔ "پراودا" کے شمارے ۴۲ میں ۶ مارچ (۲۱ فروری) کو شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۴۱۵

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ساتویں غیرمعمولی کانگرس

۶ — ۸ مارچ ۱۹۱۸ء

(۱)

مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ

۷ مارچ

سیاسی رپورٹ ان اقدامات کے بیان پر مشتمل ہو سکتی ہے جو مرکزی کمیٹی کرچکی ہے ، لیکن موجودہ لمحے خاص بات اس قسم کی رپورٹ نہیں بلکہ مجموعی طور پر ہمارے انقلاب پر تبصرہ پیش کرنا ہے ، کیونکہ صرف اسی طرح ہمارے تمام فیصلوں کی صحیح معنوں میں مارکسی دلیل دی جاسکتی ہے ۔ ہمیں اس تمام پچھلی راہ کا جائزہ لینا چاہئے جس پر انقلاب کا ارتقا ہوا ہے اور معلوم کرنا چاہئے کہ اس کے مزید ارتقا کا راستہ کیوں بدل گیا ہے ۔ ہمارے انقلاب میں ایسے تغیر کے نقطے آئے جو عالمی انقلاب کےلئے زبردست اہمیت رکھتے ہیں ۔ ان میں سے ایک اکتوبر انقلاب ہے ۔

فروری انقلاب کی ابتدائی کامیابیوں کی ایک وجہ یہ تھی کہ پرولیتاریہ کے ساتھ نہ صرف دیہی آبادی تھی بلکہ بورژوازی بھی تھا ۔ چنانچہ زارشاہی کے خلاف آسانی سے فتح حاصل ہوئی جسے پانے میں ہم ۱۹۰۵ء میں ناکام رہے تھے ۔ فروری انقلاب میں مزدور نمائندوں کی سوویتوں کی خود رو تشکیل ۱۹۰۵ء کے تجربے کا اعادہ تھی — تو ہمیں سوویت اقتدار کے اصول کا اعلان کرنا پڑا ۔ عوام نے انقلاب کے فرائض جدوجہد کے خود اپنے تجربے سے سیکھے ۔ ۲۰ — ۲۱ اپریل کے واقعات (۲۹)

مظاہروں اور مسلح بغاوت سے ملتی جلتی چیز کا مخصوص مجموعہ تھے۔
بورژوا حکومت کے خاتمے کے لئے یہ کافی تھا۔ اس کے بعد سازباز کا
ایک طویل دور شروع ہوا جو اقتدار حاصل کرنے والی پیٹی بورژوا حکومت
کی نوعیت کا قدرتی نتیجہ تھا۔ اس وقت جولائی کے واقعات (۳۰) کی بنا
پر پرولیتاریہ کی آمریت قائم نہیں ہو سکتی تھی، ہنوز عوام اس کے لئے
تیار نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک بھی ذمے دار تنظیم نے اسے
قائم کرنے کی اپیل نہیں کی۔ لیکن دشمن کے کیمپ میں قراولی کرنے کی
حیثیت سے جولائی کے واقعات انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔ کورنیلوف کی
بغاوت (۳۱) اور بعد کے واقعات نے عملی سبقوں کا کام دیا اور اکتوبر
کی فتح کو ممکن بنایا۔ ان لوگوں کی غلطی کی جڑ جو اکتوبر میں
بھی اقتدار کو تقسیم کرنا چاہتے تھے (۳۲) اکتوبر کی کامیابی اور
جولائی کے دنوں، پیش قدمی، کورنیلوف کی بغاوت وغیرہ وغیرہ جیسے
واقعات کے درمیان تعلق کو دیکھنے میں ناکامی تھی، جنھوں نے کروڑوں
عام لوگوں کو یہ باور کر دیا کہ سوویت اقتدار ناگزیر ہے۔ پھر
تمام روس میں ہماری فتحیاب پیش قدمی شروع ہوئی جس کے ساتھ عام
امن کی خواہش بھی شامل تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم جنگ سے
یک طرفہ طور پر ہٹ کر امن حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم نے اس کا ذکر
اپریل کانفرنس تک میں کیا۔ اپریل سے اکتوبر تک کی مدت میں
سپاہیوں نے یہ واضح طریقے سے محسوس کرلیا کہ سازباز کی پالیسی کی
وجہ سے جنگ طول کھینچ رہی ہے، سامراجیوں کو حملہ شروع کرنے
کی وحشیانہ اور لایعنی کوششوں کا موقع دے رہی ہے اور اس پالیسی
کی بدولت ملک ایسی جنگ میں پھنس رہے گا جو برسوں تک جاری رہ
سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنی جلد ممکن ہوسکتا تھا ہر قیمت پر
امن کے لئے سرگرم پالیسی اختیار کرنا، سوویتوں کا اپنے ہاتھ میں اقتدار
لینا اور زمین کی نجی ملکیت کو ختم کرنا ضروری ہوگیا۔ ہم جانتے
ہیں کہ آخرالذکر کو نہ صرف کیرینسکی نے بلکہ اوکسینتیف (۳۳)
نے بھی برقرار رکھا، اس نے زمین کمیٹیوں کے ارکان کو گرفتار کرنے کے
احکام جاری کرکے حد ہی کردی۔ جو پالیسی ہم نے اختیار کی،
" اقتدار سوویتوں کو "، کا جو نعرہ ہم نے عوام کی اکثریت کے ذہنوں
میں پیوست کیا اس کے سبب اکتوبر میں سینٹ پیٹرسبرگ میں ہمیں

آسانی سے کامیابی حاصل ہوئی اور اسی نے روسی انقلاب کے آخری مہینوں کو فتحیاب پیش‌قدمی میں بدل دیا۔

خانہ‌جنگی ایک حقیقت بن گئی۔ سامراجی جنگ کی خانہ‌جنگی میں تبدیلی، جس کی ہم نے انقلاب کے شروع میں بلکہ جنگ کے شروع ھی میں پیش گوئی کی تھی، جس پر اشتراکی حلقوں کے خاصے حصے نے شک ظاہر کیا تھا بلکہ اس کا مذاق بھی اڑایا تھا، جنگ میں شریک ایک سب سے بڑے اور انتہائی پسماندہ ملک میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو واقعی عمل میں آئی۔ اور اس خانہ‌جنگی میں آبادی کی اکثریت ہمارے ساتھ تھی، یہی سبب ھے کہ غیر معمولی آسانی سے فتح حاصل ہوئی۔

فوج جس نے محاذ چھوڑ دیا تھا وہ جہاں بھی پہنچی اپنے ساتھ سازباز کو ختم کرنے کا انتہائی انقلابی عزم لائی اور عوام میں سمجھوتےباز عناصر، سفید محافظوں اور زمینداروں کے بیٹوں کو آبادی میں کسی قسم کی حمایت حاصل نہیں ہوئی۔ جیسے ھی عوام اور وہ فوجی دستے جو ہمارے خلاف بھیجے گئے تھے بولشویکوں کے حامی بنے تو ان کے خلاف جنگ انقلاب کی فتحیاب پیش‌قدمی میں بدل گئی۔ یہ ہم نے پیٹرسبرگ میں گاتچینا محاذ پر دیکھا جہاں کیرینسکی اور کراسنوف (۳۴) نے سرخ دارالخلافے کے خلاف کزاکوں کی رہنمائی کی تھی، بعد میں یہی ہمیں ماسکو، اورینبرگ اور یوکرین میں نظر آیا۔ تمام روس میں خانہ‌جنگی کی لہر دوڑ گئی اور ہر جگہ ہم نے غیرمعمولی آسانی سے فتح حاصل کی کیونکہ پھل پک چکا تھا، کیونکہ عوام کو بورژوازی کے ساتھ سازباز کا تجربہ ہو چکا تھا۔ ’’سوویتوں کو تمام اقتدار،، کا نعرہ جسے عوام طویل تاریخی تجربے کے ذریعے آزما چکے تھے ان کے گوشت‌وپوست کا ایک حصہ بن‌چکا تھا۔

یہی سبب ھے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد کے اولین مہینوں میں روسی انقلاب ایک مسلسل فتحیاب پیش‌قدمی رہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب اشتراکی انقلاب کو فوری مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، جن سے دوچار ہونا لازمی تھا، تو یہ مشکلات بھلا دی گئیں، انہیں پس‌پشت ڈال دیا گیا۔ بورژوا انقلاب اور اشتراکی انقلاب کے درمیان ایک بنیادی فرق یہ ھے کہ بورژوا انقلاب کےلئے، جو جاگیردارانہ نظام سے پیدا ہوتا ھے، نئے معاشی ادارے جاگیری سماج کے تمام پہلوؤں کو

بتدریج بدل کر پرانے نظام کی کوکھ سے ھی آھستہ آھستہ جنم لیتے ھیں۔ بورژوا انقلاب کو صرف ایک فریضہ درپیش تھا — پرانے سماجی نظام کی تمام زنجیروں کو ھٹا دینا، دور پھینک دینا اور توڑ ڈالنا۔ یہ فریضہ انجام دے کر بورژوا انقلاب وہ سب کچھ پورا کر دیتا ھے جس کا اس سے تقاضہ ھوتا ھے: وہ سرمایہ‌داری کے ارتقا کو تیز کرتا ھے۔

اشتراکی انقلاب کی حالت بالکل مختلف ھوتی ھے۔ تاریخ کے پیچ وخم کی وجہ سے جتنے زیادہ پسماندہ ملک میں اشتراکی انقلاب شروع ھوتا ھے، اس ملک کے لئے پرانے سرمایہ‌دارانہ تعلقات کی جگہ اشتراکی تعلقات قائم کرنا اتنا ھی زیادہ مشکل ھوتا ھے۔ تباہ کرنے کے فرائض میں ناقابل یقین نئے مشکل فرائض کا، تنظیمی فرائض کا اضافہ ھو جاتا ھے۔ اگر روسی انقلاب کی عوامی تخلیقی روح نے فروری ۱۹۱۷ء میں ھی سوویتیں قائم نہ کی ھوتیں، جو ۱۹۰۵ء کے عظیم تجربے سے گزر چکا تھا، تو وہ اکتوبر میں کسی حالت میں بھی سیاسی اقتدار حاصل نہیں کرسکتی تھیں کیوں کہ کامیابی کا انحصار بالکل لاکھوں کروڑوں لوگوں پر مشتمل تحریک کی دستیاب تنظیمی شکلوں کے وجود پر تھا۔ یہ سوویتیں ھی دستیاب شکل تھیں اور یہی وجہ ھے کہ سیاسی میدان میں مستقبل ھماری شاندار کامیابیوں اور مسلسل فتحیابیوں کی پیش‌قدمی کا منتظر رھا اور یہ ھم نے حاصل کیا، اس لئے کہ سیاسی اقتدار کی نئی شکل پہلے سے دستیاب تھی، ھمیں جو کچھ کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ چند فرمان جاری کر دیں اور سوویتوں کے اقتدار کی شکل کو ریاست کی ابتدائی حالت سے، جیسی کہ وہ انقلاب کے پہلے مہینوں میں تھی، قانونی طور پر تسلیم‌شدہ شکل میں تبدیل کر دیں جو روسی ریاست میں قائم ھو چکی تھی — یعنی روسی سوویت ریپبلک میں۔ ریپبلک نے ایک جنبش میں جنم لیا، اس نے آسانی سے اس لئے جنم لیا کہ فروری میں خود عوام نے سوویتیں قائم کر لی تھیں قبل اس کے کہ کسی بھی پارٹی نے ان کے متعلق نعرہ بلند کیا ھو۔ یہ عوام کی عظیم تخلیقی روح تھی جو ۱۹۰۵ء کے تلخ تجربے سے گزر کر دانا بنی اور جس نے پرولیتاری اقتدار کی اس شکل کو پیدا کیا۔ اندرونی دشمن پر فتح حاصل کرنے کا فریضہ انتہائی آسان تھا۔ سیاسی اقتدار قائم کرنے کا فریضہ بھی انتہائی آسان تھا

کیوں کہ عوام اس اقتدار کا ڈھانچہ ، بنیاد تخلیق کرچکے تھے ۔ سوویتوں کی ریپبلک نے ایک جنبش میں جنم لیا ۔ لیکن دو بےحد مشکل مسائل باقی رہے جن کا حل اس فتحیاب پیش‌قدمی کی طرح ممکن نہ تھا جو ہم نے اپنے انقلاب کے ابتدائی مہینوں میں کی تھی — ہمیں اس میں شبہ نہیں تھا ، اور نہ ہوسکتا تھا کہ آئندہ اشتراکی انقلاب انتہائی مشکل فرائض سے دوچار ہوگا ۔

پہلے ، اندرونی تنظیم کا مسئلہ تھا جس سے ہر اشتراکی انقلاب دوچار ہوتا ہے ۔ اشتراکی انقلاب اور بورژوا انقلاب میں فرق یہ ہے کہ آخرالذکر صورت میں سرمایہ‌دارانہ تعلقات کی بنی بنائی تیار شکلیں موجود ہوتی ہیں؛ سوویت اقتدار ، پرولیتاری اقتدار کو ایسے تیار شدہ تعلقات نہیں ملتے ، اگر ہم سرمایہ‌داری کی انتہائی ترقی یافتہ شکلوں کا ذکر چھوڑ دیں جو سچ پوچھیے تو صنعت کی صرف چھوٹی سی اوپری پرت پر محیط ہوتی ہیں اور زراعت کو مشکل ہی سے چھوتی ہیں ۔ حساب کتاب کی تنظیم ، بڑے بڑے معاشی اداروں کا کنٹرول ، پورے ریاستی معاشی نظام کی ایک واحد زبردست مشین میں ایک ایسے معاشی جسم میں تبدیلی جو اس طرح کام کرے کہ کروڑوں لوگ ایک واحد منصوبے سے رہبری حاصل کرسکیں — یہ ہے وہ زبردست تنظیمی مسئلہ جس کا بوجھ ہمارے کاندھوں پر ہے ۔ محنت کی موجودہ حالت میں یہ مسئلہ " زندہ باد " کے ان طریقوں سے حل نہیں کیا جاسکتا جن کے ذریعے ہم نے خانہ جنگی کے مسائل حل کئے ۔ فریضے کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ ایسے طریقوں کے ذریعے حل ناممکن ہے ۔ ہم نے کالیدین کی بغاوت کو آسانی سے کچل دیا اور ایسی مزاحمت کے دوبدو سوویت ریپبلک قائم کی جس پر سنجیدگی سے توجہ دینے کی بھی ضرورت نہیں تھی ، پہلے کے پورے کے پورے خارجی ارتقا نے واقعات کی رفتار کا فیصلہ کر لیا تھا ، چنانچہ ہمیں جو کچھ کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ صرف لفظ‌آخر کہیں اور سائن‌بورڈ بدل دیں ، مثلاً یہ سائن‌بورڈ ہٹا دیں " سوویت بحیثیت ٹریڈ یونین تنظیم قائم ہے " اور اس کی جگہ یہ لٹکا دیں " سوویت ریاستی اقتدار کی واحد شکل ہے " ۔ جہاں تک تنظیمی مسائل کا تعلق ہے تو حالت بالکل مختلف تھی ۔ اس میدان میں ہمیں زبردست مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ جن لوگوں نے ہمارے انقلاب کے فرائض پر غور کرنے

کی فکر کی ان سب پر یہ بات بہت جلد روشن ہو گئی کہ ذاتی ضبط کے مشکل اور طویل راستے پر چل کر ہی اس انتشار کو دور کیا جا سکتا ہے جسے جنگ نے سرمایہ‌دارانہ سماج میں پیدا کیا ہے ، صرف غیرمعمولی سخت ، طویل اور ثابت‌قدم کوششوں کے ذریعے ہم اس انتشار کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور ان عناصر کو شکست دے سکتے ہیں جو اس انتشار کو بڑھا رہے ہیں ، وہ عناصر جو انقلاب کو پرانی زنجیروں سے آزاد کرنے اور اس سے اپنے لئے جتنا زیادہ ممکن ہو اتنا حاصل کرنے کا ذریعہ تصور کرتے تھے ۔ چھوٹے کسانوں کے ملک میں جب ناقابل یقین معاشی انتشار پھیلا ہوا ہو تو ایسے عناصر کا ابھرنا ناگزیر بات ہے ، اور ان عناصر کے خلاف جو جدوجہد ہمیں کرنا ہے ، جسے ہم نے ابھی شروع ہی کی ہے ، کئی سو گنی مشکل ہوگی ، یہ ایسی لڑائی ہوگی جس میں قابل نظارہ مواقع بالکل نہیں ملیں‌گے ۔ ہم اس جدوجہد کی صرف پہلی منزل میں ہیں ۔ سخت آزمائشیں ہماری منتظر ہیں ۔ خارجی حالت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم جھنڈے لہراتے ہوئے اپنے آپ کو فتحیاب پیش‌قدمی کے خیال کی حدود میں جکڑے رکھیں ، جیسے کہ ہم نے کالیدین کے خلاف لڑتے ہوئے کیا تھا ۔ جو شخص بھی جدوجہد کے ایسے طریقوں کا انقلاب کو درپیش تنظیمی فرائض پر اطلاق کرے‌گا وہ ایک سیاست‌داں، اشتراکی ، اشتراکی انقلاب کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے محض اپنا دیوالیہ‌پن ثابت کرے‌گا ۔

یہی ہمارے بعض نوجوان رفیقوں کے ساتھ پیش آیا جو انقلاب کی ابتدائی فتحیاب پیش‌قدمی کی رو میں بہہ گئے ، جب اسے دوسری عظیم‌الشان مشکل کا سامنا کرنا پڑا — یعنی بین‌الاقوامی مسئلہ کا ۔ اگر کیرینسکی کے جتھوں پر ہم نے آسانی سے فتح حاصل کرلی ، اگر ہم نے آسانی سے اپنی حکومت قائم کر لی اور بغیر کسی دقت کے زمین کو مشترکہ ملکیت بنانے اور مزدوروں کے کنٹرول کے متعلق فرمان جاری کر دئے ، اگر یہ سب کچھ ہم نے آسانی سے حاصل کر لیا تو ان سب کی وجہ حالات کی خوش‌قسمت اکجائی تھی جس نے ہمیں تھوڑے عرصے تک سامراج سے محفوظ رکھا ۔ عالمی سامراج، جس کے پاس اپنے سرمایے کی ساری طاقت ہے ، جس کے پاس اپنی انتہائی منظم جنگی مشینری ہے جو ایک حقیقی قوت ہے، جو عالمی سرمایے کا حقیقی گڑھ

ہے ، کسی بھی حالت میں اور کسی بھی شرط پر سوویت ریپبلک کے پہلو بہ پہلو نہیں رہ سکتا ، اپنی خارجی حالت کی وجہ سے اور اس میں سرمایہ‌دار طبقے کے مفادات سرکوز ہونے اور تجارتی رابطوں ، بین‌الاقوامی مالیاتی تعلقات کے سبب بھی۔ اس میدان میں تصادم ناگزیر ہے۔ یہ روسی انقلاب کی سخت‌ترین مشکل ہے ، اس کا عظیم‌ترین تاریخی مسئلہ ہے — یہ ہے بین‌الاقوامی مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ، عالمی انقلاب ابھارنے کی ضرورت یعنی صحیح معنی میں ہمارے قومی انقلاب سے عالمی انقلاب کی جانب عبور کو عمل میں لانے کی ضرورت۔ اپنی پوری ناقابل یقین مشکل حالت میں یہ مسئلہ ہمارے روبرو ہے۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ ہمارے کئی نوجوان دوست جو اپنے آپ کو بائیں‌بازو کا خیال کرتے ہیں ایک اہم ترین بات بھول رہے ہیں : اکتوبر کے بعد ہفتوں اور مہینوں کے دوران عظیم الشان پیش قدمی کے وقت ہم آسانی کے ساتھ ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی کیوں حاصل کر سکے۔ یہ بین‌الاقوامی حالت کی ایک خاص اکجائی کے سبب سے ہوا جس نے عارضی طور پر ہمیں سامراج سے بچائے رکھا۔ سامراج کو ہمارے علاوہ دوسری باتیں بھی دق کر رہی تھیں۔ اور ہم نے بھی محسوس کیا کہ ہمیں بھی سامراج کے علاوہ دوسری چیزوں پر دھیان دینا ہے۔ اگر انفرادی سامراجی ہمیں پریشان نہیں کرسکے تو صرف اس لئے کہ جدید عالمی سامراج کی تمام عظیم سماجی، سیاسی اور فوجی قوت کو ہلاکت‌آمیز جنگ نے دو گروپوں میں بانٹ دیا تھا۔ اس لڑائی میں شامل سامراجی لٹیرے اتنی ناقابل یقین حدود کو تجاوز کرچکے تھے اور اس موت کے دنگل میں اس حد تک دست‌وگریباں ہو چکے تھے کہ کوئی بھی گروپ روسی انقلاب کے خلاف مؤثر طاقتیں مرکوز کرنے کے قابل نہ تھا۔ اکتوبر کے وقت یہ تھے حالات — یہ بات محال معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت ہے کہ ہمارے انقلاب کے شعلے اس مبارک ساعت بھڑکنے شروع ہوئے جب بےمثال آفتوں نے کروڑوں لوگوں کی جانیں لے لی تھیں اور اس سے اکثر سامراجی ملک متاثر تھے ، جب جنگ کی جلو میں آنےوالی مصیبتوں نے لوگوں کو بالکل چور کر دیا تھا ، جب جنگ کے چوتھے برس میں جنگ میں شریک ملک تعطل میں پھنسے ہوئے تھے اور دوراہے پر کھڑے تھے ، جب خارجی طور پر یہ سوال اٹھ رہا

تھا : کیا لوگ جن کی حالت اتنی خستہ ہو چکی ہے لڑائی جاری رکھ سکتے ہیں؟ کیونکہ ہمارا انقلاب ایسے خوش‌قسمت لمحے شروع ہوا جب لٹیروں کے دو دیوھیکل گروپوں میں کوئی بھی ایسی حالت میں نہ تھا کہ وہ فوراً دوسرے پر ھلہ بول دے یا ھمارے خلاف اس کے ساتھ متحد ہو جائے۔ بین‌الاقوامی سیاسی اور معاشی تعلقات کی صرف ایسی حالت کا ھمارا انقلاب یورپی روس میں شاندار فاتحانہ پیش‌قدمی حاصل کرنے کے لئے ، فنلینڈ میں پھیلنے اور قفقاز اور رومانیہ میں اس کی ابتدا کرنے کے لئے فائدہ اٹھا سکا (اور اس نے فائدہ اٹھایا) ۔ صرف یہی سبب ہے کہ ھماری پارٹی کے رھنما اداروں میں ایسے پارٹی کارکن اور دانشورانہ فوق‌الانسان ابھر آئے جو فاتحانہ پیش‌قدمی کی رو میں بہہ گئے اور جو یہ کہنے لگے کہ ھم بین‌الاقوامی سامراج سے بھی نمٹ سکتے ہیں ، اس میں بھی فاتحانہ پیش‌قدمی ہوگی ، اس میں بھی واقعی مشکلات نہیں ہوں‌گی۔ یہ رویہ روسی انقلاب کی خارجی حالت کے مطابق نہ تھا جس نے بین‌الاقوامی سامراج کی عارضی مجبوری کا صرف فائدہ اٹھایا تھا؛ انجن جو ریل گاڑی کی پوری قوت کے ساتھ اس طرح ھم سے ٹکرانےوالا تھا جس طرح وہ ٹھیلے سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کیا کرتا تھا ، عارضی طور پر اس لئے رک گیا کہ لٹیروں کے دو گروپ آپس میں لڑ رہے تھے۔ ادھر ادھر انقلابی تحریک بڑھ رھی تھی لیکن بلا استثنی تمام سامراجی ملکوں میں وہ بنیادی طور پر ابتدائی منزل میں تھی۔ اس کے ارتقا کی رفتار ھماری رفتار سے بالکل مختلف تھی۔ ھر وہ شخص جس نے یورپ میں اشتراکی انقلاب کی معاشی لازمی شرطوں پر سنجیدگی سے غور کیا ہے اس کا ذھن اس نکتے پر صاف ہوگا کہ یورپ میں انقلاب شروع کرنا بےحد زیادہ مشکل ہوگا جب کہ ھمارے لئے بےحد زیادہ آسان تھا ، لیکن انقلاب کا جاری رکھنا وھاں کی نسبت ھمارے لئے زیادہ دشوار ہوگا۔ اس خارجی حالت کی وجہ سے ھم نے تاریخ کے ایک غیرمعمولی تیز اور سخت موڑ کا تجربہ حاصل کیا۔ اکتوبر ، نومبر اور دسمبر میں ھمارے اندرونی محاذ پر انقلاب‌دشمنی کے خلاف ، سوویت اقتدار کے دشمنوں کے خلاف مسلسل فتحیاب پیش‌قدمی سے گزرنے کے بعد واقعی بین‌الاقوامی سامراج سے ھمارا تصادم ہونا لازمی تھا جس کو ھم سے خاص عداوت ہے۔ فتحیاب پیش‌قدمی کے دور سے گزر کر ھمیں ایک ایسے دور

میں داخل ہونا ہی تھا جہاں ہم ایک غیرمعمولی مشکل اور تکلیف دہ حالت میں اپنے آپ کو پائیں ، جسے بلاشبہ لفظوں اور بھڑکیلے نعروں سے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا — خواہ وہ کتنے ہی خوشگوار رہے ہوں — کیونکہ ہمارے درہم برہم ملک میں ہمیں ناقابل یقین طور پر ایسے تھکے ہارے لوگوں کے ساتھ پیش آنا تھا جو ایسی حالت کو پہنچ گئے تھے جب ان کےلئے لڑائی جاری رکھنا ممکن نہ تھا ، جنھیں تین برس کی موزی جنگ نے اتنا شل کر دیا تھا کہ وہ فوجی نقطۂ نظر سے بالکل بےکار ہو گئے تھے ۔ اکتوبر انقلاب سے پہلے بھی ہم نے دیکھا کہ عام سپاہیوں کے نمائندوں نے جو بولشویک پارٹی کے ممبر نہیں تھے ، بورژوازی سے یہ حقیقت کہنے میں تامل نہیں کیا کہ روسی فوج نہیں لڑسکتی ۔ فوج کی اس حالت نے ایک عظیم بحران پیدا کر دیا ۔ چھوٹے کسانوں کا ملک جسے جنگ نے درہم برہم کر دیا ہے ، جو ناقابل یقین ، انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہے — ہمارے پاس فوج نہیں ہے ، لیکن ہمیں ایک ایسے غارت گر کے پہلو بہ پہلو رہنا ہے جو سر سے پیر تک مسلح ہے ، وہ ایک ایسا غارت گر ہے جو اب بھی لٹیرا ہے اور آئندہ بھی لٹیرا رہےگا اور غیر علاقے الحاق کئے بغیر اور تاوان وصول کئے بغیر امن کے حق میں پرچار سے بالکل متاثر نہیں ہوتا ۔ ایک پالتو گھریلو جانور چیتے کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور آخرالذکر کو الحاق اور تاوان کے بغیر امن طے کرنے کےلئے راضی کر رہا ہے ، حالانکہ ایسا امن صرف چیتے پر حملہ کرکے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ ہماری پارٹی کی بالائی پرت — دانشور اور چند مزدور تنظیمیں — اس امکان کو کھوکھلی لفاظی سے اور ایسے عذر سے کہ "ایسا نہیں ہونا چاہئے"، بنیادی طور پر نظرانداز کر رہی ہیں ۔ یہ امن ان لوگوں کےلئے اتنا حیرت‌ناک امکان تھا کہ وہ اسے تسلیم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ انھوں نے کھلی لڑائی میں جھنڈے لہراتے ہوئے کوچ کیا تھا اور "زندہ باد" کے نعرےلگا کر دشمن کی کمین گاہوں پر دھاوے بولے تھے ، وہ اب کیسے دب سکتے تھے اور ایسی ذلت‌آمیز شرائط قبول کر سکتے تھے ۔ ہرگز نہیں ! ہم انتہائی خوددار انقلابی ہیں ، اس کے علاوہ ہم اعلان کرتے ہیں : "جرمن حملہ نہیں کرسکتے"۔

اس پہلی دلیل سے ان لوگوں نے اپنے دل کو تسلی دی ۔ اب تاریخ

نے ہمیں غیرمعمولی مشکل حالت سے دوچار کر دیا ہے ، بےمثال مشکل تنظیمی کام کے دوران ہمیں کئی تکلیف‌دہ شکستوں سے گزرنا پڑے۔ عالمی تاریخی نقطہ‌نظر سے اگر ہمارا انقلاب واحد رہا، اگر دوسرے ملکوں میں انقلابی تحریکیں نہیں چلیں تو بلاشبہ اس کی آخری کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ جب بولشویک پارٹی نے اس کا بیڑہ تنہا اٹھایا تو اس پختہ یقین پر کہ تمام ملکوں میں انقلاب پختہ ہو رہا ہے اور آخرکار — بالکل ابتدا میں نہیں — ہم کتنی ہی مشکلات سے گزریں ، ہمیں کتنی ہی شکستیں کھانی پڑیں عالمی اشتراکی انقلاب ہوکر رہےگا، اس کا ہونا لازمی ہے ، وہ پختہ ہوگا — کیونکہ وہ پختہ ہو رہا ہے اور پختگی تک پہنچےگا۔ میں دہراتا ہوں ، کل یورپی انقلاب میں ہماری ان تمام مشکلات کی نجات ہے۔ اس صداقت کو ، اس مطلق مجرد صداقت کو ابتدائی نکتہ قرار دےکر ، اور اس سے رہنمائی حاصل کرکے ہمیں یہ پیش‌نظر رکھنا چاہئے کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ محض کھوکھلی لفاظی نہ بن جائے کیوں‌کہ ہر مجرد صداقت ، اگر اسے تجزیے کے بغیر قبول کیا جائے ، تو وہ محض لفاظی بن جاتی ہے۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ ہر ہڑتال میں انقلاب کے عناصر پوشیدہ ہوتے ہیں اور جو شخص یہ سمجھنے سے قاصر ہے وہ اشتراکی نہیں ہے ، تو آپ بجا ہوں‌گے۔ جی‌ہاں ، ہر ہڑتال میں اشتراکی انقلاب کی جھلک ہوتی ہے۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ ہر ہڑتال اشتراکی انقلاب کی جانب فوری قدم ہے تو یہ بالکل کھوکھلی لفاظی ہوگی۔ ہم ایسے فقرے ”اسی جگہ ہر مبارک موقع پر،، سن‌چکے ہیں اور ان سے ایسے تنگ آ گئے ہیں اور تھک گئے ہیں کہ مزدوروں نے یہ نراجی لفاظی مسترد کر دی ہے کیونکہ بلاشبہ اگر یہ صاف ہے کہ ہر ہڑتال میں اشتراکی انقلاب کے عناصر ہوتے ہیں تو یہ دعوی کہ ہر ہڑتال انقلاب میں تبدیل ہو سکتی ہے اتنی ہی واضح بکواس ہے۔ جیسا کہ یہ ناقابل تردید ہے کہ ہمارے انقلاب سے متعلق تمام مشکلات اسی صورت میں دور ہوں‌گی جب عالمی اشتراکی انقلاب پختہ ہو — اور اس وقت یہ ہر جگہ پختہ ہو رہا ہے — یہ اعلان کرنا بھی بالکل احمقانہ ہے کہ آج ہمیں انقلاب سے متعلق ہر حقیقی مشکل کو چھپانا چاہئے اور کہنا چاہئے : ”مجھے بین‌الاقوامی اشتراکی تحریک پر بھروسہ ہے — میں جس قسم کی غلطی کرنا چاہوں

کرسکتا ہوں،،۔ ''لیب کنیخت ہماری مدد کریں گے کیونکہ وہ ہر صورت میں کامیابی حاصل کریں گے،،۔ وہ اتنی اچھی تنظیم تخلیق کریں گے، وہ پہلے سے ہر چیز کا اتنا اعلی منصوبہ تیار کریں گے کہ ہم اسی طرح تیارشدہ شکلیں حاصل کر لیں گے جس طرح ہم نے مغربی یورپ سے تیارشدہ مارکسی نظریہ حاصل کیا — اور غالباً یہی سبب ہے کہ ہمارے ملک میں اس نے چند ماہ میں کامرانی حاصل کی جب کہ مغربی یورپ میں اسے فتح حاصل کرنے کے لئے دھائیاں صرف ہو رہی ہیں۔ چنانچہ نئے تاریخی دور میں جو شروع ہو گیا ہے، جب ہم کمزور کیرینسکی اور کورنیلوف سے نہیں بلکہ ایک عالمی لٹیرے، جرمنی کے سامراج سے دوچار ہیں جہاں انقلاب پختہ ہو رہا ہے لیکن صریحاً پختگی کے نقطے تک نہیں پہنچا ہے، جدوجہد کے مسائل کو حل کرنے کے لئے فتحیاب پیش‌قدمی جیسا پرانا طریقہ استعمال کرنا ناعاقبت اندیشانہ جوئےبازی ہوتا۔ یہ دعوی کہ دشمن کو انقلاب پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوگی ایسی ہی جوئےبازی تھی۔ بریست گفت‌وشنید کے وقت تک حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی بھی قسم کی امن کی شرائط ہمیں قبول کرنے پر مجبور کرتی۔ طاقتوں کا خارجی توازن ایسا تھا کہ سانس لینے کا تھوڑا سا وقفہ کافی نہ‌ہوتا۔ بریست کی گفت‌وشنید نے دکھا دیا کہ جرمن حملہ کریں گے، جرمن سماج کی کوکھ ابھی اتنی تیار نہیں ہے کہ وہ فوراً انقلاب کو جنم دے سکے، اور نہ ہم جرمن سامراجیوں پر الزام رکھ سکتے ہیں کہ انھوں نے اپنے عمل سے اس حملے کی تیاری نہیں کی، یا اور نہ ایسی حالت پیدا نہ ہونے پر جیسا کہ نوجوان دوست جو اپنے آپ کو بائیں‌بازووالے کہتے ہیں ان کے بقول جب جرمن ہم پر حملہ نہیں کر سکتے۔ جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے، ہم فوج کو سبکدوش کرنے پر مجبور تھے — ہم ایسا کرنے پر مجبور تھے حالانکہ ہم یہ بالکل نہیں بھولے تھے کہ ہمارے پالتو گھریلو جانور کے پہلوبہ‌پہلو چیتا بھی بیٹھا ہوا ہے — تو انھوں نے یہ سننے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ہم فوج کو سبکدوش کرنے پر مجبور تھے ہم یہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں بھولے تھے کہ سنگینوں کو زمین میں گھونپنے کا حکم جاری کر کے جنگ کو یک‌طرفہ ختم کرنا ناممکن ہے۔

عام طور پر ہماری پارٹی میں ایک بھی میلان ، ایک بھی رجحان ، ایک بھی تنظیم نے اس سبکدوشی کی مخالفت نہیں کی ، اس کی کیا وجہ تھی ؟ کیا ہم بالکل پاگل ہو گئے تھے ؟ ایسا نہیں تھا ۔ اکتوبر سے پہلے ہی افسروں نے جو بولشویک نہیں تھے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ فوج نہیں لڑ سکتی ، اسے محاذ پر چند ہفتوں تک بھی روکے رکھنا مشکل ہے ۔ اکتوبر کے بعد یہ ہر اس شخص پر واضح ہو گیا تھا جو حقائق کو تسلیم کرنے کےلئے تیار تھا ، جو ناخوشگوار اور تلخ حقیقت کو چھپانا ، اپنی آنکھوں پر پٹی باندھنا اور پرشکوہ لفاظی کی پناہ لینا نہیں چاہتا تھا بلکہ اسے دیکھنے کےلئے آمادہ تھا ۔ ہمارے پاس فوج نہیں ہے ، ہم اسے برقرار نہیں رکھ سکتے ۔ مناسب‌ترین یہ ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو اسے سبکدوش کر دیا جائے ۔ یہ جسم کا بیمار حصہ ہے ، وہ حصہ جس نے ناقابل یقین اذیتیں برداشت کی ہیں ، اس جنگ کی تنگ‌دستیوں سے تباہ ہوا ہے جس میں وہ ٹکنیکی تیاری کئے بغیر شریک ہوا تھا اور اس کے سبب سے اب ایسی حالت میں ہے کہ ہر حملے کے وقت سراسیمگی سے اس کے پیر اکھڑ جاتے ہیں ۔ ہم ان لوگوں پر الزام نہیں لگا سکتے جنھوں نے ناقابل یقین تکلیفیں برداشت کیں ۔ روسی انقلاب کے پہلے ہی دور میں سیکڑوں قراردادوں کے ذریعے سپاہی بلاتکلف کہتے رہے : ”ہم خون میں ڈوب رہے ہیں ، اب ہم نہیں لڑ سکتے“ ۔ مصنوعی طریقے سے جنگ کا خاتمہ ملتوی کیا جاسکتا تھا ، چالیں چلی جا سکتی تھیں جیسی کہ کیرینسکی نے چلیں ، چند ہفتوں کےلئے خاتمے کو روکا جا سکتا تھا ، بس ، لیکن حقیقت نے اپنی راہ نکالی ۔ یہ روسی ریاست کے جسم کا وہ بیمار حصہ ہے جو جنگ کا بوجھ آئندہ بالکل برداشت نہیں کرسکتا ۔ فوج کو ہم جتنی جلد سبکدوش کریں‌گے اتنی‌ہی جلد وہ ان سماجی حصوں میں جذب ہو جائےگی جو بیمار نہیں ہیں اور اتنی ہی جلد ملک نئی سخت آزمائشوں کےلئے تیار ہوگا ۔ جب ہم نے متفقہ طور پر ، بغیر کسی احتجاج کے فوج کو سبکدوش کرنے کا فیصلہ کیا — جو بیرونی واقعات کے نقطۂ نظر سے بے‌تکا معلوم ہوتا ہے — تو اس وقت ہم نے یہی محسوس کیا تھا ۔ وہ ایک صحیح قدم تھا ۔ ہم نے کہا تھا کہ یہ یقین کرنا کہ ہم فوج کو سنبھال سکتے ہیں نادان خوش‌فہمی ہوگی ۔ جتنی جلد ہم فوج کو سبکدوش کریں‌گے معاشرے کا

جسم مجموعی طور پر اتنا ہی جلد صحت‌یاب ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انقلابی لفاظی ” جرمن حملہ نہیں کرسکتے “، جس سے دوسرا کھوکھلا نعرہ اخذ کیا گیا ” جنگ کی حالت کے خاتمے کا ہم اعلان کر سکتے ہیں۔ نہ جنگ اور نہ امن پر دستخط “ ۔۔ ایک فاش غلطی تھی اور واقعات کا ضرورت سے زیادہ تلخ تخمینہ۔ لیکن فرض کیجئے کہ جرمنوں نے حملہ کر دیا؟ ” نہیں، وہ حملہ نہیں کرسکتے “۔ کیا آپ کو حق ہے کہ آپ عالمی انقلاب کے مقدر کو خطرے میں ڈالیں؟ اس ٹھوس سوال کا جواب کیا ہے کہ جب وہ لمحہ آئے تو آپ جرمن سامراج کے شریک نہ بن جائیں؟ لیکن ہم سب جو اکتوبر ۱۹۱۷ء سے دفاع پسند ہو گئے ہیں، جنھوں نے مادروطن کی مدافعت کا اصول تسلیم کر لیا ہے، جانتے ہیں کہ ہم نے سامراج سے نہ صرف لفظوں میں بلکہ عمل میں تعلق قطع کر لیا ہے: ہم نے خفیہ عہدناموں کو پھاڑ ڈالا (۳۰)، اپنے ملک کے بورژوازی پر فتح حاصل کی اور کھلے اور دیانت‌دارانہ امن کی تجویز کی تاکہ دنیا کی تمام قومیں دیکھ سکیں کہ واقعی ہماری منشاء کیا ہے۔ وہ لوگ جو سوویت ریپبلک کی مدافعت کے رویے پر سنجیدگی سے کاربند تھے انھوں نے اس جوئےبازی کی حمایت کیوں کی جس کے نتائج تب بھی نظر آتے تھے؟ اور یہ حقیقت ہے، کیونکہ پارٹی کے اندر ” دائیں “ بازو کی مخالفت کی تشکیل کے سبب ہماری پارٹی جس سنجیدہ بحران سے گزر رہی ہے وہ روسی انقلاب کی تاریخ میں شدید ترین بحران ہے۔

اس بحران کو زیر کر لیا جائےگا۔ کسی حالت میں بھی یہ نہ ہماری پارٹی کو ختم کر سکتا ہے اور نہ ہمارے انقلاب کو، حالانکہ موجودہ لمحے یہ اس کے بالکل نزدیک آگیا تھا، اس کا امکان تھا۔ اس کی ضمانت کہ ہم اپنا سر نہیں توڑیں‌گے یہ ہے: گروپ بندی کے اختلافات کو حل کرنے کی غرض سے پرانا طریقہ استعمال کرنے کے بجائے جو بےشمار تحریروں کی اشاعت، غیر محدود بحثوں اور متعدد پھوٹوں پر مشتمل ہوتا تھا اس پرانے طریقے کی جگہ واقعات نے چیزوں کو سیکھنے کا ایک نیا طریقہ فراہم کیا ہے۔ اور یہ طریقہ ہے ہر بات کو حقائق، واقعات، عالمی تاریخ کے اسباق کی کسوٹی پر کسنا۔ آپ نے کہا تھا کہ جرمن حملہ نہیں کرسکتے۔ آپ کے طریقۂ کار کی منطق یہ تھی کہ

ہم جنگ کی حالت ختم کرنے کا اعلان کر دیں۔ تاریخ نے آپ کو سبق سکھا دیا اور اس خوش‌فہمی کے پرخچے اڑا ڈالے۔ ہاں، جرمن انقلاب بڑھ رہا ہے لیکن اس طرح نہیں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں، اتنی تیزی سے نہیں جتنی روسی دانشوروں کی خواہش ہے، اکتوبر میں ہماری تاریخ کے ارتقا کی رفتار کے مطابق بھی نہیں — ہم جس شہر میں جب چاہا داخل ہو گئے، سوویت اقتدار کا اعلان کیا اور چند دنوں کے اندر نوے فیصدی مزدور ہمارے حامی بن گئے۔ جرمن انقلاب کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اتنی تیزی سے نہیں بڑھ رہا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم انقلاب کا پاس کریں یا انقلاب ہمارا پاس کرے؟ آپ نے چاہا کہ انقلاب آپ کا پاس کرے۔ لیکن تاریخ نے آپ کو سبق سکھایا۔ یہ ایک سبق ہے اس لئے کہ یہ مطلق صداقت ہے کہ جرمن انقلاب کے بغیر ہمارا انجام تباہی ہے — اگر پیتروگراد اور ماسکو میں نہیں تو ولادیوستوک میں، ان دوردراز جگہوں میں جہاں غالباً ہمیں پسپائی کرنی پڑے اور جن کا فاصلہ شاید پیتروگراد سے ماسکو تک کے فاصلے سے زیادہ ہے۔ تمام صورتوں میں، تمام قابل‌فہم حالات میں، اگر جرمن انقلاب نہیں ہوا تو ہمارا خاتمہ لازمی ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنے اس عقیدے پر ذرہ برابر بھی تزلزل کریں کہ ہمیں شور مچائے بغیر اس مشکل حالت کو برداشت کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔

انقلاب اتنی جلد نہیں آئے گا جتنی ہمیں توقع تھی۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا، اسے ہمیں ایک حقیقت سمجھ لینا چاہئے، اس حقیقت کو تسلیم کرلینا چاہئے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں عالمی اشتراکی انقلاب اتنی آسانی سے شروع نہیں ہو سکتا جتنا کہ روس میں شروع ہوا تھا — نکولائی اور راسپوتین (۳۶) کی سر زمین پر جہاں آبادی کے ایک بڑے حصے کو اس سے مطلق دلچسپی نہیں تھی کہ دورافتادہ علاقوں میں کس قسم کے لوگ رہتے ہیں، یا وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ایسے ملک میں انقلاب شروع کرنا اتنا ہی آسان تھا جیسے پھول اٹھانا۔

ایک ایسے ملک میں تیاری کے بغیر انقلاب شروع کرنا جہاں سرمایہ‌داری کی ترقی کی سطح بلند ہے اور جس نے آخری فرد تک ہر شخص کو جمہوری ثقافت اور تنظیم دے رکھی ہے — وہاں ایسا کرنا غلط اور احمقانہ ہوگا۔ وہاں اشتراکی انقلابوں کی ابتدا کا تکلیف‌دہ دور

بس ابھی قریب آ رہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ ہم نہیں جانتے، اور کوئی بھی نہیں جانتا، غالباً — یہ بالکل ممکن ہے — کہ انقلاب چند ہفتوں میں کامیاب ہو جائے، یا چند دنوں میں ہی، لیکن اس پر ہم بازی نہیں لگا سکتے۔ ہمیں غیرمعمولی مشکلات کے لئے، غیرمعمولی شکستوں کےلئے تیار رہنا چاہئے جو ناگزیر ہیں، کیونکہ یورپ میں ابھی تک انقلاب شروع نہیں ہوا ہے، اگرچہ ممکن ہے کہ وہ کل شروع ہو جائے، اور جب وہ شروع ہو جائےگا تو پھر یقینی شبہات ہمیں نہیں ستائیںگے، تب انقلابی جنگ کا سوال پیدا نہیں ہوگا بلکہ ہمارے سامنے بس ایک مسلسل فتحیاب پیش‌قدمی ہوگی۔ ایسا ہونا ہے، اور ایسا لازمی طور پر ہوگا، لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے۔ یہ ہے وہ سادہ سبق جو تاریخ نے ہمیں سکھایا ہے، جس سے اس نے ہم پر بڑی تکلیف‌دہ ضرب لگائی ہے۔ ایک مثل ہے کہ وہ آدمی جو ایک بار پٹ چکا ہو ان دو آدمیوں پر بھاری ہوتا ہے، جو کبھی نہیں پٹے۔ یہی سبب ہے کہ میرے خیال میں کیونکہ تاریخ ہمیں تکلیف‌دہ چابک رسید کر چکی ہے، ہماری یہ امید کہ جرمن حملہ نہیں کر سکتے اور ہر چیز ہم ''زندہ‌باد،، کا نعرہ لگا کر حاصل کرلیںگے پوری نہیں ہوئی، یہ سبق ہماری سوویت تنظیموں کے ذریعے بہت جلد تمام سوویت روس میں عوام کے ذہن‌نشین کرا دیا جائےگا۔ وہ سب کانگریس کے سلسلے میں سرگرم ہیں، جمع ہوتے ہیں، بحث کررہے ہیں، تجویزیں منظور کر رہے ہیں، جو کچھ بیتا ہے اس پر غور کر رہے ہیں۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ قبل‌از انقلاب کے تنازعات سے مشابہ نہیں ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے پارٹی حلقوں تک محدود رہتے تھے، اب تمام فیصلے عوام کے بحث‌ومباحثے کےلئے پیش کئے جاتے ہیں جو مطالبہ کرتے ہیں کہ تجربے اور عمل کے ذریعے ان کی آزمائش کی جائے، جو سطحی تقریروں کے سیلاب میں نہیں بہتے اور اس راستے سے اپنے آپ کو نہیں بھٹکنے دیتے جسے واقعات کا خارجی ارتقا معین کرتا ہے۔ بےشک، ایک دانشور یا بائیں بازو کا بولشویک مشکلات کو باتوں کے ذریعے ٹالنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ وہ ایسے حقائق کو باتوں سے ٹالنے کی کوشش کر سکتا ہے مثلاً فوج کی عدم‌موجودگی، جرمنی میں انقلاب کے شروع ہونے میں ناکامی۔ کروڑوں عوام — اور سیاست کی وہیں سے ابتدا ہوتی

ہے جہاں کروڑوں مرد اور عورتیں ہوں ، جہاں ہزاروں نہیں کروڑوں لوگ ہوں وہیں سے سنجیدہ سیاست کی ابتدا ہوتی ہے — عوام جانتے ہیں کہ فوج کی حالت کیا ہے ، انھوں نے محاذ سے آئے ہوئے سپاہیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ وہ جانتے ہیں — اگر آپ افراد کو نہیں بلکہ واقعی عوام کو ملحوظ رکھیں — کہ ہم لڑ نہیں سکتے ، محاذ پر ہر شخص نے ہر قابل‌تصور بات برداشت کی ہے ۔ عوام نے یہ صداقت سمجھ لی ہے کہ اگر ہمارے پاس فوج نہیں ہے اور ایک لٹیرا ہمارے پہلوبہ‌پہلو موجود ہے تو ہمیں انتہائی سخت، ذلت‌آمیز امن کے عہدنامے پر دستخط کرنا پڑیں‌گے ۔ یہ اس وقت تک ناگزیر ہے جب تک کہ انقلابات شروع نہ ہو جائیں ، آپ اپنی فوج کو صحت‌یاب نہ کر لیں ، لوگوں کو گھر واپس آنے کی اجازت نہ دے دیں ۔ اس وقت تک مریض صحت‌یاب نہیں ہوگا ۔ اور ہم جرمن لٹیرے کا ”زندہ‌باد“ چلا کر مقابلہ نہیں کر سکیں‌گے ، ہم اسے اتنی آسانی سے نکال باہر نہیں کریں‌گے جیسا کہ ہم نے کیرینسکی اور کورنیلوف کو نکال باہر کیا تھا ۔ یہ ہے وہ سبق جو عوام نے سیکھا ہے ، ان معذرتوں کے بغیر جنھیں تلخ حقیقت سے کترانے‌والے بعض حضرات نے ان کے سامنے پیش کی تھیں ۔

ابتدا میں اکتوبر اور نومبر میں فتحیاب پیش‌قدمی — پھر یکایک چند ہفتوں میں جرمن لٹیرے کے ہاتھوں روسی انقلاب کو شکست ہوتی ہے ، روسی انقلاب غارتگرانہ عہدنامے کو قبول کرنے پر آمادہ ہے ۔ ہاں ، تاریخ نے جو موڑ لئے وہ بہت ہی تکلیف‌دہ ہیں ۔ ایسے تمام موڑ ہمیں تکلیف‌دہ طور پر متاثر کر رہے ہیں ۔ جب ۱۹۰۷ ء میں ہم نے استولیپین کے ساتھ ناقابل یقین شرمناک اندرونی عہدنامے پر دستخط کئے اور جب ہم استولیپین دوما کے سورخانے سے گذرنے پر مجبور ہوئے اور شاہی دستاویز (۳۷) پر دستخط کرنے کے بعد ہمیں قانونی پابندیاں برداشت کرنی پڑیں تو ہم اسی چیز سے گزرے تھے جس سے ہم آج گزر رہے ہیں ، لیکن بہت ہی چھوٹے پیمانے پر ۔ اس وقت بھی ان لوگوں نے جو انقلاب کے ہراول کے بہترین فرزندوں میں تھے کہا تھا (اور انھیں بھی مطلق شبہ نہیں تھا کہ وہ صحیح ہیں) : ”ہم خوددار انقلابی ہیں ، ہمیں روسی انقلاب پر اعتماد ہے ، ہم قانونی استولیپین کے اداروں میں ہرگز قدم نہیں رکھیں‌گے“ ۔ اور ہم نے

کہا تھا کہ تم ضرور قدم رکھوگے ۔ تمھارے احتجاج سے زیادہ زبردست عوام کی زندگی ہے ، تاریخ ہے ۔ ہم نے کہا کہ اگر تم ان اداروں میں داخل نہیں ہوئے تو تاریخ ایسا کرنے پر تمہیں مجبور کرے گی ۔ یہ بائیں بازو کے ایسے ہی لوگ تھے ، اور جب تاریخ نے ایک موڑ لیا تو ان کے ایک گروپ کی حیثیت دھوئیں کے علاوہ اور کچھ نہیں رہی ۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ہم نے انقلابی رہنے کی قابلیت کا ثبوت دیا ، سخت حالات میں کام کرنے کی صلاحیت کا ثبوت پیش کیا اور انہیں پار کرکے آگے بڑھے اسی طرح اس وقت بھی سخت حالات کو پار کرکے آگے بڑھیں گے کیونکہ یہ ہماری من کی سوچ نہیں ، خارجی ناگزیری ہے جو ایک انتہائی تباہ شدہ ملک میں پیدا ہوئی ہے ، کیونکہ ہماری خواہشات کے باوجود یورپی انقلاب نے دیر کی ، اور ہماری تمناؤں کے برعکس جرمن سامراجیوں نے ہم پر حملہ کرنے کی جرأت کی ۔

اب ہمیں یہ سیکھنا چاہئے کہ پسپا کیسے ہوتے ہیں ۔ ہم لفاظی سے ناقابل یقین تلخ ، افسوس ناک حقیقت اپنے آپ سے نہیں چھپا سکتے ، ہمیں کہنا چاہئے : خدا کرے کہ ہم نصف ضبط کے ساتھ پسپا ہوں ۔ ہم ضبط کے ساتھ پسپا نہیں ہو سکتے ، لیکن خدا کرے کہ ہماری پسپائی نیم ضابطے سے ہو تاکہ ہمیں کم ازکم جسم کے بیمار حصے کو ایک حد تک جذب کرنے کی تھوڑی بہت مہلت مل جائے ۔ مجموعی طور پر جسم صحت مند ہے ، وہ بیماری سے شفا پالے گا ۔ لیکن آپ یہ امید نہیں کر سکتے کہ شفا فوراً ، یکایک ہوجائے گی ، آپ بھگوڑی فوج کو نہیں روک سکتے ۔ جب میں نے ایک نام نہاد بائیں بازو والے نوجوان دوست سے کہا : ” رفیق ، محاذ پر جائیے اور دیکھئے کہ فوج میں کیا ہو رہا ہے ،، تو اس تجویز پر وہ بگڑ گئے ۔ انہوں نے جواب دیا : ” آپ لوگ ہمیں دور بھیجنا چاہتے ہیں تاکہ ہم یہاں انقلابی جنگ کے عظیم اصولوں کا پرچار نہ کر سکیں ۔ ،، ایسی تجویز کرنے کا میرا ہرگز مقصد یہ نہیں تھا کہ سیاسی مخالف دور بھیج دئے جائیں ، میں نے صرف یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ جائیں اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ فوج نے کس بے نظیر طریقے سے بھاگنا شروع کر دیا ہے ۔ اس سے پہلے بھی ہم یہ جانتے تھے اور اس سے پہلے بھی ہم اس حقیقت کی جانب اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتے تھے کہ فوج کا انتشار اس

غیرمعمولی حد تک پہنچ گیا تھا کہ ہماری بندوقیں کوڑیوں کے مول جرمنوں کو بیچی گئی تھیں - ہمیں یہ معلوم تھا ، اسی طرح جیسے ہم جانتے تھے کہ فوج کو روکا نہیں جا سکتا ، اور یہ دلیل کہ جرمن حملہ نہیں کریں گے بڑی جوئے بازی تھا - اگر یورپی انقلاب کے شروع ہونے میں دیر ہے تو ہمیں سنگین‌ترین شکستوں کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے ، ہمارے پاس تنظیم کی کمی ہے ، کیونکہ اس وقت ہم ان دو مسائل کو حل نہیں کر سکتے - اگر آپ حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال نہیں سکتے ، اگر آپ کیچڑ میں اپنے پیٹ کے بل رینگ نہیں سکتے تو آپ انقلابی نہیں بلکہ باتونی ہیں ، اور یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ میں اسے پسند کرتا ہوں بلکہ ہمارے سامنے اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے ، اور تاریخ ہم پر اس معنی میں مہربان نہیں ہے کہ وہ ہر جگہ بیک وقت انقلاب پختہ کرتی -

واقعات اس طرح رونما ہو رہے ہیں کہ خانہ جنگی سامراج سے تصادم کی کوشش کی طرح شروع ہوئی ہے ، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سامراج سرتاپا سڑگل گیا ہے اور ہر فوج میں پرولیتاری عناصر ابھر رہے ہیں - ہاں ، ہم عالمی انقلاب دیکھیں گے ، لیکن فی‌الحال یہ پریوں کی کہانی ہے ، پریوں کی ایک بے‌حد حسین کہانی — میں سمجھ سکتا ہوں کہ بچے حسین پریوں کی کہانی کیوں پسند کرتے ہیں - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی سنجیدہ انقلابی کو پریوں کی کہانیوں پر یقین کرنا زیب دیتا ہے؟ پریوں کی ہر کہانی میں حقیقت کا ایک عنصر ہوتا ہے : اگر آپ بچوں کو پریوں کی کہانیاں اس طرح نہ سنائیں کہ مرغ اور بلی انسان کی زبان میں بولتے ہیں تو وہ بالکل دلچسپی نہیں لیں گے - اسی طرح اگر آپ لوگوں سے کہیں کہ جرمنی میں خانہ‌جنگی شروع ہو جائے گی اور یہ ضمانت بھی دیں کہ سامراج سے تصادم کے بجائے عالمی پیمانے پر راست انقلاب (۳۸) ہوگا تو لوگ کہیں گے کہ آپ دھوکہ دے رہے ہیں - اس طرح آپ ان مشکلات کو ، جن سے تاریخ نے ہمیں دوچار کیا ہے ، صرف اپنے ذہنوں میں اپنی خواہشات کے مطابق حل کریں گے - یہ اچھی بات ہوگی کہ جرمن پرولیتاریہ عملی اقدام کر سکے - لیکن کیا آپ نے اس کی پیمائش کرلی ہے ، کیا آپ نے ایسا آلہ دریافت کر لیا ہے جو دکھاتا ہے کہ جرمن انقلاب فلاں

دن برپا ہوگا؟ نہیں، آپ یہ نہیں جانتے، اور ہمیں بھی اس کا علم نہیں ہے۔ آپ تاش کے اس پتے پر پوری بازی لگا رہے ہیں — اگر انقلاب برپا ہو گیا تو سب کچھ بچ جائے گا۔ بالکل ٹھیک! لیکن اگر وہ ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہوا، اگر کل اس نے کامیابی حاصل نہیں کی تو پھر؟ تو پھر عوام آپ سے کہیں گے کہ آپ نے جواریوں کا رویہ اختیار کیا تھا — آپ نے ان سعید واقعات پر پوری بازی لگا دی تھی جو رونما نہیں ہوئے، آپ ان حالات کے لئے غیرموزوں ثابت ہوئے جو عالمی انقلاب نہ ہونے کے سبب واقعی پیدا ہوئے تھے، جو ناگزیر طور پر آئے گا، لیکن ابھی تک وہ پختہ نہیں ہوا ہے۔

ایک ایسا دور شروع ہوا ہے جب سرتاپا مسلح سامراج کے ہاتھوں ایسے ملک کو سخت شکستیں کھانی پڑ رہی ہیں جو اپنی فوج سبکدوش کرچکا ہے، جسے سبکدوش کرنا ہی تھا۔ جس بات کی میں نے پیش گوئی کی تھی وہ پوری طرح ثابت ہوئی: بریست امن کی جگہ اب ہمیں کہیں زیادہ ذلت‌آمیز امن قبول کرنا پڑ رہا ہے، اور اس کے ذمے دار وہ لوگ ہیں جنھوں نے اول الذکر امن قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ ہم جانتے تھے کہ فوج کی کمزوری کے سبب ہم سامراج کے ساتھ امن طے کر رہے ہیں۔ ہم میز پر لیب کنیخت کے پہلو بہ پہلو نہیں بلکہ ہوفمان (۳۹) کے ساتھ بیٹھے — اور اس طرح ہم نے جرمن انقلاب کی مدد کی۔ لیکن اب آپ جرمن سامراج کی مدد کر رہے ہیں کیونکہ آپ نے کروڑوں کی قیمت کی بندوقیں اور بم کے گولے سپرد کر دیے، اور ہر شخص جس نے فوج کی یہ حالت — ناقابل یقین حالت — دیکھی تھی وہ اس کی پیش گوئی کر سکتا تھا۔ ہر وہ ایماندار شخص جو محاذ سے آیا اس نے کہا کہ اگر جرمن ذرا بھی حملہ کرتے تو ہم لازمی طور پر اور قطعاً نیست‌ونابود ہو جاتے۔ ہم چند دنوں میں دشمن کا شکار بن جاتے۔

یہ سبق ملنے کے بعد ہم اپنی پھوٹ اور اپنے بحران پر قابو حاصل کر لیں گے، چاہے یہ بیماری کتنی ہی شدید ہو، کیونکہ ایک بے حد قابل اعتبار اتحادی ہماری مدد کرے گا — یہ ہے عالمی انقلاب۔ جب تیلسیت کے معاہدۂ امن (۴۰) کی توثیق کی بات کی جاتی ہے جو ناقابل یقین امن ہے اور بریست امن کے مقابلے میں کہیں زیادہ ذلت‌آمیز

اور قزاقانہ ہے تو میں کہتا ہوں : یقینی ، ہاں۔ ہمیں ایسا کرنا چاہئے کیونکہ ہم معاملات کو عوام کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اکتوبر اور نومبر میں انقلاب کے کامراں دور میں جو طریقۂ کار اندرونی طور پر ایک ملک میں استعمال کیا گیا تھا اس کا اطلاق ہمارے تخیل کے ذریعے عالمی انقلاب کے واقعات کے ارتقا پر کرنے کی کوشش کا لازمی نتیجہ ناکامی ہوگا۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ سانس لینے کی سہلت خیالی پلاؤ ہے ، جب ایک اخبار جو اپنے آپ کو ”کمیونسٹ،، — میرا خیال ہے لفظ ”کمیون،، سے ماخذ ہے — کہتا ہے اور کالم پر کالم سہلت کے نظریے کی تردید کرنے کے لئے بھرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں ایسے بےشمار گٹ‌بند تضادوں اور پھوٹوں سے گزرچکا ہوں اور مجھے اس کا کافی تجربہ ہے ، مجھے یہ کہنا چاہئے کہ میرے ذہن میں یہ بات صاف ہے کہ یہ بیماری پارٹی کی گٹ‌بند پھوٹوں کے پرانے طریقے سے شفا نہیں پائےگی کیونکہ زندگی اسے زیادہ تیزی سے شفا بخشےگی۔ زندگی تیزی سے اپنے قدم بڑھا رہی ہے۔ اس لحاظ سے وہ شاندار کام انجام دیتی ہے۔ تاریخ اپنا انجن اتنی تیزرفتاری سے چلا رہی ہے کہ ”کمیونسٹ،، کے مدیر جب دوسرا شمارہ شائع کریں‌گے تو پیٹروگراد کے مزدوروں کی اکثریت اس کے خیالات سے مایوس ہونا شروع ہوجائےگی ، کیونکہ زندگی ثابت کر رہی ہے کہ سانس لینے کی سہلت ایک حقیقت ہے۔ اب ہم امن کے عہدنامے پر دستخط کر رہے ہیں ، ہمیں سہلت ملےگی ، ہم مادروطن کے بہتر دفاع کے لئے اس سے فائدہ اٹھائیں‌گے — کیونکہ اگر ہم نے جنگ جاری رکھی تو اس کے لئے ہمارے پاس دہشت سے بھاگتی ہوئی فوج ہے جسے ہمارے رفیق روک نہ سکتے ہیں اور نہ روک سکے اس لئے کہ جنگ وعظوں کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہے ، ہزاروں دلائل کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہے۔ کیونکہ وہ خارجی حالت نہیں سمجھتے اس لئے وہ فوج کو نہیں روک سکے اور نہ روک سکتے ہیں۔ اس بیمار فوج نے تمام جسم کو چھوت لگادی اور ہمیں ایک اور بےنظیر شکست کھانی پڑی۔ جرمن سامراج نے انقلاب پر ایک نئی سخت ضرب لگائی ، انتہائی سخت ضرب ، کیونکہ ہم نے سامراج کی ضربوں کا سامنا مشین گنوں کے بغیر کرنے دیا۔ لیکن ہم سانس لینے کے اس وقفے سے فائدہ اٹھائیں‌گے تاکہ عوام کو متحد ہونے اور لڑنے پر آمادہ کر سکیں اور روسی مزدوروں

اور عوام سے کہیں : ” اپنا ڈسپلن قائم کرو ، اسے مضبوط بناؤ ورنہ تمہیں جرمن فوجی جوتے روندتے رہیں گے جیسا کہ اب روند رہے ہیں ، اور تم لازمی طور پر اس وقت تک رندتے رہوگے جب تک کہ عوام لڑنا اور ایسی فوج تخلیق کرنا نہ سیکھ لیں جو دم دبا کر بھاگنے کی نہیں بلکہ بے اندازہ مصائب برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو ،،۔ یہ ناگزیر ہے کیونکہ ابھی تک جرمن انقلاب شروع نہیں ہوا ہے اور ہم اس کی ضمانت بھی نہیں دے سکتے کہ وہ کل شروع ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ سانس لینے کی سہلت کے نظریے کو ، جسے ” کمیونسٹ ،، کے مضامین کا سیلاب بالکل مسترد کر رہا ہے ، خود زندگی پیش کر رہی ہے۔ ہر ایک دیکھ سکتا ہے کہ سہلت ایک حقیقت ہے اور ہر ایک اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ہمیں یقین تھا کہ چند دنوں میں ہم پیتروگراد کو ہاتھ سے کھو دیں گے ، جب پیش قدمی کرتی ہوئی جرمن فوج کو صرف چند دن کا کوچ چاہئے تھا ، جب ہمارے بہترین ملاح اور پوتیلوف کے مزدور (۴۱) اپنے عظیم جوش وخروش کے باوجود تنہا رہے، جب ناقابل یقین انتشار اور دہشت اس قدر چھا گئی کہ ہمارے سپاہی گاتچینا تک بھاگتے رہے ، جب ایسے واقعات پیش آئے کہ ان مورچوں پر ہمارا دوبارہ قبضہ ہوا جنہیں ہم نے کھویا ہی نہ تھا — ایک ٹیلی گراف آپریٹر اسٹیشن آتا ہے اور بورڈ کے سامنے اپنی نشست پر بیٹھ کر یہ تار بھیجتا ہے : ” کوئی جرمن نظر نہیں آتا۔ ہم نے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا ہے۔ ،، چند گھنٹوں کے بعد مجھے فون پر ریلوے کمیسریات سے یہ خبر موصول ہوئی ہے : ” ہم نے اگلے اسٹیشن پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہم یامبرگ کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ کوئی جرمن نظر نہیں آتا۔ ٹیلی گراف آپریٹر اپنی جگہ پر ہے۔ ،، اس قسم کی باتوں سے ہم دوچار ہوئے۔ گیارہ دنوں کی جنگ (۴۲) کی یہ ہے اصلی تاریخ۔ یہ سب ملاحوں اور پوتیلوف کے مزدوروں نے ہم سے بیان کیا جنہیں سوویتوں کی کانگرس میں مدعو کرنا چاہئے۔ انہیں صداقت بتانا چاہئے۔ یہ ایک ہولناک ، تلخ ، مایوس کن ، تکلیف دہ اور شرمناک سچائی ہے ، لیکن کئی سو گنی زیادہ مفید بھی ہے ، اور روسی لوگ اسے سمجھ سکتے ہیں۔

سیری طرف سے ہر شخص کو عالمی راست انقلاب کا خواب دیکھنے کی اجازت ہے ، کیونکہ اسے آنا ہے ۔ ہر چیز اپنے وقت پر آتی ہے ، لیکن فی‌الحال سب سے پہلے ڈسپلن قائم کرنے اور احکام بجا لانے کا کام کیجئے تا کہ ہمارے پاس مثالی نظم ہو ، تا کہ مزدور چوبیس گھنٹوں میں سے کم‌از کم ایک گھنٹہ جنگی تربیت حاصل کر سکیں ۔ یہ حسین پریوں کی کہانیاں سنانے سے ذرا زیادہ مشکل کام ہے ۔ اسے ہم آج کر سکتے ہیں ، اس طرح آپ جرمن انقلاب کی ، عالمی انقلاب کی مدد کر سکتے ہیں ۔ ہمیں نہیں معلوم کہ مہلت کتنے دنوں تک رہےگی ، لیکن وہ ہمیں مل گئی ہے ۔ ہمیں فوج کو جتنی جلد ہو سکے سبکدوش کر دینا چاہئے ، کیونکہ یہ ایک بیمار عضو ہے ، اس اثنا میں ہم فنلینڈ کے انقلاب کی مدد کریں‌گے ۔

ہاں ، بلاشبہ ہم عہدنامے کی خلاف‌ورزی کر رہے ہیں ، ہم نے تیس یا چالیس بار اس کی خلاف‌ورزی کی ہے ۔ صرف بچے ہی یہ سمجھنے سے قاصر رہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں جب نجات کا ایک طویل اور تکلیف دہ دور شروع ہو رہا ہے ، جس نے صرف ابھی سوویت اقتدار کو جنم دیا ہے اور اس کے ارتقا کی تین منزلوں کے ذریعے اسے بلند کیا ہے — صرف بچے ہی یہ سمجھنے سے قاصر رہ سکتے ہیں کہ ایسی صورت میں طویل ، چوکس جدوجہد لازمی ہے ۔ امن کا شرمناک عہدنامہ احتجاج پیدا کر رہا ہے ، لیکن جب ”کمیونسٹ“ کے رفیق جنگ کی بات کرتے ہیں تو وہ جذبات سے کھیلتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ لوگ غصے کے سارے اپنی مٹھیاں بھینچے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں میں اپنے نوجوانوں کا خون ہے ۔ اور ”کمیونسٹ“ کے رفیق کیا کہہ رہے ہیں ؟ ”طبقاتی شعور رکھنےوالا انقلابی کبھی یہ برداشت نہیں کریگا ، وہ کبھی ایسی ذلت قبول نہیں کرےگا ۔“ ان کے اخبار کا نام ”کمیونسٹ“ ہے لیکن ہونا چاہئے تھا ”شلیاختیچ“* کیونکہ وہ چیزوں کو شلیاختیچ کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے جو ایک حسین انداز میں مر رہا ہے ، اس کا ہاتھ تلوار پر ہے اور وہ کہتا ہے : ”امن ذلت‌آمیز ہے ، جنگ قابل تعظیم ہے ۔“ وہ شلیاختیچ کے نقطۂ

---

* شلیاختیچ — ایک پولستانی رئیس ۔ (مترجم)

نظر کی بنا پر بحث کرتے ہیں اور میری بحث کی بنیاد کسان کا نقطۂ نظر ہے۔

اگر میں اس وقت امن قبول کرتا ہوں جب فوج بھاگ رہی ہے، اسے بھاگنا ہی چاہئے اگر وہ ہزاروں جانیں ضائع کرنا نہیں چاہتی، تو میں اس واسطے اسے قبول کرتا ہوں کہ چیزوں کو بدتر ہونے سے روکا جا سکے۔ کیا عہدنامہ واقعی شرمناک ہے؟ ہر ذی فہم کسان اور مزدور کہے گا کہ میں ٹھیک ہوں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امن قوتیں جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔ تاریخ میں یہ موجود ہے — اسی کا میں ایک بار سے زیادہ حوالہ دے چکا ہوں — تیلسیت کے معاہدۂ امن کے بعد نپولین سے جرمنوں کی آزادی کا واقعہ۔ میں نے اس امن کو جان بوجھ کر تیلسیت کا امن کہا ہے، اگرچہ ہم نے وہ باتیں پوری کرنے کا ذمہ نہیں لیا ہے جو اس عہدنامے میں شامل تھیں، ہم نے یہ ذمہ نہیں لیا کہ دوسری قوموں کو مغلوب کرنے میں فاتح کی امداد کے لئے سپاہی فراہم کریں گے — تاریخ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں اور یہ ہمارے ہاں بھی ہوں گے اگر ہم میدانی عالمی انقلاب پر تکیہ کرتے رہے تو۔ اس کا خیال رکھیے کہ تاریخ آپ پر فوجی غلامی کی یہ شکل بھی نہ ٹھونسے، اور قبل اس کے کہ اشتراکی انقلاب تمام ملکوں میں کامیاب ہو سوویت ریپبلک غلامی میں نہ بدل جائے۔ تیلسیت میں نپولین نے جرمنوں کو ناقابل یقین شرمناک شرائط قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور اس امن پر کئی بار دستخط ہوئے۔ اس زمانے کے ہوفمان نے — یعنی نپولین نے — جرمنوں کو امن کے عہدنامے کی خلاف‌ورزی کرتے ہوئے کئی بار پکڑا اور موجودہ ہوفمان بھی ہماری اسی طرح گرفت کرے گا۔ صرف ہم اس کی احتیاط کریں گے کہ وہ ہمیں جلد نہ پکڑے۔

گذشتہ جنگ نے روسی عوام کو تکلیف دہ لیکن سنجیدہ سبق سکھایا۔ اس نے انھیں منظم ہونا، ضبط پیدا کرنا، قانون پر عمل کرنا، قابل مثال ڈسپلن قائم کرنا سکھایا۔ جرمنوں سے ڈسپلن سیکھیئے، اگر ایسا نہیں کیا تو عوام کی حیثیت سے ہم تباہ ہو جائیں گے، ہم ہمیشہ غلام بنے رہیں گے۔

تاریخ کا دھارا ایسا اور صرف ایسا ہی رہا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ امن جنگ کے لئے سانس لینے کا وقفہ ہے، اور جنگ نسبتاً بہتر

یا نسبتاً بدتر امن حاصل کرنے کا ذریعہ ۔ بریست میں قوتوں کا توازن ایسے امن کے مطابق تھا جو شکست کھائے ہوئے فریق کے گلے منڈھا گیا ، لیکن وہ ذلت‌آمیز امن نہیں تھا ۔ پسکوف میں قوتوں کے توازن نے امن کو شرمناک اور زیادہ ذلت‌آمیز بنا دیا ، اور اگلی منزل پر پیتروگراد اور ماسکو میں جو امن ہم پر عائد کیا جائے گا وہ کئی گنا ذلت‌آمیز ہوگا ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ سوویت اقتدار صرف ایک شکل ہے ، جیسا کہ ماسکو کے ہمارے نوجوان دوستوں نے کہا * ، اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ مافیہہ کو کسی انقلابی اصول پر قربان کیا جا سکتا ہے ۔ ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ روسی عوام کو یہ سمجھنے دیجئے کہ انہیں منضبط اور منظم ہونا چاہئے ، تب وہ تیلسیت امن کے تمام عہدناموں کو برداشت کرلیں گے ۔ آزادی کی جنگوں کی پوری تاریخ دکھاتی ہے کہ جب ان جنگوں میں وسیع پیمانے پر عوام حصہ لیتے ہیں تو آزادی جلد حاصل ہوتی ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ چونکہ تاریخ اس سمت میں بڑھتی ہے ، ہم ایسی حالت سے دوچار ہوں گے جب امن جنگ میں بدل جائے ، اور یہ آئندہ چند دنوں میں ہو سکتا ہے ۔ ہر شخص کو تیار رہنا چاہئے ۔ مجھے اس میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے کہ جرمن ناروا کے قریب تیاری کررہے ہیں ، اگر یہ صحیح ہے کہ اخباروں کی اطلاعات کے مطابق اس پر قبضہ نہیں کر لیا گیا ہے ، اگر ناروا میں نہیں تو اس کے نزدیک ، اگر پسکوف میں نہیں تو اس کے قریب جرمن دوسری جست میں پیتروگراد پر قبضہ کرنے کےلئے اپنی باقاعدہ سپاہ جمع کر رہے ہیں اور اپنی ریلیں تیار کر رہے ہیں ۔ اور یہ درندہ خوب جست لگاتا ہے ۔ وہ یہ ثابت کر چکا ہے ۔ وہ پھر جست لگائے گا ۔ اس بارے میں شبہے کی مطلق گنجائش نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں تیار رہنا چاہئے ، جھنڈے لہرانے کے بجائے ہمیں مہلت کے ایک دن سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے کیونکہ پیتروگراد کو خالی کرنے کے واسطے ہم ایک دن کی مہلت سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ، جس پر اگر قبضہ ہو گیا تو اس سے ہمارے لاکھوں پرولیتاریہ کو بےمثال صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں گی ۔ میں دہراتا ہوں کہ میں عہدنامے پر دستخط

* ملاحظہ ہو اسی ایڈیشن کے صفحات ۶۵ — ۶۷ (ایڈیٹر) ۔

کرنے کےلئے تیار ہوں اور ایسا کرنا اپنا فرض تصور کرتا ہوں اگرچہ وہ بیس گنا یا سو گنا بھی زیادہ ذلت‌آمیز ہے تاکہ پیتروگراد کو خالی کرنے کےلئے کم‌ازکم چند دن مل سکیں ، کیونکہ اس طرح میں مزدوروں کے مصائب میں کمی کر دوں‌گا ورنہ وہ جرمنوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ جائیں‌گے ، اس طرح میں پیتروگراد سے تمام سامان ، بارود وغیرہ ہٹا سکوں‌گا جس کی ہمیں ضرورت ہے ، اور یہ سب اس لئے کہ میں دفاع پسند ہوں کیونکہ میں فوج منظم کرنے کا حامی ہوں ، انتہائی دور عقب تک میں جہاں ہماری موجودہ سبکدوش بیمار فوج شفا پا رہی ہے۔

ہم نہیں جانتے کہ مہلت کتنی ہوگی — ہم حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں‌گے۔ ہو سکتا ہے کہ مہلت طویل ہو ، یا صرف چند دن باقی رہے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے ، اسے نہ کوئی جانتا ہے اور نہ جان سکتا ہے ، کیونکہ بڑی طاقتیں کئی محاذوں پر پھنسی ہوئی ہیں ، پابند ہیں ، وہاں لڑنے پر مجبور ہیں۔ ہوفمان کا رویہ اگر ایک طرف اس کا پابند ہے کہ سوویت ریپبلک کو مسمار کر دیا جائے تو دوسری طرف اس کا بھی کہ اسے کئی محاذوں پر لڑنا ہے ، اور تیسری طرف یہ حقیقت کہ جرمنی میں انقلاب پختہ ہو رہا ہے۔ اور ہوفمان کو یہ معلوم ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا دعوی ہے کہ وہ اس لمحے پیتروگراد اور ماسکو پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ یہ کل کر سکتا ہے ، یہ بالکل ممکن ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ایسے وقت جب فوج صریحاً بیمار ہے ، جب ہم ایک ایک لمحہ استعمال کر رہے ہیں خواہ کچھ بھی ہو تاکہ کم‌ازکم ایک ہی دن کی مہلت مل جائے ، ہم کہتے ہیں کہ ہر اس سنجیدہ انقلابی کو جس کا عوام سے تعلق ہے اور جو جانتا ہے کہ جنگ کیا ہے ، عوام کیا ہیں لوگوں کو ضبط میں لانا چاہئے ، ان کے زخم بھرنا چاہئے ، انہیں نئی جنگ کےلئے ابھارنا چاہئے — یہ ہر انقلابی تسلیم کرےگا کہ ہم صحیح ہیں ، وہ یہ مانےگا کہ کوئی بھی شرمناک امن مناسب ہے کیونکہ یہ پرولیتاری انقلاب اور روس کے احیاًنو کے مفاد میں ہے ، کیونکہ اس سے بیمار عضو سے نجات ملنے میں مدد ملےگی۔ جیسا کہ ہر ذی فہم شخص سمجھتا ہے ، امن کے اس عہدنامے پر دستخط کرکے ہم اپنے مزدوروں کے انقلاب کو نہیں روکتے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ جرمنوں کے ساتھ امن طے کرکے ہم

فوجی امداد دینا بند نہیں کرتے، ہم فنلینڈوالوں کو ہتیار بھیج رہے ہیں لیکن فوجی دستے نہیں جو کارآمد ثابت نہیں ہوئے۔

ہو سکتا ہے کہ ہم جنگ قبول کر لیں، یہ ممکن ہے کہ کل ہم ماسکو حوالے کر دیں اور پھر حملہ شروع کریں۔ اگر لوگوں کے مزاج میں ضروری تبدیلی واقع ہو جائے تب ہی ہم دشمن کی فوج کے خلاف اپنی فوج کھڑی کر سکتے ہیں۔ یہ تبدیلی بڑھ رہی ہے اور غالباً، اس میں کافی وقت لگے، لیکن وہ ضرور آئے گی جب عظیم عوام ایسی باتیں نہیں کہیں گے جو آج وہ کہہ رہے ہیں۔ میں ان کی سخت‌ترین شرائط اس لئے قبول کرنے پر مجبور ہوں کہ میں خود اپنے آپ سے بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا وقت آچکا ہے۔ جب احیاءٔنو کا وقت آئے گا تو ہر شخص یہ محسوس کرے گا اور دیکھے گا کہ روسی احمق نہیں ہیں وہ سمجھے گا کہ وقتی طور پر ہمیں ضبط سے کام لینا چاہئے، اور اس نعرے کو عملی جامہ پہنانا چاہئے — اور یہی ہماری پارٹی کانگریس اور سوویتوں کی کانگریس کا بھی بنیادی فریضہ ہے۔

ہمیں نئے طریقے سے کام کرنا سیکھنا چاہئے۔ یہ سب سے زیادہ مشکل بات ہے لیکن بالکل مایوس کن بھی نہیں ہے۔ اس سے سوویت اقتدار منہدم نہیں ہوگا، اگر اس کا انہدام ہم نے اپنے ہاتھوں سے صریحاً بےمعنی مہم پسندی کے ذریعہ نہیں کیا تو۔ وقت آئے گا جب لوگ کہیں گے، اب ہم اپنے کو مزید اذیتیں دینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن یہ صرف اس وقت ہوسکتا ہے جب ہم اس مہم‌پسندی پر راضی نہ ہوں بلکہ سخت حالات میں اور بےنظیر ذلت‌آمیز عہدنامے کے تحت اپنے آپ کو کام کرنے کا اہل ثابت کریں جس پر ہم نے ابھی ابھی دستخط کئے ہیں، کیونکہ جنگ یا ان کا عہدنامہ ایسا تاریخی بحران حل نہیں کر سکتا۔ اپنی شاہی تنظیم کے باعث جرمن عوام ۱۸۰۷ ء میں غلامی کی زنجیروں سے جکڑ دئے گئے، کیونکہ جب کئی ذلت‌آمیز ان کے عہدناموں کے بعد، جو پہلے مہلتوں میں تبدیل ہوئے اور پھر ذلتوں اور خلاف‌ورزیوں میں، انہوں نے تیلسیت کے ان پر دستخط کئے۔ عوام کی سوویت تنظیم ہمارا فریضہ زیادہ آسان بنائے گی۔

ہمارا صرف ایک نعرہ ہونا چاہئے — جنگ کا فن ٹھیک طرح سیکھنا اور ریلوں کو باقاعدہ رکھنا۔ ریلوں کے بغیر اشتراکی انقلابی جنگ

لڑنا سراسر غداری ہوگی۔ ہمیں نظم قائم کرنا چاہئے ، ہمیں وہ تمام توانائی اور تمام قوت پیدا کرنی چاہئے جو انقلاب کے اندر سے بہترین عناصر ابھارے۔

اگر آپ کو سانس لینے کے لئے ایک گھنٹے کی بھی مہلت ملے تو اسے مضبوطی سے تھام لیجئے تاکہ آپ دور دراز عقب سے رابطہ قائم کر سکیں اور وہاں نئی فوج منظم کریں۔ ان خوش‌فہمیوں کو خیرباد کہدیجئے جن کے سبب زندگی کے حقائق نے آپ کو سزا دی اور مستقبل میں وہ اور زیادہ بےدردی سے آپ کو سزا دیں‌گے۔ ہمارے سامنے انتہائی تکلیف‌دہ شکستوں کا دور ہے ، اس وقت وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اسے ہمیں ملحوظ رکھنا چاہئے ، ہمیں غیرقانونی حالات میں ، جرمنوں کی براہ‌راست غلامی کے حالات میں ثابت‌قدمی سے کام کرنے کےلئے تیار ہونا چاہئے — اس پر حسین پردہ ڈالنا فضول ہے ، یہ حقیقی تیلسیت کا امن ہے۔ اگر ہم اس طرح کام کر سکیں تو شکستوں کے باوجود ہم مکمل اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ فتح ہماری ہوگی۔ (تالیاں)

’’ پراودا ،، کے شمارے ۴۵ میں ۹ مارچ (۲۴ فروری) ۱۹۱۸ ء کو مختصر اخباری رپورٹ کی شکل میں شائع ہوئی۔

۱۹۲۸ ء میں ’’ کل روس کمیونسٹ پارٹی (بولشویک) کے اجلاس اور کانفرنسوں کی رودادیں۔ مارچ ۱۹۱۸ ء کو ساتویں کانگریس ،، نامی کتاب میں مکمل شائع ہوئی۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۶، صفحات ۲۶ — ۳۔

(۲)

مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ کے متعلق بحث پر آخری کلمات

۸ مارچ

رفیقو، مجھے چند نسبتاً کم اہم آرا و خیالات سے، اختتام سے شروع کرنے کی اجازت دیجئے۔ رفیق بوخارین نے اپنی تقریر کے آخر میں ہمارا مقابلہ پیتلورا (۴۳) تک سے کر ڈالا۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ واقعی ایسا ہے تو پھر وہ ایک ہی پارٹی میں ہمارے ساتھ کیوں ہیں؟ کیا یہ لفاظی نہیں ہے؟ واقعی اگر معاملات ایسے ہی ہوتے جیسا کہ انھوں نے کہا تو ہم ایک ہی پارٹی کے ممبر نہیں ہوتے۔ یہ حقیقت کہ ہم ساتھ ہیں دکھاتی ہے کہ ہم بوخارین سے ۹۰ فیصدی متفق ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انھوں نے یوکرین کے ساتھ غداری کرنے کی ہماری خواہش کے سلسلے میں انقلابی لفاظی سے کام لیا۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی صریح احمقانہ بات پر مزید گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں رفیق ریازانوف کو جواب دینا چاہتا ہوں — اور یہاں میں یہ کہوں گا کہ اسی طرح جیسے کہ ایک استثنی جو دس برس میں ایک بار ظہور میں آتا ہے لیکن قاعدے کو ثابت کرتا ہے — اسی طرح رفیق ریازانوف کی زبان سے اتفاق سے ایک سنجیدہ بات نکل گئی۔ (تالیاں۔) انھوں نے کہا کہ لینن وقت حاصل کرنے کےلئے علاقے کو حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تقریباً فلسفیانہ دلیل ہے۔ اس مرتبہ اتفاق ایسا ہوا کہ ہم نے رفیق ریازانوف کی زبان سے ایک سنجیدہ بات سنی۔ یہ صحیح ہے

کہ یہ ایک جملہ ہی تھا ۔ لیکن پوری طرح حقیقت کا اظہار کرتا ہے : وقت حاصل کرنے کی خاطر میں اصل فاتح کو علاقہ حوالے کرنا چاہتا ہوں ۔ اصل نکتہ یہی اور صرف یہی ہے ۔ اس کے علاوہ اور سب لفاظی ہے — انقلابی جنگ کی ضرورت ، کسانوں کو بیدار کرنا وغیرہ ۔ جب رفیق بوخارین معاملات کا تصور اس طرح کرتے ہیں گویا کہ جنگ ممکن ہونے کے متعلق دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں اور کہتے ہیں '' کسی بھی سپاہی سے پوچھ لیجئے ،، (میں نے ان کے یہ الفاظ ہوبہو لکھ لئے تھے)— چونکہ وہ معاملے کو اس طرح پیش کرتے ہیں اور کسی بھی سپاہی سے پوچھنا چاہتے ہیں تو میں انہیں یہ جواب دوں گا : جس '' کسی بھی سپاہی ،، سے میں نے بات کی وہ فرانسیسی افسر نکلا (۴۴) ۔ فرانسیسی افسر نے جب مجھے دیکھا تو ظاہر ہے کہ اس کی آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں اڑ رہی تھیں — کیا میں نے جرمنوں کے ہاتھوں روس نہیں بیچ دیا تھا؟ — اور اس نے کہا : '' میں شاہ‌پرست ہوں ، میں فرانس میں بھی بادشاہت کا علم‌بردار ہوں ، جرمنی کی شکست چاہتا ہوں ، اس لئے آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں سوویت اقتدار کا حامی ہوں ۔ اگر وہ شاہ‌پرست ہے تو کیوں حمایت کرے گا ؟ لیکن آپ کے بریست عہدنامے پر دستخط کرنے کا حامی ہوں کیوں‌کہ یہ ضروری ہے ۔ ،، تو یہ رہا '' کسی بھی سپاہی سے پوچھنا ،، ۔ جو کچھ میں نے کہا ہے کوئی بھی سپاہی ایسا ہی کہے‌گا — ہم بریست عہدنامے پر دستخط کرنے کےلئے مجبور تھے ۔ اب اگر بوخارین کی تقریر سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان اختلافات بڑی حدتک کم ہو گئے ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے حامی اس خاص نکتے پر پردہ ڈال رہے ہیں جس پر ہمارے اختلافات ہیں ۔

اب اگر بوخارین عوام کو پست‌ہمت بنانے پر ہمارے خلاف گرج رہے ہیں تو وہ بالکل درست ہیں ، لیکن وہ ہم پر نہیں بلکہ خود اپنے اوپر حملہ کر رہے ہیں ۔ کس نے مرکزی کمیٹی کے اندر الجھنیں پیدا کیں ؟ آپ نے رفیق بوخارین (قہقہے) ۔ آپ کتنے ہی زور سے '' نہیں ،، کیوں نہ چلائیں سچائی منظرعام پر آئےگی ، یہاں پر ہم ایک رفیقانہ خاندان کی طرح ہیں ، یہاں ہم اپنی کانگریس میں ہیں ، ہمیں کوئی بھی چیز چھپانے کی ضرورت نہیں ہے ، سچائی کو ضرور بیان کرنا

7*

چاهئے ۔ اور صداقت یہ ہے کہ مرکزی کمیٹی میں تین رجحانات تھے ۔ ۱۷ فروری کو لوموف اور بوخارین نے ووٹ نہیں دیا ۔ میں نے کہا ہے کہ رائےشماری کی روئداد شائع کی جائے اور اس کی نقلیں تیار کی جائیں تاکہ ہر پارٹی ممبر اگر چاہے تو سکریٹیریٹ میں جا سکے اور رائے شماری دیکھ سکے ۔ ۲۱ جنوری کی تاریخی رائےشماری جو دکھاتی ہے کہ انھوں نے لغزش کی ہم نے نہیں ، بالکل نہیں ، ہم نے کہا : " ہمیں بریست امن قبول کر لینا چاہئے — اس سے بہتر تمھیں کوئی اور چیز نہیں ملےگی — تاکہ ہم انقلابی جنگ کےلئے تیاری کر سکیں ۔ " اب ہمیں پیتروگراد کو خالی کرنے کےلئے پانچ دن مل گئے ھیں ۔ اب وہ اپیل بھی شائع ہو چکی ہے جس پر کریلینکو اور پودووئسکی (۴۵) کے دستخط ھیں ۔ ان کا بائیں‌بازو والوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا ، بوخارین نے یہ کہہ کر ان کی توھین کی کہ کریلینکو کو " گھسیٹا " گیا ہے گویا کہ جو کچھ کریلینکو نے رپورٹ کیا وہ ھماری اختراع تھی ۔ جو کچھ انھوں نے کہا اس سے ھمیں پورا اتفاق تھا ، یہ تھے معاملات ، کیوں‌کہ جو کچھ میں نے کہا تھا اس کا ثبوت ان فوجیوں نے پیش کیا تھا ، اور آپ نے یہ کہہ کر معاملے کو ٹال دیا کہ جرمن حملہ نہیں کریں‌گے ۔ اس حالت کا اکتوبر سے کیسے مقابلہ کیا جا سکتا ہے جب اسلحات کا سوال ھی پیدا نہیں ہوا تھا ؟ اگر آپ حقائق کا لحاظ کرنا چاھتے ھیں تو اس کا لحاظ کیجئے — اس بیان پر اختلاف شروع ہوا کہ ہم ایسی جنگ نہیں چھیڑ سکتے جو سراسر ھمارے لئے نقصان‌دہ ہے ۔ جب رفیق بوخارین نے اپنی اختتامی تقریر اس گرجدار سوال سے شروع کی " کیا مستقبل‌قریب میں جنگ ممکن ہے ؟ " تو اس پر مجھے سخت تعجب ہوا ۔ میں نے بلا پس‌وپیش جواب دیا کہ ہاں ، یہ ممکن ہے ، لیکن آج ہمیں امن قبول کرنا چاھئے ۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے ۔

ان مختصر ملاحظات کے بعد اب میں پچھلے مقررین کو تفصیلی جواب دوں‌گا ۔ جہاں تک رادیک کا تعلق ہے انھیں میں مستثنی قرار دیتا ہوں ۔ لیکن ایک دوسری تقریر بھی تھی ، رفیق اوریتسکی کی ۔ ان کی تقریر میں کانوسا ، (۴۶) " غداری " ، " پسپا ہو گئے " ، " تھالی کے بینگن بن گئے " کے علاوہ اور تھا کیا ؟ کیا آپ نے یہ تنقید

بائیں بازو کے اشتراکی انقلابی اخبار سے تو مستعار نہیں لی ہے ؟ رفیق بوبنوف نے ہمیں وہ بیان پڑھ کر سنایا جسے مرکزی کمیٹی کو ان ممبروں نے پیش کیا تھا جو اپنے آپ کو بہت بائیں بازو والے تصور کرتے ہیں اور جنھوں نے تمام دنیا کے سامنے اس ممتاز مثال کا مظاہرہ کیا : ''مرکزی کمیٹی کا رویہ بین الاقوامی پرولیتاریہ پر ضرب لگا رہا ہے ،،۔ کیا یہ کھوکھلی لفاظی کے علاوہ اور کچھ ہے ؟ '' یہ تمام دنیا کی نظروں کے سامنے کمزوری کا مظاہرہ کرنا ہے ! ،، ہم کس طرح مظاہرہ کر رہے ہیں ؟ امن کی تجویز کرکے ؟ کیونکہ ہماری فوج بھاگ کھڑی ہوئی ہے ؟ کیا ہم نے یہ ثابت نہیں کیا کہ اس لمحے جرمنی کے ساتھ جنگ چھیڑنے اور بریست امن قبول نہ کرنے کا مطلب دنیا کو یہ دکھانا ہوگا کہ ہماری فوج بیمار ہے اور لڑنا نہیں چاہتی ؟ جب بوبنوف نے یہ دعوی کیا کہ پس و پیش بالکل ہماری پیدا کی ہوئی ہے تو یہ بالکل کھوکھلا تھا ، یہ اس وجہ سے ہوا کہ ہماری فوج بیمار ہے۔ دیر یا سویر مہلت ملنا ہی تھی۔ اگر ہماری حکمت عملی صحیح ہوتی تو ہمیں ایک ماہ سانس لینے کی مہلت مل جاتی ، لیکن کیونکہ آپ کی حکمت عملی غلط تھی تو ہمیں صرف پانچ دن ملے ہیں — یہ بھی غنیمت ہے۔ جنگوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ بعض اوقات حواس باختہ فوج کو روکنے کےلئے چند دن بھی کافی ہوتے ہیں۔ جو شخص اس وقت یہ شیطانی امن قبول نہیں کرتا ، اس پر دستخط کرنے کو تیار نہیں ہے وہ لفاظی میں استاد ہے، حکمت عملی کا ماہر نہیں۔ اور یہ افسوسناک ہے۔ جب مرکزی کمیٹی کے ارکان سجھے '' کمزوری کے مظاہرے ،، ، '' غداری ،، کی بابت لکھتے ہیں تو وہ انتہائی ضرررسان ، کھوکھلی اور طفلانہ لفاظی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی کمزوری کا مظاہرہ اس وقت لڑنے کی کوشش کرکے کیا جب مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے تھا ، جب ہمارے خلاف حملہ ناگزیر تھا۔ جہاں تک پسکوف کے کسانوں کا تعلق ہے ہم انہیں سوویتوں کی کانگریس میں یہ سنانے کے لئے بلائیں گے کہ جرمنوں کا عوام کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے تاکہ وہ خوف زدہ بھگوڑے سپاہی کا مزاج بدل سکیں ، اس کا خوف دور ہو اور وہ کہیں : '' یہ وہ جنگ نہیں ہے جسے بولشویکوں نے ختم کرنے کا وعدہ کیا تھا ، یہ تو نئی جنگ ہے جسے جرمن سوویت اقتدار کے خلاف

کر رہے ہیں۔ ،، تب صحت‌یابی حاصل ہوگی۔ لیکن آپ جو سوال اٹھا رہے ہیں اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ یہ سہلت کب ختم ہوگی۔

اب مجھے ساتھی تروتسکی کے نقطہ‌ٔنظر کے متعلق کچھ کہنا چاہئے۔ ان کی سرگرمیوں کے دو پہلو ہیں۔ جب انہوں نے بریست میں گفت‌وشنید شروع کی اور پروپیگنڈے کےلئے اس کا خوبی کے ساتھ استعمال کیا تو ہم سب نے ساتھی تروتسکی کی حمایت کی۔ انہوں نے میرے ساتھ اپنی بات‌چیت کے ایک حصے کا حوالہ دیا ہے، لیکن میں یہاں یہ اضافہ کر دوں کہ ہمارے درمیان سمجھوتہ ہوا تھا کہ ہم اس وقت تک ڈٹے رہیں‌گے جب تک کہ جرمن الٹی‌میٹم نہ دے دیں، اور الٹی‌میٹم کے بعد ہم مطالبات مان لیں‌گے۔ جرمنوں نے ہمیں دھوکہ دیا۔ انہوں نے ہم سے ۷ دنوں میں سے ۵ دن چھین لئے (۴۷)۔ تروتسکی کا طریقہ‌ٔکار اس وقت تک صحیح تھا جب تک اس کا مقصد معاملات کو طول دینا تھا، لیکن وہ اس وقت غلط ہوگیا جب یہ اعلان کیا گیا کہ جنگ کی حالت ختم ہو گئی لیکن امن پر دستخط نہیں ہوئے۔ میں نے بالکل واضح طور پر تجویز کیا تھا کہ امن طے کیا جائے۔ ہمیں بریست امن سے بہتر کوئی اور چیز نہیں مل سکتی تھی۔ اب یہ ہر شخص پر واضح ہے کہ اس طرح ہمیں ایک مہینے کی سہلت مل جاتی اور ہم کچھ بھی ضائع نہ کرتے۔ چونکہ تاریخ کا دھارا اسے بہا چکا ہے تو اسے یاد کرنا بےسود ہے، لیکن بوخارین کے یہ کہنے پر ہنسی آتی ہے: ’’زندگی ثابت کریگی کہ ہم صحیح تھے۔ ،، میں صحیح تھا کیونکہ میں نے بہت پہلے ۱۹۱۵ء میں لکھا تھا: ’’ہمیں جنگ لڑنے کی تیاری کرنا چاہئے، وہ ناگزیر ہے، وہ آنےوالی ہے، وہ آئےگی * ،،۔ لیکن ہمیں امن کو قبول کرنا تھا اور فضول ڈینگیں مارنے کی کوشش نہیں کرنی تھی۔ اور چونکہ جنگ آنےوالی ہے اس لئے اور بھی زیادہ ضروری تھا کہ امن کو قبول کیا جائے۔ اب ہم پیتروگراد کا انخلا آسان کر رہے ہیں۔ ہم اسے آسان کر چکے ہیں — یہ ایک حقیقت ہے۔ جب ساتھی تروتسکی یہ نیا مطالبہ کرتے ہیں: ’’وعدہ کرو کہ وینی‌چینکو (۴۸) کے ساتھ امن

---

* یہاں ذکر ہے لینن کے مضمون ’’کئی مقالے ،، کا (ایڈیٹر)۔

طے نہیں کروگے ،، تو میں جواب دیتا ہوں کہ یہ ذمےداری میں کسی حالت میں بھی قبول نہیں کروں‌گا۔ اگر کانگریس یہ ذمےداری قبول کرتی ہے تو نہ میں اور نہ میرے ہم‌خیال اس کے لئے جوابدہ ہونگے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک رسمی فیصلے سے ہم پھر اپنے ہاتھ پیر باندھ لیں‌گے اور داؤپیچ کے واضح راستے پر چلنے کی کوشش نہیں کریں‌گے — جب ممکن ہو تو پسپائی ، اور کبھی کبھی حملہ۔ جنگ کے زمانے میں رسمی فیصلوں سے اپنے ہاتھ پیر کبھی نہ باندھنے چاہئے۔ جنگوں کی تاریخ سے ناواقفیت ، اس سے لاعلمی کہ عہدنامہ قوت جمع کرنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے مضحکہ‌خیز بات ہے — میں پروشیا کی تاریخ بیان کر چکا ہوں۔ بعض لوگ بالکل بچوں کی طرح ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے عہدنامے پر دستخط کر دیے تو اس کا مطلب اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھوں بیچ دینا ہے اور دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔ جب جنگوں کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے کہ شکست کے بعد عہدنامے پر دستخط کرنے کا مقصد قوت جمع کرنا ہے تو یہ خیال اور بھی مضحکہ‌خیز ہو جاتا ہے۔ تاریخ میں اس کی مثالیں ملتی ہیں جب ایک جنگ کے فوراً بعد دوسری جنگ شروع ہوئی ، ہم یہ سب بھول چکے ہیں ، ہم دیکھتے ہیں کہ پرانی جنگ ... * میں بدل رہی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو رسمی فیصلوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے باندھ سکتے ہیں اور پھر تمام ذمےدار عہدے بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابیوں کو دے سکتے ہیں۔ ہم یہ ذمےداری قبول نہیں کریں‌گے۔ اس مسئلہ پر پھوٹ کی مطلق خواہش نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ زندگی آپ کو سکھائے‌گی — ۱۲ مارچ زیادہ دور نہیں ہے (۴۹) ، آپ کو کافی مواد مل جائے گا۔

ساتھی تروتسکی کہتے ہیں کہ یہ سراسر غداری ہوگی۔ میری رائے میں یہ بالکل غلط نقطۂ‌نظر ہے۔ اسے ٹھوس بنیاد پر ثابت کرنے کےلئے میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں : دو آدمی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ، ان پر دس آدمی حملہ کرتے ہیں ، ایک آدمی مقابلہ کرتا ہے اور دوسرا بھاگ جاتا ہے — یہ غداری ہے۔ لیکن فرض کیجئے کہ

---

* لفظ بہ لفظ لکھی ہوئی روئداد میں چند الفاظ غائب ہیں (ایڈیٹر)۔

دو فوجیں ھیں جو ایک ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ھیں اور ان کے خلاف ۵ فوجیں لڑ رھی ھیں ۔ ایک فوج کو دو لاکھ گھیر لیتے ھیں اور دوسری فوج کو اس کی مدد کرنا ھے ۔ یہ جانتے ھوئے کہ باقی تین لاکھ دشمن سپاھی گھات میں اسے پھانسنے کےلئے بیٹھے ھیں کیا دوسری فوج کو پہلی فوج کی مدد کےلئے جانا چاھئے ؟ ھرگز نہیں ۔ یہ نہ غداری ھے اور نہ بزدلی ۔ تعداد کے معمولی اضافے نے تمام تصورات بدل دئے، یہ ایک عام سپاھی بھی جانتا ھے ۔ یہ کوئی ذاتی رائے کا معاملہ نہیں ھے ۔ اس طرح عمل کرکے میں اپنی فوج بچا لیتا ھوں ، دوسری فوج پکڑ لی جائے، میں اپنی فوج محفوظ رکھ سکوں گا ، میرے اتحادی ھیں، میں اتحادیوں کے آنے تک انتظار کروں گا ۔ دلیل پیش کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ھے ۔ جب فوجی دلائل دوسری باتوں کے ساتھ گڈمڈ کر دیے جاتے ھیں تو پھر کھوکھلی لفاظی کے علاوہ اور کچھ نہیں رھتا ۔ سیاست کی جانب ایسا طرز عمل اختیار نہیں کیا جاتا ۔

جو کچھ کیا جا سکتا تھا ھم کر چکے ھیں ۔ عہدنامے پر دستخط کرکے ھم نے پیتروگراد بچا لیا ھے ، چاھے یہ چند دن کےلئے ھی کیوں نہ ھو ۔ (سکریٹری اور مختصرنویس یہ تحریر نہ کریں) ۔ عہدنامے کے مطابق ھمیں فنلینڈ سے اپنی فوجیں ھٹا لینا چاھئے ، یہ فوجیں جو صریحاً بیکار ھیں ۔ لیکن فنلینڈ کو اسلحات پہنچانے سے ھمیں کوئی نہیں روکتا ۔ اگر چند دن پہلے پیتروگراد کا سقوط ھو جاتا تو شہر پر دھشت چھا جاتی اور ھم کوئی بھی چیز نہیں لے جا سکتے تھے ۔ لیکن ان پانچ دنوں میں ھم نے فن‌لینڈ کے اپنے رفیقوں کی مدد کی ھے — کتنی یہ میں نہیں بتاؤں گا ، اسے وہ خود جانتے ھیں ۔

یہ اعلان کہ ھم نے فن‌لینڈ کے ساتھ غداری کی ھے طفلانہ لفاظی ھے ۔ ھم نے ٹھیک وقت پر جرمنوں کے سامنے پسپائی کرکے فن‌لینڈوالوں کی مدد کی ۔ پیتروگراد کے سقوط سے روس کبھی ختم نہیں ھوگا — یہ کہنے میں بوخارین ھزار بار حق‌بجانب ھیں ۔ لیکن اگر ھم نے بوخارین کی طرح داؤپیچ کئے تو ھم اچھے انقلاب کو بھی ختم کر سکتے ھیں ۔ (قہقہے)

ھم نے نہ فن‌لینڈ کے ساتھ غداری کی ھے اور نہ یوکرین کے ساتھ ۔ کوئی بھی طبقاتی شعور رکھنےوالا مزدور ھم پر اس کا الزام نہیں لگا

سکتا - جتنی ممکن ہے ہم مدد کر رہے ہیں - ہم نے اپنی فوج سے ایک بھی اچھا آدمی الگ نہیں کیا ہے اور کریں گے بھی نہیں - آپ کہتے ہیں کہ ہوفمان ہمیں پکڑ لے گا ، یقینی وہ ایسا کر سکتا ہے، اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں ، لیکن اس کے لئے اسے کتنے دن لگیں گے ، یہ اسے نہیں معلوم اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے - اس کے علاوہ ہمارے پکڑے جانے کے متعلق آپ کے دلائل قوتوں کے توازن کے بارے میں دلائل ہیں جن کے متعلق میں بعد میں کہوں گا -

اب یہ وضاحت کرنے کے بعد کہ میں تروتسکی کی تجویز کیوں قطعی طور پر قبول کرنے سے قاصر ہوں — سیاست کی جانب ایسا رویہ اختیار نہیں کیا جا سکتا — میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ رادیک نے ہمارے سامنے یہ مثال پیش کی ہے کہ ہماری اس کانگریس میں رفیق کس طرح کھوکھلی لفاظی سے دستبردار ہوئے ہیں جس سے اوریتسکی اب بھی چمٹے ہوئے ہیں - میں یقینی ان کی تقریر میں کھوکھلی لفاظی کےلئے ان پر الزام نہیں لگا سکتا - انہوں نے کہا : " اس میں ذرہ برابر بھی غداری اور شرم کی بات نہیں ہے ، اس لئے کہ یہ بات صاف ہے کہ آپ نے بےپناہ فوجی قوت کے سامنے پسپائی کی "- اس اندازے سے تروتسکی کے رویے پر سخت ضرب لگتی ہے - جب رادیک نے کہا : " ہمیں دانت بھینچ کر اپنی قوتوں کو تیار کرنا چاہئے "، تو وہ صحیح تھے — میں اس سے پوری طرح متفق ہوں : ڈینگیں مت ماریئے، دانت بھینچ کر تیاری کیجئے -

اپنے دانت بھینچئے ، ڈینگیں مت ماریئے ، اپنی قوتیں جمع کیجئے - انقلابی جنگ آئے گی ، اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے - اختلاف رائے تیلسیت کے امن پر ہے — کیا ہم اسے قبول کریں یا نہیں ؟ بدترین صورتحال یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک بیمار فوج ہے ، اور اس لئے مرکزی کمیٹی کی واحد پختہ پالیسی ہونی چاہئے ، اور اس پر نہ اختلاف رائے ہو اور نہ وہ درمیانی راہ جس کے حامی رفیق بوخارین بھی ہیں - میں مہلت پر رنگ نہیں چڑھا رہا ہوں ، کوئی نہیں جانتا کہ یہ کتنی مدت تک رہے گی ، مجھے بھی یہ معلوم نہیں ہے - مجھے مجبور کر کے یہ کہلوانے کی کوشش کہ مہلت! کتنے عرصے تک رہے گی مضحکہ خیز ہے- جب تک خاص خاص ریلوے لائنوں پر ہمارا قبضہ ہے ہم یوکرین

اور فنلینڈ کو امداد دیتے رہیں گے - ہم مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ، داؤپیچ چل رہے ہیں ، پسپا ہو رہے ہیں -

جرمن مزدور سے اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ روسی لوگ نخریلے ہیں کیوں کہ اب یہ بات صاف ہے کہ جرمن اور جاپانی سامراج حملہ کرنے والے ہیں — یہ بات ہر ایک کے لئے صاف ہو جائے گی - بولشویکوں کا گلا گھونٹنے کے علاوہ جرمن مغرب میں کسی اور کا بھی گلا گھونٹنا چاہتے ہیں ، ہر چیز کھچڑی کی طرح ہے ، اس جنگ میں ہم داؤپیچ سے کام لیں گے اور یہ ضروری ہے -

جہاں تک رفیق بوخارین کی تقریر کا تعلق ہے تو میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب ان کے پاس دلائل کی کمی ہوتی ہے ، تو وہ اوریتسکی کی طرح بات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں : '' عہدنامہ ہمارے لئے ذلت آمیز ہے - ،، یہاں دلائل کی کوئی ضرورت نہیں - اگر ہماری ذلت ہوئی ہے تو ہمیں کاغذات اکٹھا کر کے چلتے پھرتے نظر آنا چاہئے - اگرچہ ہماری ذلت ہوئی ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ہماری حالت بہت کمزور ہو گئی ہے - رفیق بوخارین نے طبقاتی بنیاد پر ہماری حالت کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے کے بجائے ماسکو کے ایک مرحوم ماہرمعاشیات کے بارے میں ایک لطیفہ بیان کر دیا - جب آپ نے ہمارے طریقۂ کار اور اناج کی سٹےبازی کے درمیان کچھ تعلق دریافت کر لیا — یہ واقعی مضحکہ‌خیز ہے — تو آپ یہ بھول گئے کہ مجموعی طور پر طبقے کا ، اناج کے سٹےبازوں کا نہیں، طبقے کا رویہ ظاہر کرتا ہے کہ روسی بورژوازی اور ان کے کاسہ‌لیس — اخبار '' دیلو نرودا ،، اور '' نووایا ژیزن ،، میں لکھنےوالے اپنی تمام کوشش اس پر صرف کر رہے ہیں کہ ہم جنگ میں بھڑ جائیں - آپ اس طبقاتی حقیقت پر زور نہیں دیتے - اس لمحے جرمنی کے خلاف اعلان‌جنگ کرنے کا مطلب روسی بورژوازی کی اشتعال انگیزی کا شکار بننا ہوگا - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ، اس لئے کہ آج ہمیں ختم کرنے کا یہ انتہائی یقینی — میں یہ نہیں کہتا کہ قطعاً یقینی کیوں کہ کوئی بات قطعاً یقینی نہیں ہوتی — راستہ ہے - جب رفیق بوخارین نے کہا کہ زندگی ان کے ساتھ ہے ، آخرکار ہم انقلابی جنگ تسلیم کرلیں گے تو وہ ایک آسان فتح منا رہے تھے چونکہ ہم نے ۱۹۱۵ء میں ہی انقلابی جنگ

کے ناگزیر ہونے کی پیش بینی کر دی تھی۔ ہمارے اختلافات اس پر تھے : کیا جرمن حملہ کریں گے یا نہیں ، ہمیں حالت‌جنگ کے خاتمے کا اعلان کرنا چاہئے یا نہیں ، انقلابی جنگ کے مفاد میں ہمیں مہلت حاصل کرنے کی خاطر اپنے علاقے سے دستبردار ہوتے ہوئے پسپا ہونا چاہئے یا نہیں۔ حکمت‌عملی اور سیاست انتہائی ممکن ذلت‌آمیز امن کے عہدنامے کی حتمی طور پر تجویز کرتی ہیں۔ ایک بار اگر ہم اس طریقۂ کار کو تسلیم کر لیں تو ہمارے تمام اختلافات کافور ہو جائیں گے۔

مختصر روئداد کی شکل میں ’’ ربوچیے کریستیانسکی نیژے گوردسکی لیستوک ،، کے شمارہ ۵۴ میں ۱۹ (۶) مارچ ۱۹۱۸ء کو شائع ہوئی۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۳۶ ، صفحات ۲۷ — ۳۴۔

(۳)

مرکزی کمیٹی کی رکنیت سے " بائیں بازو والے کمیونسٹوں " کے انکار پر تجویز

اس کانگریس کی رائے میں پارٹی کے اندر موجودہ حالت کے پیش نظر مرکزی کمیٹی میں شامل ہونے سے انکار خاص طور پر ناپسندیدہ ہے چونکہ یہ انکار اصولاً عام طور پر ان کےلئے ناقابل اجازت ہے جو پارٹی کا اتحاد چاہتے ہیں اور آج انکار اتحاد کےلئے دہرا خطرہ ہے۔

کانگریس اعلان کرتی ہے کہ اگر مرکزی کمیٹی ایسا اقدام کرے جس سے کوئی متفق نہ ہو تو وہ مرکزی کمیٹی کو چھوڑ کر نہیں بلکہ اعلان کر کے اپنی ذمےداری سے بری ہو سکتا ہے۔

کانگریس کو پوری طرح امید ہے کہ رفقا عوامی تنظیموں سے صلاح ومشورہ کرنے کے بعد اپنے استعفے واپس لےلیں گے ، لہذا کانگریس استعفے کے اعلان کو مدنظر رکھے بغیر انتخابات عمل میں لا رہی ہے۔

۸ مارچ ۱۹۱۸ ء کو لکھا گیا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۶ ، صفحہ ۶۹ ۔

,, بائیں بازووالے کمیونسٹوں '' کے رویے پر تبصرہ

بریست امن طے پانے کے بعد بعض رفیق جو اپنے آپ کو ,, بائیں بازووالے کمیونسٹ ،، کہتے ھیں انھوں نے پارٹی کے اندر حزب مخالف قائم کر لیا ھے اور نتیجے میں ان کی سرگرمیاں آھستہ آھستہ بڑھ کر پارٹی ڈسپلن کی مکمل طور پر غیروفادارانہ اور ناقابل اجازت خلاف ورزی کی شکل اختیار کر رھی ھیں۔

رفیق بوخارین نے مرکزی کمیٹی کی رکنیت قبول کرنے سے انکار کر دیا ھے جس کےلئے پارٹی کانگریس نے انھیں منتخب کیا تھا۔

رفقا اسمرنوف، اوبولینسکی اور یاکوف لیوا نے عوامی کمیساروں کے عہدوں اور اعلی معاشی کونسل کے تجارتی منیجر کی جگہ سے استعفے دیدیے ھیں۔

یہ اقدام قطعاً غیروفادارانہ اور غیررفیقانہ ھیں جو ڈسپلن کی خلاف ورزی کے مترادف ھیں۔ اور مندرجۂ بالا رفیقوں کا یہ رویہ پھوٹ کی جانب ایک قدم تھا اور اب بھی ھے۔

۸ اور ۱۸ مارچ ۱۹۱۸ ء کے درمیان تحریر کیا گیا۔ پھلی بار لینن کی متفرقات کی جلد ۱۱ میں ۱۹۲۹ ء میں شائع ھوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحہ ۷۷۔

همارا آج کا خاص فریضہ

تو بدبخت بھی ہے، بہتات بھی ہے
تو شہہ زور بھی ہے، کمزور بھی ہے —
مادر روس! (۵۰)

آج کل تاریخ انسانی ایک فیصلہ کن اور انتہائی مشکل موڑ پر ہے، اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ موڑ دنیا کی نجات کے لئے بےحد اہمیت رکھتا ہے۔ یہ جنگ سے امن کی جانب موڑ ہے۔ لٹیروں کے درمیان جنگ سے، جو ان میں سے سب سے زیادہ طاقتور کے ہاتھوں لوٹ کھسوٹ کو تقسیم کرنے کے نئے نظام کے قیام کے لئے لاکھوں محنت کش اور استحصال کئے جانے والے لوگوں کو جنگ کی بھٹی میں جھونک رہے ہیں، سرمایے کے جوئے سے آزادی کی خاطر ظالموں کے خلاف مظلوں کی جنگ کی جانب۔ یہ موڑ ہے مصیبتوں، کرب، فاقہ کشی اور تذلیل کے غار سے ابھر کر کمیونسٹ سماج کے روشن مستقبل، عالمی خوشحالی اور پائدار امن کی جانب۔ تو پھر اس پر حیرت نہیں ہونا چاہئے کہ اس تیز موڑ کے تیزترین نقطوں پر، جب چاروں طرف پرانا نظام زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ دھماکے سے ٹوٹ رہا ہے اور منہدم ہو رہا ہے اور ناقابل بیان مصائب سے گھرا ہوا ایک نیا نظام جنم لے رہا ہے تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دماغ پھر گئے ہیں، کچھ ناامیدی کے شکار ہیں اور کچھ بعض اوقات بڑی تلخ حقیقت سے بچنے کے لئے حسین اور موہ لینے والی لفاظی میں مکتی حاصل کرتے ہیں۔

روس جو سامراج سے کمیونسٹ انقلاب کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے اس کی قسمت میں تاریخ کے سب سے زیادہ تیز موڑ کو انتہائی وضاحت سے دیکھنا اور اس کی آزمائش سے گزرنا لکھا ہے۔ چند ہی دنوں میں ہم نے ایک سب سے پرانی ، طاقتور ، وحشیانہ اور ظالم بادشاہت کا قلع‌قمع کر دیا۔ چند ہی مہینوں کے اندر ہم بورژوازی کے ساتھ صلح‌جوئی اور پیٹی بورژوا خوش‌فہمیوں سے پیچھا چھڑانے کے کئی ادوار سے گزرے ، جن کے لئے دوسرے ملکوں کو دھائیاں درکار ہیں۔ چند ہی ھفتوں کے دوران ہم نے بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد خانہ جنگی میں اس کی مزاحمت کچل ڈالی۔ ہم نے وسیع‌وعریض ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بولشویزم کی کامیابی کا فاتحانہ جلوس نکالا۔ ہم نے محنت کش لوگوں کی انتہائی پست پرت کو جو زار شاہی اور بورژوازی کے ظلم کی چکی میں پس رہی تھی نجات اور آزاد زندگی تک ابھارا۔ ہم نے سوویت ریپبلک قائم کی ، اسے مستحکم بنایا ، جو بہترین بورژوا پارلیمانی ریپبلکوں کے مقابلے میں ہر لحاظ سے برتر اور زیادہ جمہوری ہے۔ ہم نے پرولیتاریہ کی آمریت قائم کی جس کی غریب کسانوں نے حمایت کی اور اشتراکی اصلاحات کا وسیع فہم‌پذیر نظام شروع کیا۔ ہم نے تمام دنیا کے کروڑوں مزدوروں میں اپنی طاقت پر اعتماد پیدا کیا اور ان کے دلوں میں جوش‌وخروش کی جوت جگائی۔ ہر جگہ ہم نے عالمی مزدور انقلاب کرنے کی اپیل کی۔ ہم نے سارے ملکوں کے سامراجی لٹیروں کو للکارا۔

پھر چند دنوں میں ایک سامراجی لٹیرے نے ہم نہتوں پر حملہ کرکے ہمیں زمین پر پچھاڑ دیا۔ اس نے ہمیں ناقابل اعتبار بوجھل اور ذلت‌آمیز امن پر دستخط کرنے کےلئے مجبور کیا۔ یہ اس کی قیمت تھی کہ ہم نے سامراجی جنگ کے آہنی پنجے سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش کی خواہ یہ مختصر ترین عرصے کےلئے ہی کیوں نہ تھی۔ یہ لٹیرا روس کو تباہ کرنے ، اس کا گلا گھونٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں اتنا ہی زیادہ بےرحم ہو جاتا ہے جتنے زیادہ ڈراؤنے طریقے سے اس کے ملک پر مزدوروں کے انقلاب کا سایہ پڑتا ہے۔

ہم " تیلسیت ،، امن پر دستخط کرنے کے لئے مجبور تھے۔ اس سلسلے میں ہمیں اپنے آپ کو دھوکہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں

تلخ اور سادہ صداقت کو ہمت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر براہ‌راست دیکھنا چاہئے۔ ہمیں شکست، ملک کی تقسیم، غلامی، ذلت کے غار کو پوری طرح اس کی تہہ تک ناپنا چاہئے جہاں اب ہمیں دھکیل دیا گیا ہے۔ جتنی زیادہ وضاحت سے ہم اسے سمجھیں گے نجات حاصل کرنے کی ہماری قوت‌ارادی اتنی ہی زیادہ پختہ اور مضبوط ہوگی، غلامی سے آزادی کی جدوجہد کےلئے پھر اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ اور زیادہ بڑھےگا، اور ہر قیمت پر روس کو بدبخت بے بس نہ رکھنے اور اسے ہر لحاظ سے طاقتور اور خوشحال بنانے کی ضمانت دینے کا ہمارا مصمم عزم مستحکم ہوگا۔

روس طاقتور اور خوشحال بن سکتا ہے کیوں‌کہ بہرحال اب بھی ہمارے پاس اتنا کافی رقبہ اور قدرتی دولتیں ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو اگر افراط سے نہیں تو مناسب ضروریات زندگی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ہماری قدرتی دولتیں آبادی اور شاندار توانائی جس سے عظیم انقلاب نے لوگوں کو تخلیقی قوتیں عطا کی ہیں، یہ سب ایسا کافی مواد ہے جس سے واقعی طاقت‌ور اور خوشحال روس تعمیر کیا جا سکتا ہے۔

روس طاقتور اور خوشحال بنےگا اگر وہ ہر قسم کی مایوسی اور ہر قسم کی لفاظی کو خیرباد کہدے، اگر وہ دانت بھینچ کر اپنی تمام قوتیں جمع کرے اور اپنے ہر اعصاب اور ہر عضلے پر زور دے، اگر وہ سمجھ لے کہ نجات کا راستہ صرف عالمی اشتراکی انقلاب کا راستہ ہے جس کے ہم علم‌بردار ہیں۔ اس راستے پر آگے قدم بڑھاؤ شکستوں سے دل نہ توڑ کر، ایک ایک اینٹ چن کر اشتراکی سماج کی مضبوط بنیاد ڈالو، ضبط اور ضبطخود قائم کرنے کےلئے انتھک کام کرو، تنظیم، نظم، کارگزاری اور لوگوں کی تمام قوتوں کے درمیان ہم‌آہنگ تعاون کو مستحکم کرو، پیداوار اور تقسیم کا ہمہ‌پہلو حساب کتاب اور کنٹرول رائج کرو — یہ ہے فوجی طاقت اور اشتراکی قوت تعمیر کرنے کا راستہ۔

ایک سچے اشتراکی کو سخت شکست کھانے کے بعد ڈینگ مارنا یا ناامیدی کا شکار ہو جانا زیب نہیں دیتا۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ ہماری حالت مایوس کن ہو گئی ہے اور اب ہمارے لئے صرف یہ باقی

رہ گیا ہے کہ اس مشکل امن کی نمائندگی کرنےوالی '' شرمناک ،، سوت (پولینڈ کے شرفا کے نقطہ ٔ نظر سے) اور نا امید جدوجہد میں '' بہادر ،، موت میں سے کسی ایک کو منتخب کریں ۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ '' تیلسیت ،، کے امن پر دستخط کرکے ہم نے اپنے نصب العین یا اپنے دوستوں کے ساتھ غداری کی ہے ۔ ہم نے کسی کے ساتھ غداری نہیں کی ، ہم نے کسی بھی سکر کو نہ تو مقدس قرار دیا اور نہ اسے چھپایا، ہم نے ہر ایک دوست یا رفیق کو مصیبت کی حالت میں ہر طریقے سے جو ہمارے بس میں ہے اور ہر چیز سے جو ہمارے پاس ہے امداد دینے سے انکار نہیں کیا ۔ ایک جنرل جو اپنی باقی فوج کو اس وقت ملک کے قلب میں ہٹاتا ہے جب اسے شکست ہو چکی ہے ، یا وہ دہشت سے بھاگ کھڑی ہوئی ہے یا جو انتہائی ابتر حالت میں ہے اس پسپائی کی ایک سخت اور ذلت‌آمیز امن کے ذریعے حفاظت کرتا ہے ، اپنی فوج کے اس حصے کے ساتھ غداری کرنے کا مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا جسے وہ امداد دینے سے قاصر ہے اور جسے دشمن نے جدا کر دیا ہے ۔ جب فوج انتشار اور پست‌ہمتی کا شکار ہو تو ایسا جنرل جو کچھ بچایا جا سکتا ہے اسے بچانے کا واحد طریقہ منتخب کرکے ، ناعاقبت اندیشی سے بازی لگانے سے انکار کرکے ، لوگوں سے تلخ حقیقت کو نہ چھپا کر ، '' وقت حاصل کرنے کی خاطر علاقہ حوالے کر کے ،، ، ہر ممکن مہلت سے فائدہ اٹھا کر خواہ وہ انتہائی قلیل ہی کیوں نہ ہو تا کہ وہ اپنی قوتیں جمع کر سکے اور اپنی فوج کو آرام کرنے یا صحت‌یاب ہونے کا موقع دے اپنا فرض انجام دیتا ہے ۔

ہم نے '' تیلسیت ،، امن پر دستخط کئے ہیں ۔ جب ۱۸۰۷ ء میں نپولین اول نے پروشیا سے تیلسیت کے امن پر زبردستی دستخط کرائے تو فاتح نے جرمنوں کی تمام فوج تہس نہس کر ڈالی ، ان کے دارالخلافے پر قبضہ کر لیا اور تمام بڑے بڑے شہروں پر بھی ، وہاں اپنی پولیس متعین کی ، مفتوح کو امدادی دستے فراہم کرنے پر مجبور کیا تا کہ وہ نئی قزاقانہ جنگیں چھیڑ سکے اور چند جرمن ریاستوں کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف معاہدے کرکے جرمنی کے حصے بخرے کر ڈالے ۔ بایں ہمہ ، ایسے امن کے باوجود جرمن عوام ختم نہیں ہوئے ، انہوں نے

اپنی قوتیں جمع کیں اور وہ اپنی حریت‌وآزادی کا حق سنوانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان تمام لوگوں کےلئے جو سوچنے کے قابل ھیں اور اس کے لئے تیار بھی ھیں تیلسیت کا امن (جو اس دور میں جرمنوں پر عائد کئے ہوئے کئی سخت اور ذلت‌آمیز عہدناموں میں سے صرف ایک تھا) واضح طور پر دکھاتا ھے کہ یہ خیال کس قدر طفلانہ ھے کہ ھر حالت میں سخت امن کا مطلب تباھی کے بےتھاہ غار میں گرنا ھے اور جنگ بہادری اور نجات کے راستے پر لے جاتی ھے۔ جنگوں کے دور ھمیں سکھاتے ھیں کہ تاریخ میں امن نے اکثر مہلت کا کام دیا اور وہ نئی لڑائیوں کےلئے قوتیں جمع کرنے کا ذریعہ بنا۔ تیلسیت کا امن جرمنی کےلئے انتہائی ذلت آمیز تھا لیکن ساتھ ھی وہ زبردست قومی احیاءنو کی جانب ایک سنگ‌میل بنا۔ اس وقت تاریخی حالات ایسے تھے کہ اس احیاءنو کو صرف بورژوا ریاست کے خطوط پر ھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت، ایک سو سے بھی زیادہ سال پہلے تاریخ سرتب کرنےوالے مٹھی بھر اشرافیہ اور معدودے چند بورژوا دانش‌ور تھے اور مزدور کسان عوام اونگھ رھے تھے یا سو رھے تھے۔ چنانچہ اس وقت تاریخ انتہائی سست رفتاری سے رینگتی رھی۔

لیکن اب سرمایہ‌داری نے ثقافت کی سطح عام طور پر اور عوام کی ثقافت خاص طور پر کہیں زیادہ بلند کر دی ھے۔ جنگ نے عوام کو جھنجوڑ ڈالا ھے، اس کی بےشمار ھولناکیوں اور مصائب نے انھیں بیدار کر دیا ھے۔ جنگ نے تاریخ کی رفتار تیز کر دی ھے اور وہ ریلوے انجن کی رفتار سے دوڑ رھی ھے۔ آج لاکھوں اور کروڑوں عوام آزادی کے ساتھ تاریخ مرتب کر رھے ھیں۔ سرمایہ‌داری اب اشتراکیت کےلئے پختہ ھو چکی ھے۔

چنانچہ اگر آج روس "تیلسیت" امن سے قومی احیاءنو کی جانب، ایک عظیم محب‌وطن جنگ کی جانب بڑھ رھا ھے — مسلمہ طور پر — تو اس کا بہاؤ بورژوا ریاست کی سمت میں نہیں بلکہ عالمی اشتراکی انقلاب کی سمت میں ھے۔ ھم ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء سے دفاع پسند ھیں۔ ھم "مادروطن کے دفاع" کے حق میں ھیں، لیکن ھم جس محب وطن جنگ کی طرف بڑھ رھے ھیں وہ اشتراکی مادروطن کے دفاع کےلئے، مادروطن

کی طرح اشتراکیت کی خاطر ، سوویت ریپبلک ، یعنی اشتراکیت کی عالمی فوج کے ایک دستے کے واسطے جنگ ہے ۔

”جرمنوں سے نفرت کرو ، جرمنوں کو قتل کرو “ — یہ نعرہ تھا عام یعنی بورژوا حب‌الوطنی کا ۔ لیکن ہم کہتے ہیں : ”سامراجی لٹیروں سے نفرت کرو ، سرمایہ‌داری سے نفرت کرو ، سرمایہ‌داری کو موت نصیب ہو “ اور ساتھ ہی ”جرمنوں سے سیکھو ! جرمن مزدوروں کے ساتھ برادرانہ اتحاد پر ثابت‌قدم رہو ۔ وہ ہماری امداد کرنے میں پیچھے ہیں ۔ ہم وقت سے کھیل رہے ہیں ، ہم ان سے ملیں گے ، وہ ہماری مدد کرنے ضرور آئیں گے ۔ “

ہاں ، جرمنوں سے سیکھو ! تاریخ پرپیچ وخم طریقے سے اور چکروں سے گزر کر بڑھ رہی ہے ۔ یہ بھی حسن‌اتفاق ہے کہ جرمن بربریت پسند سامراج کے مجسمہ ہونے کے علاوہ ڈسپلن کے اصولوں ، تنظیم ، جدید مشینی صنعت کی بنیاد پر ہم‌آہنگ تعاون اور صحیح حساب کتاب اور نگرانی کے بھی مجسمہ ہیں ۔

اور ہم میں اسی کی کمی ہے ۔ یہی ہمیں سیکھنا چاہئے ۔ ہمارے عظیم انقلاب کو اسی کی ضرورت ہے تاکہ ہم فاتحانہ ابتدا کے بعد سخت آزمائشوں سے گزر کر کامراں منزل تک پہنچ سکیں ۔ روسی اشتراکی ریپبلک کو اسی کی ضرورت ہے تاکہ وہ بدبخت اور کمزور نہ رہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے طاقتور اور خوشحال ہو جائے ۔

۱۱ مارچ ۱۹۱۸ ء
”ازویستیا “، شمارہ ۴۶،
۱۲ مارچ ۱۹۱۸ ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۶ ، صفحات ۸۲ —
۸۷ ۔

سوویتوں کی چوتھی هنگامی کل‌روس کانگرس
۱۴–۱۶ مارچ ۱۹۱۸ء

(۱)
امن کے عہدنامے کی توثیق پر رپورٹ
۱۴ مارچ

رفیقو! آج همیں ایک ایسے سوال کو طے کرنا ہے جو روسی انقلاب کے ارتقا میں موڑ کی حیثیت رکھتا ہے، نہ صرف روسی انقلاب بلکہ بین‌الاقوامی انقلاب کے ارتقا میں بھی، اور اس ناگوار امن کے بارے میں صحیح فیصلہ کرنے کےلئے جسے سوویت اقتدار کے نمائندوں نے بریست لیتوفسک میں طے کیا اور جس کی منظوری یا توثیق کے لئے سوویت اقتدار آپ سے پوچھتا ہے — اس سوال کا صحیح فیصلہ کرنے کےلئے همارے لئے پہلے سے زیادہ ضروری ہے کہ هم اس موڑ کے تاریخی مفہوم کو سمجھیں جس پر هم رکے هیں، اب تک انقلاب کے ارتقا کی بنیادی خصوصیت کو، سخت شکست کے خاص سبب کو اور شدید آزمائشوں کے زمانے کو جس سے هم گزرے هیں سمجھیں۔

میرے خیال میں اس سوال پر سوویت پارٹیوں کے درمیان (۵۱) اختلافات کا سرچشمہ یہ ہے کہ بعض لوگ سامراج کے هاتھوں سوویت رپبلک کی شکست پر بجا اور جائز غصے کے جذبے کے آسانی سے شکار هو جاتے هیں، وہ کبھی کبھی آسانی سے مایوس هو جاتے هیں، بجائے اس کے کہ انقلاب کے ان تاریخی حالات پر غور کریں جو موجودہ امن کے وقت تک ظاهر هوئے اور امن کے بعد وہ همیں کیسے معلوم هوتے هیں ایسا کرنے بجائے وہ اپنے فوری جذبات کی بنیاد پر انقلاب کے طریقۂ کار

کے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ انقلابوں کی ساری تاریخ بہرحال ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ جب ہمارے سامنے کوئی عوامی تحریک ہو یا طبقاتی جدوجہد خاص طور پر آج کل کی جدوجہد کی طرح جب وہ اس وقت نہ صرف ایک واحد ملک کے کونے کونے میں پھیل رہی ہے جو واقعی زبردست ملک ہے بلکہ تمام بین‌الاقوامی تعلقات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے — ایسی صورت میں ہمیں اپنے طریقۂ کار کی بنیاد سب سے پہلے خارجی حالت کے تخمینے کو بنانا چاہئے، ہمیں اس وقت تک انقلاب کے ارتقا کی تجزیاتی طور پر پڑتال کرنی چاہئے اور اس کا سبب بھی دریافت کرنا چاہئے کہ انقلاب نے ایسا خطرناک اور تیز موڑ کیوں لیا جو ہمارے لئے بےحد نقصان دہ ہے۔

اگر ہم اپنے انقلاب کے ارتقا کو اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو ہمیں صاف نظر آئے گا کہ ابھی تک وہ نسبتاً اور زیادہ‌تر خیالی خود کفالت اور عارضی طور پر بین‌الاقوامی تعلقات سے آزاد دور سے گزرا ہے۔ فروری ۱۹۱۷ء سے اس سال ۱۱ فروری تک جب جرمن حملہ شروع ہوا ہمارے انقلاب نے جو راستہ طے کیا ہے وہ بنیادی طور پر آسان اور فوری کامیابیوں کا راستہ تھا۔ اگر ہم اس انقلاب کے ارتقا کا بین‌الاقوامی پیمانے پر صرف روسی انقلاب کے نقطۂ نظر سے مطالعہ کریں تو ہم دیکھیں‌گے کہ گذشتہ سال ہم تین ادوار سے گذرے ہیں۔ پہلا دور وہ تھا جب روس کے مزدور طبقے نے تمام ترقی یافتہ طبقاتی شعور رکھنے‌والے اور سرگرم کسانوں کے ساتھ جسے نہ صرف پیٹی‌بورژوازی بلکہ بڑے بورژوازی کی بھی حمایت حاصل تھی چند دنوں میں بادشاہت کا تختہ الٹ دیا۔ اس حیرت‌انگیز کامیابی کی تشریح یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک طرف روسی عوام نے ۱۹۰۵ء کے تجربے سے انقلابی جدوجہد کی صلاحیت کا بڑا محفوظ ذخیرہ جمع کر لیا تھا، اور دوسری جانب روس جو انتہائی پسماندہ ملک تھا اس نے جنگ میں تمام دوسرے ملکوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی تھیں اور خاص طور پر پہلے اس منزل میں داخل ہو گیا تھا جب پرانے نظام کے تحت جنگ جاری رکھنا قطعی ناممکن تھا۔

اس مختصر طوفان‌خیز کامیابی کے ساتھ جب ایک نئی تنظیم کی تشکیل ہوئی — مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کی سوویتیں — اس کے

بعد ہمارے انقلاب کے عبور کے طویل مہینے شروع ہوئے ، اور یہ وہ دور ہے جب بورژوا حکومت کو سوویتوں نے براہ‌راست کمزور کر دیا اور جسے سمجھوتےباز پیٹی‌بورژوا پارٹیوں مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے برقرار رکھا اور مضبوط بنایا ، اس حکومت کے وہ حامی تھے۔ یہ حکومت سامراجی جنگ اور خفیہ سامراجی عہدناموں کی حامی تھی ، اس نے مزدوروں کو وعدوں پر زندہ رکھا ، کوئی بھی سرگرمی نہیں دکھائی اور معاشی تباہی کی حالت برقرار رکھی۔ اسی دور میں سوویتوں نے اپنی قوتیں جمع کیں ، یہ دور ہمارے لئے ، روسی انقلاب کےلئے طویل تھا ، یہ دور روسی انقلاب کےلئے طویل تھا لیکن بین‌الاقوامی نقطۂ نظر سے مختصر کیونکہ بہت سے آگے بڑھے ہوئے ملکوں میں پیٹی‌بورژوا خوش‌فہمیوں، مختلف پارٹیوں ، گروپوں اور رجحانات کے درمیان سمجھوتے بازی کو مغلوب کرنے میں مہینے نہیں بلکہ طویل دہائیاں صرف ہوئیں۔ ۲۰ اپریل سے اس لمحے تک کی مدت جب کیرینسکی نے دوبارہ سامراجی جنگ شروع کی (اس کی جیب میں خفیہ سامراجی عہدنامہ تھا) یعنی جون تک فیصلہ کن تھی۔ اس دوسرے دور میں جولائی میں ہماری شکست اور کورنیلوف کی بغاوت بھی شامل ہے ، صرف عوامی جدوجہد کے تجربے کے ذریعہ ، صرف جب مزدور طبقے اور کسان عوام نے خود اپنے تجربے سے محسوس کیا ، ان وعظوں سے نہیں کہ پیٹی‌بورژوا سمجھوتےبازی فضول ہے ، صرف اسی وقت ایک لمبے سیاسی ارتقا کے بعد ، طویل تیاریوں اور پارٹی گروپوں کے مزاج اور خیالات میں تبدیلیوں کے بعد اکتوبر انقلاب کے واسطے زمین ہموار ہوئی۔ تب ہی روسی انقلاب اپنے تیسرے دور کی ابتدائی منزل میں داخل ہوا ، اور یہ منزل عالمی انقلاب سے علحدہ یا عارضی طور پر جدا تھی۔

یہ تیسرا یا اکتوبر کا دور ، تنظیم کا دور انتہائی مشکل تھا۔ ساتھ ہی یہ سب سے بڑی اور تیزترین کامرانیوں کا دور بھی تھا۔ اکتوبر کے بعد ہمارے انقلاب نے — اس انقلاب نے جس نے اقتدار انقلابی پرولیتاریہ کو سپرد کر دیا تھا — اس کی آمریت قائم کی اور اس کے لئے پرولیتاریہ اور غریب کسانوں کی وسیع اکثریت کی حمایت حاصل کی — اکتوبر کے بعد ہمارے انقلاب نے کامیاب فاتحانہ پیش‌قدمی شروع کی۔ تمام روس میں استحصال کرنے والوں ، زمینداروں اور بورژوازی کی مزاحمت کی شکل

میں خانہ‌جنگی شروع ہو گئی جسے سامراجی بورژوازی کے ایک حصے کی حمایت حاصل تھی۔

خانہ‌جنگی شروع ہو گئی اور اس جنگ میں سوویت اقتدار کے دشمنوں کی قوتیں، محنت کشوں اور استحصال کئے جانےوالے عوام کے دشمنوں کی قوتیں ہیچ ثابت ہوئیں۔ خانہ‌جنگی سوویت اقتدار کی ایک مکمل فتح تھی کیونکہ اس کے مخالف استحصال کرنےوالوں، زمینداروں اور بورژوازی کو نہ تو سیاسی حمایت حاصل تھی اور نہ معاشی، چنانچہ ان کے حملے ڈھیر ہو گئے۔ ان کے خلاف جدوجہد اتنی زیادہ فوجی عمل نہیں تھی جتنی کہ پرچار۔ ایک پرت کے بعد دوسری پرت نے، عوام کے ایک جتھے کے بعد دوسرے جتھے نے یہاں تک کہ محنت کش کزاکوں نے بھی استحصال کرنےوالوں کو چھوڑ دیا جو انہیں سوویت اقتدار سے علحدہ رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پرولیتاریہ کی آمریت اور سوویت اقتدار کی کامیاب فاتحانہ پیش‌قدمی کا یہ دور جب استحصال کے شکار روسی محنت کش عوام کی عظیم اکثریت قطعی طور پر اور اٹل طریقے سے سوویت اقتدار کے ساتھ ہو گئی — یہ دور روسی انقلاب کے ارتقا کا مختتم اور بلندترین نقطہ بن گیا جو تمام وقت بظاہر عالمی سامراج سے آزاد ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ملک، جو انتہائی پسماندہ تھا اور ۱۹۰۵ء کے تجربے کی بدولت انقلاب کےلئے سب سے زیادہ تیار تھا، اس قابل ہوا کہ تیزی کے ساتھ، آسانی سے اور باقاعدہ ایک طبقے کے بعد دوسرے طبقے کے ہاتھ میں اقتدار دے، مختلف قسم کے سیاسی گروپوں سے آزاد ہوکر آخرکار وہ سیاسی ڈھانچہ حاصل کر لے جو نہ صرف روسی انقلاب کا بلکہ مغربی یورپ کے مزدور انقلابوں کا قول فیصل تھا، کیونکہ سوویت اقتدار کو روس میں مستحکم کر لیا گیا ہے اور اسے محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کی مکمل حمایت حاصل ہے، کیونکہ اس نے وہ پرانا ریاستی آلہ توڑ پھوڑ ڈالا ہے جو ظلم کا ذریعہ تھا اور ایک نئی اور بلند شکل کی ریاست کی بنیاد ڈالی ہے جس کا ابتدائی نمونہ پیرس کمیون تھا۔ کمیون نے پرانی ریاستی مشینری ختم کر دی تھی اور اس کی جگہ عوام کی مسلح فوج نے لے لی تھی، اس نے بورژوا پارلیمانی جمہوریت کی جگہ

محنت کش عوام کی جمہوریت قائم کی تھی جس نے استحصال کرنےوالوں کو خارج رکھا تھا اور باقاعدہ ان کی مزاحمت کو دبایا تھا۔

اس دور میں روسی انقلاب نے یہی کیا ، اور یہی سبب ہے کہ روسی انقلاب کا ایک چھوٹا ہراول حصہ اس خیال میں تھا کہ روسی انقلاب کی یہ تیز فاتحانہ پیش‌قدمی مکمل کامیابی میں تبدیل کی جا سکتی ہے۔ یہی ان کی غلطی تھی کیونکہ جب روسی انقلاب بڑھ رہا تھا ، روس میں ایک طبقے کے بعد دوسرے طبقے کو ریاستی اقتدار حوالے کر رہا تھا اور صرف روس کی حدود کے اندر طبقاتی مصالحت سے اپنے آپ کو آزاد کر رہا تھا — یہ دور تاریخی لحاظ سے صرف اس لئے برقرار رہا کہ سوویت اقتدار کے خلاف اپنی پیش قدمی میں عالمی سامراج کے لٹیرے دیوپیکر عارضی طور پر روک دئے گئے تھے۔ وہ انقلاب جس نے چند دنوں میں بادشاہت کا تختہ الٹ دیا ، چند ماہ میں بورژوازی کے ساتھ مصالحت کے امکانات ختم کر دئے اور چند ہفتوں کی خانہ جنگی میں بورژوازی کی تمام تر مزاحمت توڑ ڈالی ، وہ انقلاب ، اشتراکی ریپبلک کا انقلاب سامراجی طاقتوں کے پہلو بہ پہلو ، بین‌الاقوامی لٹیروں اور عالمی سامراج کے وحشی درندوں کے درمیان صرف اس لئے زندہ رہ سکتا تھا کیونکہ بورژوازی آپس میں مہلک لڑائی میں دست و گریباں تھے اور روس کے خلاف حملہ کرنے میں مفلوج تھے۔

اور پھر وہ دور شروع ہوا جو اب ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ، جسے ہم تکلیف سے محسوس کر رہے ہیں ، روسی انقلاب کےلئے تباہ کن شکستوں اور سخت آزمائشوں کا دور ، وہ دور جب انقلاب کے دشمنوں کے خلاف تیز ، براہ‌راست اور علانیہ حملہ ختم ہو چکا ہے اور اس کی جگہ ہم تباہ کن شکستوں سے دوچار ہیں اور ایسی قوت کے سامنے پسپا ہو رہے ہیں جو ہمارے مقابلے میں بے‌پناہ زیادہ ہے ، عالمی سامراج اور مالیاتی سرمایے کی قوت کے سامنے ، ساری بورژوازی کی فوجی طاقت کے سامنے جس نے چھوٹی قوموں کی لوٹ کھسوٹ ، ظلم اور ان کا گلا گھونٹنے کے مفاد میں ہمارے خلاف اپنے جدید ترین اسلحات اور اپنی تنظیم مرکوز کر رکھی ہے۔ ہمیں ان کی سطح تک اپنی قوتیں بلند کرنے کے متعلق سوچنا پڑا ، ہمیں انتہائی مشکل فریضے سے دوچار ہونا پڑا ، ہمیں ایسے دشمنوں کا براہ‌راست مقابلہ کرنا پڑا جو رومانوف اور

کیرینسکی سے مختلف تھے جن کے بارے میں سنجیدہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہ تھی ، ہمیں بین‌الاقوامی سامراجی بورژوازی کا اس کی تمام فوجی قوت کا سامنا کرنا پڑا ، ہمیں عالمی لٹیروں کے دوبدو کھڑا ہونا پڑا۔ بین‌الاقوامی اشتراکی پرولیتاریہ سے امداد ملنے میں دیر ہونے کے پیش‌نظر ہمیں قدرتی طور پر اپنے ہی پیروں پر کھڑے ہوکر ان قوتوں سے تصادم مول لینا پڑا ، اور ہمیں تباہ کن شکست برداشت کرنا پڑی ۔

تاریخ کا یہ باب مصیبت‌خیز شکستوں کا ، پسپائی کا باب اور ایسا باب ہے جب ہمیں اپنی پوزیشن کے چھوٹے سے حصے کو بھی محفوظ کرنا چاہئے ، سامراج کے سامنے پسپائی کرکے ، اس وقت کا انتظار کرکے جب عام طور پر بین‌الاقوامی حالات میں تبدیلیاں ہوں‌گی ، جب یورپی پرولیتاریہ کی قوتیں ہماری مدد کو آئیں‌گی ، وہ قوتیں جو موجود ہیں اور پختہ ہو رہی ہیں لیکن جو اپنے دشمن سے اتنی آسانی کے ساتھ نہیں نمٹ سکیں جس طرح ہم اپنے دشمن سے نمٹے ۔ یہ فراموش کرنا بہت بڑی خوش فہمی ہوگی اور بہت بڑی غلطی بھی کہ روسی انقلاب کےلئے ابتدا کرنا آسان تھا لیکن اس کے لئے آگے قدم بڑھانا مشکل ہے ۔ یہ ناگزیر ہے کیونکہ ہمیں انتہائی پسماندہ اور سڑے گلے سیاسی نظام سے شروع کرنا پڑا ۔ یورپی انقلاب کو بورژوازی کے خلاف ابتدا کرنی ہے ، کہیں زیادہ سنجیدہ دشمن کے خلاف اور بے‌انتہا زیادہ مشکل حالات میں ۔ یورپی انقلاب کا شروع ہونا کہیں زیادہ مشکل ہوگا ۔ ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ اس کے لئے اس نظام میں پہلا شگاف ڈالنا بے‌انتہا مشکل ہے جو انقلاب کو روک رہا ہے ۔ یورپی انقلاب کے لئے دوسری اور تیسری منزلوں میں داخل ہونا کہیں زیادہ آسان ہوگا اور آج دنیا میں انقلابی اور رجعت‌پرست طبقات کی قوتوں کے درمیان جو صف‌بندی ہے اس کے پیش نظر اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا ۔ واقعات کی رفتار میں اسی خاص موڑ کو وہ لوگ ہمیشہ نظرانداز کرتے ہیں جو موجودہ حالت کو ، انقلاب کی انتہائی مشکل حالت کو ، تاریخی نقطۂ‌نظر سے نہیں بلکہ اپنے جذبات اور غصے کی عینک سے دیکھتے ہیں ۔ تاریخ کا تجربہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیشہ تمام انقلابوں میں ایسے وقت جب انقلاب تیز رفتار فتح سے شدید شکستوں کی طرف یکایک موڑ لیتا ہے تو ظاہری انقلابی لفاظی کا ایک دور آتا ہے جو لازمی طور پر انقلاب کے ارتقا کو انتہائی

نقصان پہنچاتا ہے - تو رفیقو ، ہم صرف اسی صورت میں اپنا طریقہ ٔکار صحیح طور پر پرکھ سکتے ہیں جب ہم واقعات کے اس موڑ کو پیش‌نظر رکھنے کا فریضہ اپنے اوپر عائد کریں جس نے ہمیں تیز ، آسان اور مکمل فتوحات سے سخت شکستوں کی طرف دھکیل دیا ہے - یہ سوال — انتہائی مشکل ، انتہائی سخت سوال — موجودہ دور میں انقلاب کے ارتقا میں موڑ کا نتیجہ ہے ، ملک کے اندر آسان فتوحات سے بیرونی میدان میں غیرمعمولی بھاری شکستوں کی جانب موڑ ہے - اور یہ تمام عالمی انقلاب میں بھی ایک موڑ ہے ، روسی انقلاب کے پروپیگنڈے اور پرچار کے دور سے جب سامراج موقع کا منتظر ہے سوویت اقتدار کے خلاف سامراج کے جارحانہ حملے کی جانب ، اور یہ موڑ مغربی یورپ میں بین‌الاقوامی تحریک کے سامنے خاص طور پر مشکل اور شدید سوال پیش کرتا ہے - اگر ہم حالات کے اس تاریخی پہلو کو نظرانداز نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں یہ سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے کہ موجودہ ناگوار یا جیسا کہ کہا جاتا ہے بےحیا امن کے سوال کے ساتھ روس کے بنیادی مفادات کیسے منسلک ہوئے -

جو لوگ اس امن کو قبول کرنے کی ضرورت سے انکار کرتے ہیں ان سے بحث کے دوران میں نے اکثر یہ دلیل سنی ہے کہ امن طے کرنے کا خیال صرف تھکےہارے کسان عوام ، طبقے سے الگ سپاہیوں وغیرہ وغیرہ کے مفاد کا اظہار ہے - جب میں ایسی دلیلیں سنتا ہوں ، جب بھی میں ایسی باتیں سنتا ہوں تو مجھے ہمیشہ اس پر حیرت ہوتی ہے کہ رفقا قومی ارتقا کے طبقاتی پہلو کو بھول جاتے ہیں — یہ لوگ صرف تشریحات تلاش کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھتے ہیں - گویا کہ پرولیتاریہ کی پارٹی نے اقتدار حاصل کرتے وقت پرولیتاریہ اور نیم پرولیتاریہ یعنی غریب‌تر کسانوں (یعنی روس کے کسانوں کی اکثریت) کے درمیان اتحاد کو پیش‌نظر نہیں رکھا تھا ، اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ صرف ایسے اتحاد کے ذریعے روس کی حکومت سوویتوں کے انقلابی اقتدار کے ہاتھ میں آسکےگی ، اکثریت کے اقتدار کے ہاتھ میں عوام کی واقعی اکثریت، اور ایسے اتحاد کے بغیر اقتدار قائم کرنے کی کوئی بھی کوشش خاص کر تاریخ کے مشکل موڑ کے نکات کے وقت حماقت ہوگی - گویا کہ اب ہم اس اصلیت سے انکار کر سکتے ہیں جسے ہم سب تسلیم

کر چکے هیں اور اپنے آپ کو کسانوں کی تھکی‌هاری حالت اور اپنا طبقه کھو بیٹھنےوالے سپاهیوں کی جانب حقارت‌آمیز حوالے تک محدود کرسکتے هیں - جهاں تک کسانوں کی تھکی‌هاری حالت اور اپنا طبقه کھو بیٹھنےوالے سپاهیوں کا تعلق هے تو هم یه اصرار کے ساتھ کهیں‌گے که ملک مزاحمت کرےگا اور غریب کسان صرف اس وقت مزاحمت کرنے کے قابل هوں‌گے جب وه اپنی قوتوں کو جدوجهد کی جانب پھیر سکتے هیں -

اکتوبر میں جب هم اقتدار حاصل کرنےوالے تھے تو یه ظاهر تھا که واقعات ناگزیر طور پر اس جانب بڑھ رهے هیں ، سوویتوں میں بولشویزم کی جانب جھکاؤ نے تمام ملک میں ایک موڑ کا اظهار کیا اور یه بھی که بولشویکوں کا اقتدار ناگزیر هے - هم جب یه محسوس کرکے اکتوبر میں اقتدار حاصل کرنےوالے تھے تو هم نے بڑی صفائی سے اور غیرمبهم طور پر اپنے آپ سے اور تمام لوگوں سے کها که یه پرولیتاریه اور غریب کسانوں کے هاتھ میں اقتدار کا آنا هے ، اور پرولیتاریه جانتا تھا که کسان اس کی حمایت کریں‌گے — آپ خود جانتے هیں کس بات میں — امن کے لئے اس کی سرگرم جدوجهد میں اور بڑے مالیاتی سرمایے کے خلاف لڑائی جاری رکھنے پر آمادگی میں - اس سلسلے میں هم غلطی پر نهیں هیں ، اور کوئی بھی شخص جو طبقاتی قوتوں اور طبقاتی قوتوں کی صف‌آرائی کو مانتا هے اس ناقابل تردید صداقت سے گریز نهیں کرسکتا که هم چھوٹے کسانوں کے ملک کو ، ایسے ملک سے جس نے یورپی اور عالمی انقلاب کےلئے اتنا کچھ کیا هے ایسی مشکل حالت میں ، انتهائی مشکل حالت میں جدوجهد جاری رکھنے کی دعوت دے سکیں جب که مغربی یورپی پرولیتاریه کی جانب سے بلاشبه امداد میں دیر هو رهی هے ، اگرچه اس میں کوئی بھی شبه نهیں که وه همارے لئے آئےگی جیسا که واقعات ، هڑتالیں وغیره دکھاتی هیں - اسی لئے میں کهتا هوں که کسان عوام کے تھکےهارے هونے وغیره کا حواله وه لوگ دیتے هیں جن کے پاس کوئی بھی دلیل نهیں هے ، اور جب وه دلیلیں تلاش کرتے هیں تو بالکل بےبس هوتے هیں اور جو پرولتاری انقلاب اور کسان عوام کے درمیان روابط کو ، مجموعی طور پر ان کی سالمیت کے لحاظ سے طبقاتی روابط کو سمجھنے

کے بالکل نااہل ہیں۔ تاریخ کے ہر تیز سوڑ پر اگر ہم مجموعی طور پر طبقاتی تعلقات کا تخمینہ لگائیں ، تمام طبقات کے درسیان تعلقات کا اور انفرادی مثالیں اور انفرادی معاسلات منتخب نہ کریں تو صرف اسی صورت میں ممکن واقعات کا تجزیہ ہماری پوری طرح تصدیق کرتا ہے۔ میں پوری طرح سمجھتا ہوں کہ روسی بورژوازی ہم پر آج انقلابی جنگ شروع کرنے کے لئے زور دے رہا ہے جب کہ ہمارے لئے ایسی جنگ بالکل ناممکن ہے۔ یہ بورژوازی کے طبقاتی مفاد کے لئے ضروری ہے۔

جب وہ بےحیا امن کے بارے میں چیختا ہے اور اس کے متعلق ایک لفظ تک نہیں کہتا کہ فوج کی موجودہ حالت کا ذمےدار کون ہے تو میں بخوبی سمجھتا ہوں کہ یہ بورژوازی اور اس کے ساتھ "دیلو نرودا" کے لوگ ، تسیریتیلی اور چیرنوف والے مینشویک اور ان کے جی حضوری ہیں (تالیاں) — میں بخوبی جانتا ہوں کہ یہ بورژوازی ہے جو انقلابی جنگ کے لئے چیخ پکار مچا رہا ہے۔ اس کا طبقاتی مفاد یہ مطالبہ کرتا ہے ، اس کی بےچینی کہ سوویت اقتدار غلط قدم اٹھائے اس کی متقاضی ہے۔ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ یہ بات ایسے لوگوں کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے جو ایک طرف اپنے اخبارات کے صفحوں میں انقلاب‌دشمن تحریریں گھسیٹتے ہیں . . . (آوازیں "انھیں بند کردیا گیا ہے" !) بدقسمتی سے ابھی تک سب کو نہیں ، لیکن ہم ان سب کو بند کر دیں‌گے (تالیاں) ۔ میں ایسا پرولیتاریہ دیکھنا چاھتا ہوں جو انقلاب‌دشمنوں ، بورژوازی کے حامیوں اور اس کے ساتھ سازباز کرنےوالوں کو اس کی اجازت دےگا کہ وہ اپنی بورژوا افیون سے عوام کو مدہوش کرنے کے لئے دولت کی اجارہ داری استعمال کرتے رہیں۔ ایسا پرولیتاریہ کبھی نہیں ہو سکتا (تالیاں) ۔

بےشک میں سمجھتا ہوں کہ ایک بےحیا امن کے متعلق ان مطبوعات میں چیخنے ، بھونکنے ، دھاڑیں مارنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ، میں یہ اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اس انقلابی جنگ کی حمایت کرتے ہیں — آئینی جمہوریت پسندوں (۵۲) سے لے کر بائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں تک — یہ وہی لوگ ہیں جو جرمنوں کی پیش قدمی کے وقت ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور فاتحانہ انداز میں کہتے ہیں کہ دیکھو جرمن آ گئے اور ان مقامات میں جن پر جرمن سامراجیوں

نے قبضہ کر رکھا ہے اپنے افسروں کو مرتبے کے لحاظ سے بلے لگائے ہوئے سٹرگشتی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ نہیں، سجھیے ان بورژوا، ان سازباز کرنےوالوں کے انقلابی جنگ کے متعلق وعظ دینے پر مطلق حیرت نہیں ہوتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ سوویت اقتدار جال میں پھنس جائے۔ ان بورژوا، ان سازباز کرنےوالوں نے اپنے آپ کو فاش کردیا ہے۔ ہم انھیں دیکھ چکے ہیں اور اب بھی زندہ نمونے دیکھ سکتے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ یوکرین میں یوکرینی کیرینسکی، یوکرینی چیرنوف اور یوکرینی تسیریتیلی — وہاں وہ وینیچینکو حضرات ہیں۔ ان حضرات نے، یوکرینی کیرینسکیوں، یوکرینی چیرنوفوں اور یوکرینی تسیریتیلیوں نے عوام سے اس امن کو چھپایا جسے انھوں نے جرمن سامراجیوں کے ساتھ طے کیا تھا اور اج وہ جرمن سنگینوں کی مدد سے یوکرین میں سوویت اقتدار کا تختہ الٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کیا ہے ان بورژواؤں نے، ان سازباز کرنےوالوں اور ان کے ہمخیالوں نے (تالیاں۔) یہ کیا ہے ان یوکرینی بورژواؤں اور سازباز کرنےوالوں نے جن کی مثال آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔ انھوں نے اپنے خفیہ عہدنامے لوگوں سے پوشیدہ رکھے اور اب بھی پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں، وہ جرمن سنگینوں کی مدد سے سوویت اقتدار پر حملہ کر رہے ہیں۔ یہی روسی بورژوازی چاہتا ہے اور اس کے جیحضوریے دانستہ یا نادانستہ طور پر اس جانب سوویت اقتدار کو دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں: وہ جانتے ہیں کہ اس وقت سوویت اقتدار کسی بھی صورت میں طاقتور سامراج کے خلاف سامراجی جنگ مول نہیں لے سکتا۔ یہی سبب ہے کہ صرف ایسی بینالاقوامی حالت میں، اس عام طبقاتی حالت میں ہم ان لوگوں کی غلطی کی گہرائی کو سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے بائیںبازو کے انقلابی اشتراکی پارٹی کی طرح اپنے آپ کو اس نظریے کی رو میں بہا لیا ہے جو تمام انقلابات کی تاریخ کے مشکل لمحات کے لئے مشترک ہے — یہ نظریہ نصف مایوسی اور نصف کھوکھلی لفاظی پر مشتمل ہے۔ اس نظریے کے مطابق حقیقت کا سنجیدگی سے جائزہ لینے اور طبقاتی قوتوں کے نقطۂنظر سے اندرونی اور بیرونی دشمن کے تعلق سے انقلاب کے فرائض کو پرکھنے کے بجائے آپ سے کہا جاتا ہے کہ بہت ہی سنجیدہ اور وزنی مسئلے کو محض جذبات کی رو میں، محض جذبات کے نقطۂنظر سے طے

کیا جائے ۔ امن ناقابل بیان حد تک سخت اور ذلت‌آمیز ہے ۔ اپنے بیانات اور تقریروں میں میں نے کئی بار اس کا مقابلہ تیلسیت کے امن سے کیا ہے جسے فاتح نپولین نے پروشیائی اور جرمن عوام کے سر پر کئی شکستوں کے بعد تھوپا تھا ۔ ہاں ، یہ امن سنجیدہ شکست ہے اور سوویت اقتدار کے لئے توہین‌آمیز ہے ، لیکن اگر آپ کی بنیاد صرف یہ ہو اور آپ اپنے آپ کو اس تک ہی محدود کر دیں ، جذبات سے کھیلیں اور بےچینی پھیلائیں تا کہ ایک عظیم‌الشان تاریخی مسئلہ حل ہو جائے تو آپ کی بھی ایسی ہی مضحکہ‌خیز اور قابل رحم حالت ہو جائےگی جس میں اشتراکی انقلابی پارٹی ایک بار مبتلا ہو چکی ہے (تالیاں) ، ۱۹۰۷ ء میں جب چند پہلوؤں سے حالت تقریباً ملتی جلتی تھی تو اس پارٹی نے انقلابیوں کے جذبات سے اپیل کی تھی ، جب ۱۹۰۶ ء اور ۱۹۰۷ ء میں ہمارے انقلاب کی زبردست ناکامیوں کے بعد استولیپین نے تیسری دوما کے متعلق ہمیں قوانین پیش کئے — ایک انتہائی گندے نمائندہ ادارے میں کام کرنے کی شرمناک اور انتہائی سخت شرائط — جب ہماری پارٹی نے تھوڑے سے اندرونی تذبذب کے بعد (اس سوال پر تذبذب آج کے مقابلے میں زیادہ تھا) سوال کا فیصلہ اس طرح کیا : ہمیں جذبات کی رو میں بہہ‌جانے کا کوئی حق نہیں ، شرمناک تیسری دوما کے خلاف ہمارا غصہ اور ناگواری کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ یہ کوئی اتفاق نہیں بلکہ بڑھتی ہوئی طبقاتی جدوجہد کی تاریخی ضرورت ہے جس میں جاری رہنے کی سکت نہیں ہے لیکن وہ اپنے اندر یہ طاقت ان شرمناک حالات میں بھی جمع کر لےگی جو اس پر لا دے گئے ہیں ۔ ہم صحیح ثابت ہوئے ۔ وہ لوگ جنھوں نے عوام کو انقلابی لفاظی سے ، انصاف کی اپیلوں سے (وہ ان جذبات کا اظہار کر رہے تھے جو بالکل جائز تھے) متوجہ کرنے کی کوشش کی انھیں ایسا سبق ملا جو کوئی بھی انقلابی نہیں بھولےگا ، اگر وہ صاحب فکر و خیال ہے تو ۔

انقلابات اتنی ہمواری سے نہیں بڑھتے کہ وہ ہمیں تیز اور آسان ترقی کی ضمانت دے سکیں ۔ کوئی ایک بھی ایسا عظیم انقلاب نہیں ، خواہ وہ قومی پیمانے پر ہی کیوں نہ ہوا ہو ، جس کو شکست کے مشکل دور کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو ۔ چنانچہ عوامی تحریکوں کے سنجیدہ سوال

کی جانب ، انقلابوں کے آگے بڑھنے کے سوال کی طرف انقلابی کا رویہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ وہ پہلے اس کو بےحیا اور ذلت‌آمیز کہے اور پھر اعلان کرے کہ وہ اس سے مصالحت نہیں کرسکتا ۔ جوشیلے فقروں کو دھرانا ، اس کی وجہ سے هم پر طعنوں کی بارش کرنا کافی نہیں هے — یہ انقلاب کی جانی پہچانی ابجد بھی هے اور تمام انقلابوں کا تجربہ بھی - ۱۹۰۵ ء کے بعد سے همارا تجربہ — اور اگر هم کسی چیز میں آسودہ هیں ، اگر کوئی وجہ هے کہ روسی مزدوروں اور غریب کسانوں نے عالمی اشتراکی انقلاب شروع کرنے کا انتہائی مشکل اور قابل تعظیم فریضہ اپنے ذمے کیوں لیا هے تو اس لئے کہ مخصوص تاریخی حالات کے سبب روسی عوام نے بیسویں صدی کی ابتدا میں دو عظیم انقلاب انجام دئے — همیں ان انقلابوں کے تجربے سے سیکھنا چاهئے ، همیں یہ سمجھنا چاهئے کہ صرف ایک ملک کے دوسرے ملک کے ساتھ طبقاتی روابط کے توازن میں تبدیلیوں کا مطالعہ کرکے هی قطعی طور پر یہ ثابت کرنا ممکن هے کہ اس لمحے هم لڑائی مول نہیں لےسکتے ۔ همیں یہ بات پیش‌نظر رکھنا چاهئے اور اپنے آپ سے کہنا چاهئے : جو کچھ بھی مہلت همیں ملے ، خواہ وہ کتنی هی ناپائیدار هو خواہ اس کتنا هی مختصر ، سخت اور ذلت‌آمیز هو وہ جنگ سے بہتر هے کیونکہ اس سے لوگوں کو سانس لینے کا موقع ملتا هے ، کیونکہ اس سے همیں اس غلطی کا ازالہ کرنے کا موقع ملتا هے جو بورژوازی کر چکا هے ، وهی بورژوازی جسے اب جہاں بھی موقع ملتا هے چیختا هے خاص طور پر مقبوضہ علاقوں میں جرمنوں کےسایۂ عاطفت میں (تالیاں) ۔

بورژوازی چلا رها هے کہ بولشویک فوج کے تتربتر هونے کے ذمےدار هیں ، کوئی فوج نہیں هے ، اس کے قصوروار بولشویک هیں ۔ لیکن رفیقو، همیں ماضی پر نظر ڈالنا چاهئے ، پہلے همیں اپنے انقلاب کے ارتقا پر نظر ڈالنا چاهئے ۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ فوج سے فرار اور فوج کا انتشار انقلاب سے بہت پہلے ۱۹۱۶ ء میں شروع هو گیا تھا ، هر وہ شخص جس نے فوج دیکھی هے یہ ضرور تسلیم کرےگا ؟ اس کو روکنے کے لئے بورژوازی نے کیا کیا ؟ کیا یہ صاف نہیں هے کہ اس وقت سامراجیوں سے نجات پانے کا واحد موقع اس کے هاتھ میں تھا ، اور یہ موقع تھا مارچ اور اپریل میں جب سوویت تنظیمیں بورژوازی سے

ہاتھ کے ایک اشارے سے اپنے ہاتھ میں اقتدار لےسکتی تھیں۔ اور اگر اس وقت سوویتوں نے اقتدار حاصل کر لیا ہوتا ، اگر بورژوا اور پیٹی بورژوا دانش‌ور سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے دوش‌بدوش کیرینسکی کی مدد کرکے لوگوں کو دھوکہ دینے، خفیہ عہدنامے چھپانے اور فوج سے پیش‌قدمی کرانے کے بجائے — اگر تب وہ فوج کو امداد دیتے ، اسے اسلحات اور خوراک فراہم کرتے اور بورژوازی کو تمام دانشوروں کے ساتھ ساتھ مادروطن کی مدد کے لئے مجبور کرتے — بیوپاریوں کی مادروطن کے لئے نہیں اور نہ ان عہدناموں کی مادروطن کے لئے جو عوام کو قتل کرنے میں مدد دیتے ہیں (تالیاں)۔ اگر سوویتوں نے بورژوازی کو مزدوروں اور تمام محنت کش لوگوں کی مادروطن کے لئے مدد کرنے پر مجبور کیا ہوتا اور خستہ‌حال ، برہنہ‌پا اور بھوکی فوج کی امداد کی ہوتی تو صرف اسی صورت میں شاید ہمیں دس مہینے کا وقفہ مل جاتا جو فوج کے آرام کےلئے اور اس کےلئے متفقہ حمایت حاصل کرنے کے واسطے کافی تھا ، تاکہ محاذ سے فوج کا ایک قدم پسپا کئے بغیر ، خفیہ عہدنامے پھاڑ کر عام اور جمہوری امن کی تجویز پیش کی جا سکتی ، اور ایک بھی قدم پسپا کئے بغیر فوج محاذ پر ڈٹی رہتی۔ ایسا ہی امن حاصل کرنے کا موقع تھا جس کی مزدور اور کسان خوشی سے حمایت کرتے اور منظور کرتے۔ مادروطن کے دفاع کا طریقۂ‌کار یہ ہونا چاہئے تھا ۔ رومانوفوں ، کیرینسکیوں یا چیرنوفوں کی مادروطن کا نہیں ، خفیہ معاہدوں والی مادروطن کا نہیں ، غدار بورژوازی کی مادروطن کا نہیں بلکہ محنت کش عوام کی مادروطن کا۔ تو پھر جنگ سے انقلاب تک عبور کے ، روسی انقلاب سے عالمی اشتراکیت کے عبور کے دور کا کون ذمے‌دار ہے جو سخت آزمائشوں کا دور ہے۔ تو پھر انقلابی جنگ جیسی تجویز کھوکھلی لفاظی معلوم ہوتی ہے جب ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے پاس فوج نہیں ہے ، جب ہم جانتے ہیں کہ فوج کو برقرار رکھنا ناممکن تھا ، لوگ جنہیں حالات کا علم تھا یہ دیکھ سکتے تھے کہ فوج کو سبکدوش کرنے کا ہمارا فرمان کوئی اختراع نہ تھا بلکہ صریحی ضرورت کا نتیجہ تھا کیونکہ فوج کو برقرار رکھنا نا ممکن تھا۔ فوج برقرار نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ وہ افسر جو بولشویک نہیں تھا بالکل صحیح تھا جس نے اکتوبر انقلاب سے پہلے کہا تھا کہ فوج نہیں

لڑ سکتی اور نہ لڑےگی۔ یہ ہے نتیجہ بورژوازی کے ساتھ مہینوں تک سودے بازی کرنے کا اور جنگ جاری رکھنے پر لمبی چوڑی تقریروں کا۔ زیادہ یا چند انقلابیوں کے دلوں میں ایسی تقریروں کے پیچھے خواہ کتنے ہی نیک جذبات کیوں نہ ہوں وہ کھوکھلی انقلابی لفاظی ثابت ہوئیں جسے بین الاقوامی سامراج نے استعمال کیا تاکہ وہ دوبارہ اور زیادہ لوٹ کھسوٹ کر سکے جس طرح کہ وہ ہمارے طریقۂ کار کی یا سفارتی غلطی کے بعد کرتا رہا ہے، یعنی اس وقت سے جب ہم نے بریست عہدنامے پر دستخط نہیں کئے۔ جب ہم نے ان لوگوں سے کہا جو امن طے کرنے کے خلاف تھے کہ اگر ہمیں کتنی بھی مدت کی مہلت مل گئی تو وہ محسوس کریں گے کہ کسی بھی چیز کے مقابلے میں فوج کی صحت‌یابی اور محنت کش عوام کے مفاد زیادہ اہم ہیں اور اسی وجہ سے امن کا فیصلہ کرنا چاہئے — لیکن وہ اس بات پر جمے رہے کہ مہلت ممکن نہیں ہے۔

لیکن ہمارا انقلاب تمام پچھلے انقلابات سے مختلف ہے کیونکہ اس نے عوام میں تعمیروتخلیق کا جذبہ پیدا کیا ہے، دوردراز دیہات کے محنت کش لوگوں کو اور زاروں، زمینداروں اور بورژوازی کے ہاتھوں ذلیل، کچلے ہوئے اور مظلوم لوگوں کو بیدار کیا ہے۔ انقلاب کا یہ دور صرف اس وقت ہی انجام دیا جا رہا ہے، جب دیہات میں انقلاب ہو رہا ہے، جو زندگی کو نئے طریقے سے تعمیر کر رہا ہے۔ اس مہلت کےلئے خواہ وہ کتنی ہی مختصر ہو، کم ہو عہدنامے پر دستخط کرنا ہمارا فرض تھا اس لئے کہ ہم محنت کش عوام کے مفاد کو بورژوا جنگ بازوں کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں جو تلواریں کھڑکھڑا رہے ہیں اور ہم سے لڑنے کی اپیل کر رہے ہیں۔ انقلاب یہ سکھاتا ہے۔ انقلاب سکھاتا ہے کہ اگر ہم سے سفارتی غلطی ہوئی ہے، اگر ہم نے فرض کر لیا ہے کہ کل جرمن ہماری مدد کرنے آئیں گے، اگر ہمیں امید ہے کہ لیب کنیخت کو جلد کامیابی ہوگی (ہم جانتے ہیں کہ دیر یا سویر لیب کنیخت جیتیں گے، یہ مزدور تحریک کے ارتقا میں ناگزیر ہے (تالیاں)) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جذبات کے زیر اثر مشکل اشتراکی تحریک کے انقلابی نعرے کھوکھلی لفاظی بن جاتے ہیں۔ محنت کش لوگوں کا ایک بھی نمائندہ، واحد ایماندار مزدور جرمنی میں اشتراکی تحریک کو مدد دینے کےلئے بڑی سی بڑی قربانی کرنے سے منہ نہیں

سوڑےگا کیونکہ تمام وقت محاذ پر اس نے جرمن سامراجیوں اور جرمن سپاہیوں میں فرق کرنا سیکھا ہے جنھیں جرمن ڈسپلن کی اذیتیں سہنا پڑتی ہیں اور جن کی اکثریت کی ہمارے ساتھ ہمدردی ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ روسی انقلاب نے عمل میں ہماری غلطی درست کی ہے ، ہمیں مہلت دےکر اسے صحیح کیا ہے۔ امکان اس کا زیادہ ہے کہ مہلت انتہائی قلیل ہو لیکن ہمیں کم از کم قلیل مہلت ہی مل گئی جب فوج جو تھکی ہوئی اور بھوکی ہے اس حقیقت سے آگاہ ہوگی کہ اسے صحت‌یابی کا موقع دیا گیا ہے۔ ہم پر یہ واضح ہے کہ پرانی سامراجی جنگوں کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور تازہ جنگیں چھڑنے کے مزید مصائب کا ہمیں خطرہ ہے ، لیکن کئی تاریخی ادوار میں ایسی جنگوں کے دور آئے اور آخر میں وہ انتہائی غضبناک بن گئے۔ اسے نہ صرف پیتروگراد اور ماسکو کے جلسوں میں بلکہ دیہات میں لاکھوں کروڑوں لوگوں کو سمجھنا چاہئے۔ دیہی آبادی کے روشن خیال حصے کو جو محاذ سے لوٹا ہے اور جو جنگ کی تباہ‌کاریوں سے گزرا ہے اس کو یہ سمجھنے میں مدد کرنا چاہئے تاکہ کسانوں اور مزدوروں کی بڑی تعداد کو انقلابی محاذ کی ضرورت پر یقین آجائے اور وہ کہیں کہ ہمارا عمل صحیح تھا۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے یوکرین اور فنلینڈ حوالے کر دیا — کتنی ذلت کی بات ہے ! لیکن اس وقت جو حالت ہے وہ ایسی ہے کہ ہم فنلینڈ سے کٹ گئے ہیں جس کے ساتھ انقلاب سے پہلے ہمارا بن‌لکھا عہدنامہ تھا اور اب رسمی عہدنامہ ہے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم یوکرین حوالے کر رہے ہیں جسے چیرنوف، کیرینسکی اور تسیریتیلی تباہ‌وبرباد کر ڈالیں‌گے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم غدار ہیں ، ہم نے یوکرین کے ساتھ غداری کی ہے ! میرا جواب یہ ہے : رفیقو ، میں انقلاب کی تاریخ سے اتنا کافی واقف ہوں کہ ان لوگوں کی معاندانہ نظریں اور چیخیں مجھے پریشان نہیں کرتیں جو جذبات کی رو میں بہہ جاتے ہیں اور واضح فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ میں آپ کے سامنے ایک سادہ مثال پیش کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ دو دوست رات کے وقت چہل‌قدمی کر رہے ہیں اور ان پر دس آدمی حملہ کرتے ہیں۔ اگر یہ بدمعاش ان دو میں سے ایک کو الگ لے جاتے ہیں تو دوسرے کو

کیا کرنا چاھئے ؟ وہ کوئی مدد نہیں کر سکتا ، اگر وہ بھاگ جاتا ھے تو کیا وہ غدار ھے ؟ * اور فرض کیجئے کہ معاملے کا تعلق افراد سے نہیں اور نہ اس بات سے جہاں جذبات سے براہ‌راست تعلق رکھنے‌والے مسائل طے کئے جاتے ھیں بلکہ یہ معاملہ پانچ فوجوں کا ھے جن میں سے ھر ایک ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ھے جو دو لاکھ فوج کو گھیر لیتی ھیں ، اور ایک دوسری فوج بھی ھے جسے مورچہ‌بند فوج کی امداد کے لئے آنا چاھئے ۔ لیکن اگر اس دوسری فوج کو معلوم ھے کہ وہ یقینی جال میں پھنس جائےگی تو اسے پسپا ھو جانا چاھئے ، اسے اس وقت بھی پسپا ھو جانا چاھئے جب اس کی پسپائی کی پشت‌پناھی ایک بے‌حیا اور گندے امن سے کرنا پڑے — آپ جتنا چاھیں برا بھلا کہیں لیکن امن کا فیصلہ کرنا ضروری ھے ۔ اس ڈوئیل لڑنے‌والے کے جذبات پر توجہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں جو اپنی تلوار کو بلند کرکے کہتا ھے کہ اسے مر جانا ھی چاھئے کیونکہ وہ ذلت‌آمیز امن طے کرنے کے لئے مجبور کیا جا رھا ھے ۔ لیکن ھم سب جانتے ھیں ، خواہ ھم فیصلہ کیسا ھی کریں ، ھمارے پاس فوج نہیں ھے ، اور ھاتھ کے کوئی بھی اشارے ھمیں پسپا ھونے کی ضرورت سے نہیں بچا سکتے تاکہ ھمیں وقت ملے اور ھماری فوج صحت‌یاب ھو ۔ ھر شخص جو حقیقت کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتا ھے اور اپنے آپ کو انقلابی لفاظی سے دھوکہ نہیں دیتا اس بات سے اتفاق کرےگا ۔ ھر شخص جو لفاظی اور گھمنڈ سے اندھا نہیں ھو گیا ھے اور واقعات کا سامنا کرتا ھے یہ جانتا ھے ۔

اگر ھم یہ جانتے ھیں تو پھر ھمارا فرض ھے کہ ایسے سخت ، انتہائی سخت اور جبرستان عہدنامے پر دستخط کر دیں ، اس لئے کہ ، ایسا کرکے ھم اپنے لئے اور اپنے اتحادیوں کے لئے بہتر حالت حاصل کر سکتے ھیں ۔ کیا ھم نے ۳ مارچ والے امن کے عہدنامے پر دستخط کرکے واقعی کچھ کھویا ؟ کوئی بھی شخص جو رئیس ڈوئیل لڑناوالے کے نقطۂ‌نظر سے نہیں بلکہ عوامی تعلقات کے نقطۂ‌نظر سے چیزوں کو

---

* آخری جملہ روئداد میں غالباً غلط لکھا گیا ھے ۔ اسے یوں ھونا چاھئے : ”وہ مدد کئے بغیر نہیں رہ‌سکتا، اور اگر وہ بھاگ جاتا ھے تو کیا وہ غدار نہیں ھے،، ؟ (ایڈیٹر)

دیکھنا چاھتا ھے وہ یہ سمجھ پائےگا کہ فوج کے بغیر یا فوج کی بیمار باقیات کے بل پر جنگ قبول کرنا اور اسے انقلابی جنگ کہنا فریب‌نفس ھوگا اور عوام کو انتہائی فریب میں مبتلا کرنا ھوگا۔ ھمارا فرض ھے کہ عوام سے سچ کہیں : بےشک امن سخت ھے ، یوکرین اور فنلینڈ تباہ ھو رھے ھیں لیکن ھمیں یہ امن قبول کرنا چاھئے ، روس میں طبقاتی شعور رکھنے والے تمام محنت‌کش عوام بھی اسے قبول کریں‌گے کیونکہ وہ اس بےملمع صداقت کو جانتے ھیں ، انھیں جنگ کا مطلب معلوم ھے، وہ جانتے ھیں کہ اس مفروضے پر کہ جرمنی میں انقلاب جلد ھونےوالا ھے ھر چیز کی تاش کے صرف ایک پتے پر بازی لگانا خودفریبی ھے۔ امن طے کرکے ھم نے وھی حاصل کیا جو ھم نے فنلینڈ کے اپنے دوستوں کو دیا — مہلت ، امداد نہ کہ تباھی۔

مجھے تاریخ میں کئی مثالیں معلوم ھیں جب اس سے بھی زیادہ جبرستان امن کے عہدنامے کئے گئے ، ایسے عہدنامے جنھوں نے پوری قوموں کو فاتح کے رحم‌وکرم کے حوالے کر دیا۔ آئیے ، ھمارے امن کا تیلسیت کے امن سے مقابلہ کریں ، تیلسیت کا امن ایک فاتح نے پروشیا اور جرمنی پر زبردستی ٹھونسا تھا۔ وہ امن اتنا سخت تھا کہ نہ صرف تمام جرمن ریاستوں کے تمام دارالخلافوں پر قبضہ کر لیا گیا ، نہ صرف پروشیائی لوگوں کو تیلسیت تک دھکیل دیا گیا — اس کا مطلب یہی ھے کہ جیسے ھم کو اومسک یا تومسک تک دھکیل دیا جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس سے بھی بدتر یہ ھوا کہ نپولین نے مفتوح لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کی جنگوں کے لئے امدادی سپاھی فراھم کریں۔ لیکن اس کے باوجود جب حالت ایسی ھو گئی کہ جرمن عوام کو فاتح کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا ، جب فرانس میں انقلابی جنگوں کے دور کی جگہ تسلط کی سامراجی جنگوں کے عہد نے لےلی تب ایک انکشاف ھوا جسے وہ لوگ سمجھنا نہیں چاھتے جو کھوکھلی لفاظی کے راگ الاپتے ھیں ، یعنی ایسے لوگ جو امن کے عہدنامے کو سقوط تصور کرتے ھیں۔ ایسی ذھنیت رئیس ڈوئیل لڑنےوالے میں قابل فہم ھے لیکن مزدور یا کسان میں نہیں۔ آخرالذکر سخت جنگ سے گزرا ھے اور اس نے آنکنا سیکھ لیا ھے۔ اس سے بھی زیادہ سخت آزمائشیں ھوئی ھیں اور زیادہ پسماندہ قومیں ان پر پوری اتری ھیں۔ سخت‌تر امن کے عہدناموں

پر دستخط ھوئے ھیں ، جرمنوں نے ایسے ایک عھدنامے پر دستخط کئے اس دور میں جب ان کے پاس فوج نھیں تھی یا جب ھماری طرح ان کی فوج بیمار تھی۔ انھوں نے نپولین کے ساتھ بھت سخت عھدنامہ کیا۔ لیکن وہ امن جرمنی کے لئے تباھی کا سبب نھیں بنا — اس کے برعکس وہ نقطۂ تغیر ، قومی دفاع اور احیاۓ نو بن گیا۔ ھم بھی ایسے ھی نقطۂ تغیر پر ھیں اور ملتے جلتے حالات سے گزر رھے ھیں۔ ھمیں سچائی کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا چاھئے اور تمام کھوکھلی لفاظی اور اعلانات کو خیرباد کھنا چاھئے۔ ھمیں کھنا چاھئے کہ اگر امن ضروری ھے تو اسے طے کرنا چاھئے۔ آزادی کی جنگ ، طبقاتی جنگ ، عوامی جنگ نپولینی جنگ کی جگہ لے گی۔ نپولینی جنگوں کا نظام بدلے گا ، جنگ کی جگہ امن آئے گا اور امن کی جگہ جنگ ، ھر سخت امن سے ھمیشہ جنگ کی وسیع‌تر تیاریاں ھوئی ھیں۔ سخت‌ترین امن کا عھدنامہ — تیلسیت کا امن — تاریخ میں اس دور کی جانب ایسا نقطۂ تغیر شمار کیا جاتا ھے جب جرمن عوام نے مڑنا شروع کیا ، جب وہ تیلسیت تک ، روس تک پسپا ھوئے لیکن وہ دراصل وقت حاصل کر رھے تھے ، بین‌الاقوامی حالات میں تبدیلی کے منتظر تھے جو ایک زمانے میں نپولین کے حق میں تھے — وہ بھی ھوھین زولرن یا ھنڈن‌برگ کی طرح لٹیرا تھا — اور اس وقت تک انتظار کرتے رھے کہ حالت بدل گئی ، یھاں تک کہ جرمن عوام جنھیں نپولینی جنگوں اور شکستوں نے کئی دھائیوں تک ستایا تھا صحت‌یاب ھو گئے اور انھوں نے احیاۓنو حاصل کر لی۔ تاریخ ھمیں یہ سکھاتی ھے، یھی وجہ ھے کہ ھر قسم کی مایوسی اور لفاظی مجرمانہ حرکت ھے، اور اسی لئے سب یھی کھیں گے : ھاں، پرانی سامراجی جنگیں ختم ھو رھی ھیں۔ ایک تاریخی نقطۂ‌تغیر آن‌پھنچا ھے۔

اکتوبر کے بعد سے ھمارا انقلاب مسلسل فتحیاب رھا ، اور اب مشکلات کی ایک طویل مدت شروع ھو گئی ھے ، ھمیں نھیں معلوم کہ یہ کتنی طویل ھوگی لیکن اتنا ضرور جانتے ھیں کہ یہ شکستوں اور پسپائیوں کا طویل اور مشکل زمانہ ھوگا کیونکہ قوتوں کا توازن ایسا ھی ھے ، کیونکہ پسپا ھوکر ھم لوگوں کو صحت‌یاب ھونے کا موقع دیں گے۔ ھم یہ سچائی ھر مزدور اور کسان کو محسوس کرانا ممکن بنائیں گے اور اسے یہ سمجھا سکیں گے کہ مظلوم عوام کے خلاف سامراجیوں

کی نئی جنگیں شروع ہو رہی ہیں اور ہر مزدور اور کسان محسوس کرےگا کہ مادروطن کی دفاع کےلئے اسے کمربستہ ہو جانا چاہئے کیونکہ ہم اکتوبر سے دفاع پسند ہو گئے ہیں۔ ۲۵ اکتوبر سے ہم اعلانیہ کہہ رہے ہیں کہ ہم مادروطن کی دفاع کے حق میں ہیں کیونکہ ہماری مادروطن موجود ہے جہاں سے ہم نے کیرینسکیوں اور چیرنوفوں کو نکال باہر کیا ہے، کیونکہ ہم نے خفیہ عہدنامے پھاڑ ڈالے ہیں، کیونکہ ہم نے بورژوازی کو کچل دیا ہے — فی‌الحال اچھی طرح سے نہیں، لیکن یہ بہتر کرنا ہم سیکھیں گے۔

رفیقو، جرمن عوام اور روسی عوام کی حالت کے درمیان ایک اور اہم فرق ہے جنھیں جرمن حملہ‌آوروں کے ہاتھوں سخت شکست نصیب ہوئی ہے — فرق اتنا زبردست ہے کہ اسے ضرور بتانا چاہئے، اگرچہ اپنی تقریر کے پچھلے حصے میں میں اس پر تھوڑی بہت روشنی ڈال چکا ہوں۔ رفیقو، ایک سو سال سے بھی زیادہ پہلے جب جرمن عوام تسلط کی انتہائی سفاک جنگوں کے عہد میں داخل ہوئے، اس عہد میں جب انھیں پسپا ہونا اور قبل اس کے کہ وہ بیدار ہوں انھیں ایک کے بعد دوسرے شرمناک عہدنامے پر دستخط کرنا پڑتا تھا — اس وقت جرمن لوگ کمزور اور پسماندہ تھے — بالکل ویسے ہی اور کچھ نہیں۔ ان کے خلاف نہ صرف فاتح نپولین کی قوتیں اور طاقت صف آرا تھیں، ان کے دوبدو ایسا ملک تھا جو انقلابی اور سیاسی لحاظ سے اور ہر معاملے میں جرمنی سے کہیں زیادہ بلند تھا دوسرے ملکوں سے بھی زیادہ بلند تھا، وہ ایسا ملک تھا جو نقطۂ‌عروج پر تھا۔ وہ ان لوگوں سے کہیں زیادہ بلند تھا جو سامراجیوں اور زمینداروں کی غلامی میں جکڑے ہوئے تھے۔ میں دہراتا ہوں، ایسے لوگ جو کمزور اور پسماندہ ہونے کے علاوہ اور کچھ نہ تھے انھوں نے اپنے تلخ تجربات سے سیکھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم بہتر حالت میں ہیں، ہم نہ صرف کمزور اور نہ صرف پسماندہ لوگ ہیں، بلکہ ہم وہ لوگ ہیں جو — کسی خاص خدمات یا تاریخی مقدر کی وجہ سے نہیں بلکہ تاریخی حالات کی یکجائی کے سبب — عالمی اشتراکی انقلاب کا پرچم بلند کرنے کا شرف حاصل کرسکے۔ (تالیاں)۔

رفیقو، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ جھنڈا کمزور ہاتھوں میں ہے، یہ میں پہلے بھی کئی بار صاف صاف کہہ چکا ہوں اور یہ

بھی کہ اگر ترقی یافتہ ملکوں کے مزدور مدد کے لئے نہیں آئے تو انتہائی پسماندہ ملک کے مزدور یہ پرچم نہیں تھام سکیں گے۔ جو اشتراکی اصلاحات ہم نے نافذ کی ہیں وہ کئی پہلوؤں کے لحاظ سے مکمل نہیں ہیں، وہ معیار سے نیچے اور ناکافی ہیں، وہ ترقی یافتہ مغربی یورپی مزدوروں کے لئے پیش رو کا کام کریں گی اور وہ اپنے آپ سے کہیں گے: ''روسیوں نے ایسی اچھی ابتدا نہیں کی جیسی کہ کرنا چاہئے تھی''۔ اہم بات یہ ہے کہ ہمارے لوگ جرمنوں کے مقابلے میں نہ صرف کمزور اور پسماندہ ہیں، وہ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے انقلاب کا جھنڈا بلند کیا۔ اگرچہ تمام ملکوں کا بورژوازی اپنے اخباروں کے کالم بولشویکوں کے خلاف بہتانوں سے بھر رہا ہے، اگرچہ فرانس، برطانیہ، جرمنی وغیرہ میں سامراجی اخبارات بہ یک آواز بولشویکوں کو کوستے ہیں لیکن کسی بھی ملک میں مزدوروں کے ایک بھی جلسے میں ہماری اشتراکی حکومت کے نام اور اس کے نعروں کے خلاف احتجاج نہیں کیا گیا (ایک آواز: ''جھوٹ'')۔ نہیں، ایسا نہیں ہے، یہ سچ ہے۔ جو بھی پچھلے چند ماہ میں جرمنی، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ یا امریکہ گیا ہے وہ آپ کو بتائے گا کہ یہ سچ ہے، جھوٹ نہیں ہے، روس میں سوویت اقتدار کے نمائندوں کے ناموں اور نعروں کا مزدور انتہائی پرجوش طریقے سے خیر مقدم کرتے ہیں اور جرمنی، فرانس وغیرہ کے بورژوازی کے فریب کے باوجود مزدور عوام یہ سمجھ چکے ہیں کہ خواہ ہم کتنے ہی کمزور ہوں روس میں ان کا مقصد انجام دیا جا رہا ہے۔ ہاں، ہمارے عوام کو بے حد بھاری بوجھ برداشت کرنا ہے، اس بوجھ کو خود انھوں نے اپنے ذمے لیا ہے، لیکن وہ لوگ جو سوویت اقتدار قائم کر سکے تباہ نہیں ہو سکتے۔ میں پھر دھراتا ہوں — ایسا ایک بھی سیاسی باشعور اشتراکی یا انقلاب کی تاریخ سمجھنے والا ایک بھی مزدور نہیں ہے جو اس پر اختلاف رائے کرے کہ سوویت اقتدار تمام نقائص کے باوجود — جنھیں میں اچھی طرح جانتا ہوں اور جن کا مجھے بخوبی اندازہ ہے — بلند ترین ریاست کا نمونہ اور پیرس کمیون کا براہ راست جانشیں ہے۔ سوویت اقتدار دوسرے تمام یورپی انقلابات سے ایک منزل اوپر پہنچ گیا ہے اس لئے ہمیں ان مشکل حالات سے گزرنا نہیں پڑ رہا ہے جن سے جرمن لوگ ایک سو سال پہلے گزرے

تھے - لٹیروں کے درمیان قوتوں کے توازن میں تبدیلی ، تضاد سے فائدہ
اٹھانا ، لٹیرے نپولین ، لٹیرے الکساندر اول اور لٹیری برطانوی بادشاہت
کے مطالبات پورے کرنا — جرمنوں کے لئے جو جاگیرداری کی چکی میں
پس رہے تھے - صرف یہی باقی تھا ، صرف ایک موقع - اس کے باوجود
جرمن عوام تیلسیت کے امن سے تباہ نہیں ہوئے - میں پھر کہتا ہوں ،
کہ ہمارے حالات بہتر ہیں ، کیونکہ تمام مغربی یورپی ملکوں میں
ہمارا طاقتور اتحادی ہے — بین‌الاقوامی اشتراکی پرولیتاریہ ، پرولیتاریہ
جو ہمارے ساتھ ہے خواہ ہمارے دشمن کچھ بھی کہیں (تالیاں) -
یہ سچ ہے کہ اس اتحادی کے لئے آواز بلند کرنا آسان نہیں ہے جیسا کہ
فروری ۱۹۱۷ ء کے آخر تک ہمارے لئے بھی ایسا کرنا آسان نہ تھا - یہ
اتحادی زیرزمیں ہے ، فوجی قیدخانوں میں بند ہے ، تمام سامراجی ملک
ان میں تبدیل کردئے گئے ہیں ، لیکن وہ ہمیں جانتا ہے اور ہمارے
مقصد کو سمجھتا ہے - اس کے لئے ہماری امداد کو آنا مشکل ہے ،
اس لئے سوویت فوج کو کہیں زیادہ وقت اور صبر کی ضرورت ہوگی اور
کئی آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا قبل اس کے کہ اتحادی ہماری مدد
کرے — ہم التوا کے چھوٹے سے بھی موقع سے فائدہ اٹھائیں گے کیونکہ
وقت ہمارے ساتھ ہے - ہمارا مقصد کامیاب ہو رہا ہے ، سامراجیوں
کی قوتیں کمزور ہو رہی ہیں ، اور "تیلسیت ،، امن سے خواہ کتنی
ہی آزمائشیں اور شکستیں پیدا ہوں ہم پسپائی کا طریقۂ کار شروع کر
رہے ہیں ، اور میں پھر کہتا ہوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ
سیاسی طور پر باشعور پرولیتاریہ اور اسی طرح سیاسی طور پر باشعور
کسان ہمارے ساتھ ہیں ، ہم نہ صرف بہادرانہ حملے کرنے کے قابل
ہوں گے بلکہ جری پسپائی بھی کریں گے اور ہم اس وقت تک انتظار
کریں گے جب ہماری امداد کے لئے بین‌الاقوامی اشتراکی پرولیتاریہ آئے گا
اور پھر ہم دوسرے اشتراکی انقلاب کا آغاز کریں گے جو اپنی وسعت
کے لحاظ سے عالمی ہوگا (تالیاں) -

"پراودا ،، ("سوتسیال دیموکرات ،،)
شمارے ۴۷ اور ۴۸ - ۱۶ ، ۱۷ مارچ
۱۹۱۸ ء -

لینن کا مجموعۂ تصانیف ،
پانچواں روسی ایڈیشن ،
جلد ۳۶ ، صفحات ۹۲ —

(۲)

امن کے عہدنامے کی توثیق کے متعلق رپورٹ پر آخری کلمات

۱۵ مارچ

رفیقو، اپنی پہلی تقریر میں جو کچھ میں نے انقلابی جنگ کے کردار کے بارے میں کہا، جس کی ہم سے تجویز کی گئی ہے، اگر میں اس کی تصدیق چاہتا ہوں تو بہترین اور انتہائی واضح تصدیق مجھے بائیں بازووالے اشتراکی انقلابیوں کے نمائندے کی رپورٹ سے (۵۳) ملتی ہے۔ میری رائے میں یہ بےحد مناسب ہوگا کہ میں ان کی تقریر کو لفظ‌به‌لفظ لکھی ہوئی رپورٹ سے دھراؤں، اس طرح ہم دیکھیں‌گے کہ اپنی تجاویز کی تائید میں وہ کیا دلائل پیش کرتے ہیں۔ (لفظ‌به‌لفظ لکھی ہوئی رپورٹ پڑھ کر سناتے ہیں۔)

یہ رہا ان دلائل کا نمونہ جن پر وہ تکیہ کرتے ہیں۔ یہاں مقامی دیہی جلسے کی بات کی گئی (۵۴)۔ جو لوگ اس جلسے کو مقامی دیہی جلسہ خیال کرتے ہیں وہ ایسے ہی دلائل استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے الفاظ دھراتے تو ہیں مگر انہیں سوچنے کے اہل نہیں ہیں۔ لوگ وہی دھراتے ہیں جو بولشویکوں نے بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابیوں کو سکھایا تھا جب آخرالذکر دائیں‌بازووالوں کے بیچ میں تھے۔ اور جب وہ بولتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا اسے انہوں نے حفظ یاد کر لیا تھا لیکن جس پر وہ مبنی تھا اسے وہ نہیں سمجھے، اور اس کو

وہ اب دھرا رہے ہیں - تسیریتیلی اور چیرنوف دفاع پسند تھے اور اب ہم دفاع پسند ہیں ، ہم ''غدار ،، ہیں ، ہم '' دغاباز ،، ہیں - یہاں بورژوا کے شریک جرم مقامی دیہی جلسے کی بات کرتے ہیں - جب وہ یہ کہتے ہیں تو آنکھیں لڑاتے ہیں - لیکن ہر مزدور دفاع پسندی کے ان مقاصد کو اچھی طرح سمجھتا ہے جو تسیریتیلی اور چیرنوف کے رہبر تھے اور ان بنیادوں کو بھی جن کے نتیجے میں ہم دفاع پسند بنے -

اگر ہم روسی سرمایہ داروں کی تائید کریں جو آبنائے درہ دانیال ، آرمینیا اور گالیشیا حوالے کرنا چاہتے تھے ، جیسا کہ خفیہ عہدناسے میں درج ہے ، تو یہ چیرنوف اور تسیریتیلی کے معنوں میں دفاع پسندی ہوگی ، تب ایسی دفاع پسندی شرمناک تھی ، لیکن اب ہماری دفاع پسندی قابل تعظیم ہے - (تالیاں)

اور جب میں ایسے دلائل کے ساتھ کامکوف کی تقریر کی لفظ بہ لفظ لکھی ہوئی رپورٹ میں دوبار دھرایا ہوا یہ بیان دیکھتا ہوں کہ بولشویک جرمن سامراج کے دلال ہیں (دائیں طرف سے تالیاں) ، یہ سخت الفاظ ہیں — مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہے کہ جن لوگوں نے کیرینسکی کی پالیسی پر عمل کیا تھا تالیاں بجا کر اب اس پر زور دے رہے ہیں (تالیاں) - اور ظاہر ہے ، یقینی سخت الفاظ پر اعتراض کرنا میرا کام نہیں ہے - میں ان کے خلاف کبھی اعتراض نہیں کروں گا - میں صرف یہ کہوں گا کہ سخت ہونے کے لئے آدمی کو ایسا کرنے کا حق ہونا چاہئے اور سخت ہونے کا حق اس طرح ملتا ہے کہ آدمی کے الفاظ اپنے عمل سے مختلف نہ ہوں - یہ ایک چھوٹی سی شرط ہے جسے بہت سے دانشور لوگ پسند نہیں کرتے لیکن اس کا مطلب مزدوروں اور کسانوں نے مقامی دیہی جلسے تک میں سمجھ لیا ہے ، مقامی دیہی جلسہ اتنی معمولی چیز ہے - انھوں نے مقامی دیہی جلسوں اور سوویت تنظیموں میں دونوں جگہ اس کا مطلب سمجھ لیا ہے ، اور ان کے الفاظ ان کے عمل سے مختلف نہیں ہوتے - لیکن ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ بائیں بازو والے اشتراکی انقلابی دائیں بازو والے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی میں اکتوبر تک شامل رہے ، اس وقت جب کہ آخرالذکر اقتدار کی کرسیوں کا انعام حاصل کر رہے تھے ، جب وہ دلالوں کا کام کر رہے

تھے کیوں کہ خفیہ عہدناسوں کے ستعلق اپنے ہونٹ سینے کے عوض ان سے وزارت کی گدیوں کا وعدہ کیا گیا تھا (تالیاں) - لیکن ان لوگوں کو سامراج کا دلال کیوں کر کہا جاسکتا ھے جنھوں نے درحقیقت اس کے خلاف اعلان جنگ کیا، عہد نامے پھاڑے اور خطرہ‌سول لیا کہ بریست میں گفت‌وشنید کو طول دیا جائے، یہ جانتے ہوئے کہ اس سے سلک تباہ ہوگا، فوجی حملہ اور متعدد بے‌مثال شکستیں برداشت کیں اور عوام سے مطلق کوئی چیز نہیں چھپائی -

سارتوف نے یہاں ھمیں یقین دلانے کی کوشش کی ھے کہ انھوں نے عہدنامہ نہیں پڑھا - جس کا جی چاھے ان پر یقین کرے - ھم جانتے ھیں کہ یہ لوگ کافی اخبارات پڑھنے کے عادی ھیں، لیکن انھوں نے عہدنامہ نہیں پڑھا (تالیاں) - جس کا جی چاھے یقین کرے - لیکن میں آپ سے کہوں‌گا کہ اگرچہ اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی اچھی طرح جانتی ھے کہ تشدد کے دوبدو ھم پیچھے ھٹ رھے ھیں، جیسے ھم نے پوری طرح واضح کر دیا ھے کہ ایسا ھم جان بوجھ کر کر رھے ھیں، ھم نے صاف گوئی کے ساتھ کہا ھے کہ ھم ابھی لڑنے کے قابل نہیں ھیں اور پسپا ھو رھے ھیں — تاریخ میں انتہائی شرمناک عہدناموں اور کئی جنگوں کی مثالیں موجود ھیں — جب لوگ اس کے جواب میں لفظ ”دلال“ استعمل کرتے ھیں تو ایسی کرختگی سے ان کا ھی پردہ چاک ھو جاتا ھے، اور جب وہ ھمیں یہ یقین دلاتے ھیں کہ وہ جو کچھ کر رھے ھیں اس کی ذمے‌داری ان پر نہیں ھے — تو کیا یہ حیلہ‌سازی نہیں ھے جب لوگ ذمے‌داری سے بے‌تعلقی ظاھر کرتے ھیں لیکن حکوست کی کرسیوں سے چمٹے رہتے ھیں؟ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ جب وہ ذمے‌داری سے اپنی بے‌تعلقی کا اعلان کرتے ھیں — وہ ذمے‌داری سے سبکدوش نہیں ھو جاتے، اور وہ یہ سوچنے میں غلطی پر ھیں کہ یہ مقامی دیہی جلسہ ھے - نہیں، محنت‌کش عوام میں جو ایماندار اور بہترین عنصر ھے وہ یہاں ھے (تالیاں) - یہ کوئی بورژوا پارلیمنٹ نہیں ھے جہاں لوگ سال میں ایک یا دو بار اپنی نشستوں پر بیٹھنے اور بھتہ پانے کے لئے منتخب کئے جاتے ھیں - یہاں وہ لوگ ھیں جو صوبوں سے آئے ھیں اور کل جب وہ اپنے اپنے صوبوں میں ہوں گے تو بتائیں‌گے کہ بائیں بازووالے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی کا اثر

کم ہو رہا ہے جو اس کی مستحق ہے ، کیونکہ پارٹی جس کا عمل ایسا ہے وہ کسانوں میں بھی ایسا ہی صابن کا بلبلہ ہے جیسی کہ وہ مزدور طبقے میں ثابت ہو گئی ہے (تالیاں ، آوازیں : ''بالکل ٹھیک ،،) ۔

مزیدبراں ، میں کامکوف کی تقریر کا ایک اور حصہ نقل کروں گا ، یہ دکھانے کےلئے کہ استحصال کے شکار محنت کش عوام کے ہر نمائندے کا اس پر کیا ردعمل ہونا چاہئے ۔ ''کل جب رفیق لینن نے کہا کہ رفقا تسیریتیلی اور چیرنوف اور دوسروں نے فوج میں پست‌ہمتی پیدا کی تو کیا ہم یہ کہنے کی ہمت نہیں کر سکتے کہ لینن نے اور میں نے بھی فوج میں پست‌ہمتی پھیلائی ! ،، وہ اصل نقطے سے بہت دور بھٹک گئے (تالیاں) ۔ انھوں نے سنا تھا کہ ہم شکست‌پسند تھے اور اسے اس وقت یاد کیا جب ہم شکست‌پسند نہیں رہے ۔ انھوں‌نے غلط وقت پر اسے یاد کیا ۔ انھوں نے الفاظ رٹ لئے ہیں ، ان کے پاس کھیلنے کے لئے انقلابی لفاظی کا جھنجھنا ہے ، لیکن ان میں اصلی صورت‌حال پر غوروفکر کرنے کی صلاحیت نہیں ہے (تالیاں) ۔ میں دعوی کرتا ہوں کہ ایک ہزار مقامی دیہی جلسوں میں جہاں سوویت اقتدار مستحکم ہو گیا ہے نو سو سے زیادہ جلسوں کے لوگ بائیں‌بازو والے اشتراکی انقلابیوں کے متعلق کہیں گے کہ اب وہ اعتماد کے مستحق نہیں رہے ۔ وہ کہیں گے : ٹھیک ہے ، ہم نے فوج میں پست‌ہمتی پھیلائی ، اور اسے ہمیں اب یاد رکھنا چاہئے ۔ لیکن ہم نے فوج میں کیسے پست‌ہمتی پھیلائی ؟ زار کے عہد میں ہم شکست پسند تھے لیکن تسیریتیلی اور چیرنوف کے دور میں ہم شکست‌پسند نہیں رہے ۔ ہم نے ''پراودا ،، میں اعلان شائع کیا جس میں کریلینکو نے اس وقت فوج سے خطاب کیا تھا جب اس کا تعاقب کیا جا رہا تھا : ''میں پیتروگراد کیوں جا رہا ہوں ،، ۔ اس نے کہا : ''ہم تم کو بغاوتوں کے لئے آمادہ نہیں کر رہے ہیں ۔ ،، یہ فوج کو پست‌ہمت کرنا نہیں تھا ۔ ان لوگوں نے جنھوں نے اس جنگ کو عظیم جنگ کہا وہ فوج کو پست‌ہمت بنانے کے ذمے‌دار ہیں ۔

فوج کو پست‌ہمت بنانےوالے تسیریتیلی اور چیرنوف ہیں کیوں‌کہ انھوں نے عوام سے شاندار الفاظ کہے ، ایسے الفاظ جنھیں آنکھیں بند

کر کے کئی بائیں بازووالے اشتراکی انقلابی استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ الفاظ سے کھیلنا آسان ہے ، لیکن روسی عوام مقامی دیہی جلسوں میں ان پر غوروفکر کرنے اور انھیں سنجیدگی سے اپنانے کے عادی ہیں۔ لیکن اگر لوگوں سے تو یہ کہا گیا کہ ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور سامراجی جنگ کی شرائط پر گفت‌وشنید کی تو میں پوچھتا ہوں : خفیہ معاہدوں اور جون کی پیش‌قدمی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ؟ انھوں نے فوج کو اس طرح پست‌ہمت کیا۔ اگر انھوں نے لوگوں سے سامراج کے خلاف جدوجہد ، مادروطن کی مدافعت کی باتیں کیں تو لوگوں نے اپنے آپ سے سوال کیا : کیا یہ کہیں بھی سرمایہ‌داروں کی گردن ناپ رہے ہیں ؟ اس طرح انھوں نے فوج میں پست‌ہمتی پیدا کی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا ، جس کی کسی نے بھی تردید نہیں کی ، فوج کو نجات مل جاتی اگر ہم مارچ یا اپریل میں اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیتے ، اور اگر استحصال کرنےوالوں کی غضبناک نفرت کے بجائے کیوں کہ ہم نے انھیں دبایا — وہ بجا طور پر ہم سے نفرت کرتے ہیں — اگر اس کے بجائے انھوں نے محنت کش اور مظلوم عوام کی مادروطن کے مفاد کو کیرینسکی اور ریابوشینسکی کے خفیہ عہدناموں اور آرمینیا ، گالیشیا اور آبنائے درہ‌دانیال کے منصوبوں‌والی مادروطن کے مفاد کے مقابلے میں بلند رکھا ہوتا تو اس طرح فوج کو نجات مل سکتی تھی۔ اور اس سلسلے میں — عظیم روسی انقلاب کی ابتدا سے ، خاص کر مارچ سے جب تمام ملکوں کے عوام سے ادھوری اپیل کی گئی تھی — حکومت جس نے تمام ملکوں کے بنک‌کاروں کا تختہ الٹنے کی اپیل کی تھی خود بنک‌کاروں کے ساتھ منافع اور مراعات میں ساجھا کر رہی تھی — اس بات نے فوج میں پست‌ہمتی پھیلائی اور اسی وجہ سے فوج برقرار نہیں رہ سکی (تالیاں) ۔

میں حتمی طور سے کہتا ہوں کہ ہم نے — کریلینکو کی اس اپیل سے لے کر جو کہ پہلی نہیں تھی اور جو مجھے اس لئے یاد آ گئی کہ وہ میرے ذہن کے کسی گوشے میں پڑی رہ گئی تھی — ہم نے فوج کو پست‌ہمت نہیں بنایا بلکہ کہا : محاذ پر ڈٹے رہو۔ جتنی جلد تم اقتدار حاصل کروگے اتنا ہی زیادہ آسانی سے اسے قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اور اب یہ کہنا : ہم خانہ جنگی کے خلاف ہیں اور مسلح

بغاوت کے حق میں ہیں ۔ یہ کتنی غیرمعقول بات ہے اور بعض لوگوں کا یہ کتنا سفلہ‌پن ہے ۔ جب یہ بات دیہات میں پہنچےگی اور جب وہاں سپاہی جنہوں نے جنگ کو دانشوروں کی نظر سے نہیں دیکھا اور جو جانتے ہیں کہ لکڑی کی تلوار چلانا آسان ہے ، جب وہ کہیں‌گے کہ ایسے نازک لمحے جب وہ برہنہ پا ، بری طرح ملبوس اور مصیبت میں تھے تو ان کی مدد اس طرح کی گئی کہ انہیں پیش‌قدمی کرنے پر مجبور کیا گیا — اب ان سے کہا جا رہا ہے : کوئی فکر کی بات نہیں کہ فوج نہیں ، اس کی جگہ مسلح بغاوت ہوگی ۔ لوگوں کو ایسی باقاعدہ فوج کے خلاف محاذآرا کرنا جو ٹیکنکی سامان کے لحاظ سے کہیں زیادہ برتر ہے — یہ مجرمانہ حرکت ہے اور اشتراکیوں کی حیثیت سے ہم نے ایسی ہی تعلیم دی ہے ۔ بےشک جنگ نے بھی بہت کچھ سکھایا ، صرف یہی نہیں کہ لوگوں نے مصیبتیں برداشت کیں بلکہ یہ بھی کہ جن کے پاس سب سے زیادہ ٹیکنکی سامان ، تنظیم اور ڈسپلن ہوتا ہے اور جو بہترین اسلحات کے مالک ہوتے ہیں وہی فتح حاصل کرتے ہیں ۔ یہ جنگ نے سبق دیا ہے ، اور یہ اچھا ہی ہوا کہ اس نے ایسا سکھایا ۔ یہ سیکھنا ضروری ہے کہ جدید سماج میں مشینوں کے بغیر ، ڈسپلن کے بغیر رہنا نا ممکن ہے — یا تو جدید ٹیکنیک سیکھئے یا کچل دئے جائیے ۔ تکلیف‌دہ مصائب کے برسوں نے کسانوں کو سکھایا ہے کہ جنگ کیا چیز ہے ۔ اگر کوئی مقامی دیہی جلسوں میں تقریر جھاڑنے جائےگا ، اگر بائیں بازووالے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی وہاں جائےگی تو اسے واجبی سزا ملےگی (تالیاں) ۔

ایک اور مثال ، کامکوف کی تقریر سے ایک اور اقتباس (وہ اسے پڑھتے ہیں) ۔

بعض وقت سوال کھڑے کرنا حیرت‌انگیز طور پر آسان ہوتا ہے ۔ ایک کہاوت ہے ، ذرا ناشائستہ اور بھدی سی — جو ایسے سوالات سے تعلق رکھتی ہے — افسوس ہے کہ میں اس کے الفاظ تبدیل نہیں کر سکتا — میں آپ کو اسے یاد دلاؤں‌گا : ایک بیوقوف زیادہ سوالات کر سکتا ہے ان دس عقلمند لوگوں کے مقابلے میں جو جواب دے سکتے ہیں (تالیاں ، شور) ۔

رفیقو ، جو اقتباس ابھی میں نے پڑھا ہے اس میں مجھ سے اس سوال

کا جواب پوچھا گیا ہے : کیا مہلت ایک ہفتہ ، دو ہفتے یا اس سے زیادہ رہے گی ؟ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی مقامی دیہی جلسے میں یا کسی بھی کارخانے میں کوئی شخص ایک سنجیدہ پارٹی کے نمائندے کی حیثیت سے اس قسم کا سوال کرے گا تو لوگ اس پر ہنسیں گے اور اسے باہر نکالدیں گے کیونکہ کسی بھی مقامی دیہی جلسے میں لوگ سمجھیں گے کہ ایسی بات کے بارے میں سوال اٹھانے کی کوئی تک نہیں ہے جو معلوم نہیں کی جا سکتی ۔ اسے کوئی بھی مزدور اور کسان سمجھ سکتا ہے (تالیاں) ۔ اگر آپ جواب کے لئے بالکل اصرار کرتے ہیں تو میں آپ سے کہوں گا کہ بلاشبہ کوئی بھی بائیں بازووالا اشتراکی انقلابی جو اخباروں میں لکھتا ہے یا جلسوں میں تقریریں کرتا ہے ، بتائے گا کہ یہ مدت منحصر ہے : یہ منحصر ہے کہ جاپان کب حملہ کرتا ہے ، کتنی قوت سے اور اس کی کیسی مزاحمت کی جاتی ہے ، کس حد تک جرمن فنلینڈ اور یوکرین میں مشکلات میں پھنستے ہیں ، تمام محاذوں پر پیش‌قدمی کب شروع ہوتی ہے ، وہ کس طرح بڑھتی ہے ، آسٹریا اور جرمنی میں اندرونی تصادم کی مزید رفتار پر ، اور بہت سی دوسری باتوں پر بھی (تالیاں) ۔

تو جب سنجیدہ جلسوں میں لوگ فاتحانہ انداز میں سوال کرتے ہیں : مجھے جواب دیجئے کہ مہلت کس قسم کی ہوگی ؟ تو میں کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو مزدوروں اور کسانوں کے جلسوں سے بھگا دیا جائے گا جو سمجھتے ہیں کہ تین برسوں کی جنگ کی اذیت کے بعد مہلت کا ایک ہفتہ بھی بہت بڑی نعمت ہے (تالیاں) ۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ آج ہمارے خلاف گالی گلوچ کے جو انبار لگائے جا رہے ہیں ، اگر کل ان تمام بے‌لگام الفاظ کو جنہیں دائیں‌بازو ، تقریباً دائیں‌بازو ، دائیں‌بازو کے قریب ، بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابیوں ، کیڈیٹوں اور مینشویکوں نے ہمارے خلاف استعمال کئے ہیں جمع کرکے شائع کیا جائے ، تو ان کا وزن کئی من ہی کیوں نہ ہو ، جہاں تک میرا تعلق ہے تو یہ ایک تنکے سے بھی زیادہ وزنی نہیں ہونگے ، اگر اس کا مقابلہ اس حقیقت سے کیا جائے کہ ہمارے بولشویک گروپ کے اندر ۹۰ فیصدی نمائندوں نے کہا ہے : ہم جنگ سے واقف ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اب جب کہ ہمیں مختصر مہلت مل گئی ہے

ہماری بیمار فوج کی صحت‌یابی کے لئے یہ مفید ہے۔ اور کسانوں کے ہر جلسے میں ۹۰ فیصدی کسان بھی وہی کہیں‌گے جو معاملے سے دلچسپی رکھنےوالا ہر شخص سمجھتا ہے، اور اگر ہم کسی طرح سے بھی مدد دے سکے تو ہم نے کسی بھی عملی تجویز کو مسترد نہیں کیا اور نہ کر رہے ہیں۔

ہمیں مہلت کا امکان مل گیا ہے خواہ یہ صرف بارہ دن کی ہو، اور یہ اس پالیسی کی مرہون‌منت ہے جس نے انقلابی لفاظی اور رائے "عامہ" کا مقابلہ کیا۔ جب کامکوف اور بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابی آپ کے ساتھ کھیل کھیلتے ہیں اور آپ سے آنکھیں لڑاتے ہیں تو ایک طرف وہ آپ سے آنکھیں لڑاتے ہیں اور دوسری طرف وہ آئین پرست جمہوریت پسندوں سے کہتے ہیں: یہ ہمارے حساب میں لکھدو، ہم تو دل‌وجان سے تمہارے ساتھ ہیں (ہال میں ایک آواز: "جھوٹ")۔ اور اشتراکی انقلابیوں کا ایک نمائندہ، جو ظاہر ہے کہ صرف بائیں‌بازووالا نہیں بلکہ مہا بائیں‌بازووالا انتہا طلب، جب لفاظی کے بارے میں بولا تو اس نے کہا کہ لفاظی وہ سب کچھ ہے جس کا عزت سے تعلق ہے (ایک آواز: "بالکل ٹھیک")۔ جی ہاں، بلاشبہ دائیں بازو کی صفوں میں لوگ کہتے ہیں "بالکل ٹھیک"، مجھے یہ فقرہ "جھوٹ" سے زیادہ پسند ہے اگرچہ یہ مجھے ذرہ برابر بھی مرعوب نہیں کرتا۔ اگر میں نے واضح اور صحیح ثبوت پیش کئے بغیر ان پر لفاظی کا الزام لگایا ہوتا تو یہ الگ بات تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے دو مثالیں پیش کیں اور یہ میرے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ واقع ہوئی ہیں۔

یاد کیجئے، کیا اشتراکی انقلابیوں کے نمائندوں کا رویہ ایسا ہی نہیں تھا جب ۱۹۰۷ء میں انہوں نے استولیپین سے اس وعدے پر دستخط کئے کہ وہ شہنشاہ نکولائی دوم کی وفاداری اور خلوص کے ساتھ خدمت کریں‌گے؟ میرا خیال ہے کہ انقلاب کے طویل برسوں سے میں نے کچھ سیکھا ہے، جب مجھے غداری کے الزام سے بدنام کیا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں: سب سے پہلے آدمی کو تاریخ میں اپنا راستہ دریافت کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے تاریخ کی راہ بدلنا چاہی اور یہ ثابت ہو گیا کہ راہ تاریخ نے نہیں بلکہ ہم نے بدلی ہے -- تب ہمیں سزا

دیجئے۔ تاریخ کو تقریروں کے ذریعے باور نہیں کرایا جاتا ، اور تاریخ ثابت کرےگی کہ ہم صحیح تھے ، ہم نے ۱۹۱۷ ء کے عظیم اکتوبر انقلاب میں مزدور تنظیموں کو شریک کیا ، لیکن صرف اس وجہ سے کہ ہم نے لفاظی سے اپنے آپ کو دور رکھا ، ہم جانتے تھے کہ حقیقتوں کو کیسے دیکھنا چاہئے اور ان سے کیسے سیکھنا چاہئے۔ اور آج جب ۱۵ — ۱۴ مارچ کو یہ واضح ہو گیا ہے کہ اگر ہم لڑتے تو ہم سامراج کی مدد کرتے ، ہم رسل‌ورسائل کا نظام تباہ کر دیتے اور پیٹروگراد کھو بیٹھتے — ہم جانتے ہیں کہ لفظوں سے کھیلنا اور لکڑی کی تلوار گھمانا بےسود ہے۔ لیکن جب کامکوف میرے پاس آتے ہیں اور پوچھتے ہیں ”کیا یہ مہلت لمبی ہوگی ؟“ ، تو اس کا جواب دینا ناممکن اس لئے ہے کہ بین‌الاقوامی پیمانے پر خارجی انقلابی حالت نہیں رہی ہے۔ اب رجعت‌پرستی کو طویل مہلت نہیں مل سکتی کیونکہ ہر طرف خارجی حالت انقلابی ہے ، ہر جگہ مزدور عوام ناراض ہیں ، ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے ، جنگ نے انہیں بالکل چوس لیا ہے ، یہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت سے گریز کرنا ناممکن ہے اور اسی لئے میں آپ کو یہ ثابت کر رہا ہوں کہ ایک دور ایسا تھا جب انقلاب آگے آگے تھا اور ہمارے پیچھے پیچھے بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابی اکڑ اکڑ کر چلتے تھے (تالیاں) ۔ لیکن اب ایسا دور شروع ہوا ہے جب زبردست قوت کے سامنے ہمیں پسپا ہونا چاہئے۔ یہ بالکل ٹھوس نقشہ ہے۔ اس کا مجھے کوئی جواب نہیں دے سکتا ۔ تاریخی تجزیہ یقینی اس کی تصدیق کرےگا۔ یہاں ہمارے مارکسیسٹ ، تقریباً مارکسیسٹ ، مارتوف تشریف رکھتے ہیں ، وہ مقامی دیہی جلسوں کی ہتک کرتے ہیں ، اخبارات بند کرنے کی شکایت کرتے ہیں ، وہ فخریہ بیان کرتے ہیں کہ مظلوم اور سزاوار اخبارات اس لئے بند کر دئے گئے کہ وہ سوویت اقتدار کا تختہ الٹنے میں مدد دے رہے تھے ، اس کی وہ برائی کرتے ہیں (تالیاں) ... اس پر وہ خاموش نہیں رہے۔ وہ ایسی باتیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ، لیکن میں نے جو سوال براہ‌راست کیا کہ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں کہ اکتوبر کے بعد سے ہم نے فاتحانہ پیش‌قدمی کی تو اس کا جواب دینے کی کوشش (دائیں‌بازووالوں کی آوازیں ”نہیں“) ۔ آپ ”نہیں“ کہئے لیکن یہاں سب ”ہاں“

کہہ رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں : کیا ہم آج عالمی سامراج کے خلاف حملے میں فاتحانہ پیش‌قدمی کر سکتے ہیں ؟ ہم نہیں کر سکتے ، ہر ایک یہ جانتا ہے۔ جب یہ بے لاگ سادہ بیان براہ‌راست پیش کیا جاتا ہے تاکہ عوام کو انقلاب کی تعلیم دی جائے — اور انقلاب گہری مشکل اور پیچیدہ سائنس ہے — مزدوروں اور کسانوں دونوں کو تعلیم دینے کے لئے ، جو لوگ انقلاب کر رہے ہیں انہیں تعلیم دی جاتی ہے کہ اسے کیسے کیا جائے ہمارے دشمن چلاتے ہیں : بزدل ، غدار ، جھنڈا چھوڑ بیٹھے۔ وہ لفاظی پر اتر آتے ہیں اور ہاتھ ہلاتے ہیں۔ نہیں۔ انقلابوں کی ساری تاریخ میں ایسے کئی انقلابی باتونی نظر آئے لیکن انہوں نے بدبو اور دھوئیں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں چھوڑی (تالیاں)۔

رفیقو ، دوسری مثال جو میں نے پیش کی وہ جرمنی کی تھی ، اس جرمنی کی جسے نپولین نے کچل دیا تھا ، اس جرمنی کی جس نے مسلسل ہر جنگ کے بعد شرمناک امن دیکھا۔ مجھ سے دریافت کیا گیا ہے : عہدناموں پر کیا ہم عرصے تک عمل کرتے رہیں‌گے ؟ اگر کوئی تین سال کا بچہ مجھ سے پوچھتا : کیا آپ عہدنامے پر عمل کریں‌گے یا نہیں؟ تو یہ سوال معصومانہ اور دل لبھانےوالا ہوتا۔ لیکن جب بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی کے سن رسیدہ کامکوف یہ پوچھتے ہیں — مجھے معلوم ہے کہ گنے چنے سن‌رسیدہ مزدور کسان بھی معصومیت پر یقین لے آئیں — لیکن ان کی اکثریت کہےگی : '' ریاکاری چھوڑو ،،۔ اس لئے کہ تاریخی مثال جو میں نے پیش کی ، جتنا ممکن ہے اتنی صفائی سے دکھاتی ہے کہ عوام کی آزادی کی جنگیں جو اپنی فوج کھو بیٹھتے ہیں — اور یہ ایک بار سے زیادہ ہوا ہے — ان لوگوں کی جو اس حدتک کچلے گئے کہ اپنے تمام علاقے سے بالکل محروم ہو گئے ، اس حدتک دبائے گئے کہ انہوں نے فاتح کو اس کی نئی الحاقی مہموں کے لئے امدادی فوجیں فراہم کیں — تاریخ سے اسے خارج نہیں کیا جا سکتا، کسی بھی طرح اسے نہیں مٹایا جا سکتا۔ بہرحال اگر بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابی کامکوف نے مجھے جواب دینے کی خاطر کہا جو میں نے لفظ بہ لفظ تحریری رپورٹ میں دیکھا ہے : '' اسپین میں بہرحال انقلابی جنگیں ہوئیں ،، — انہوں نے اس کی تصدیق کی جو کچھ میں کہہ رہا

هوں ، درحقیقت انھوں نے اپنے ھی منہ پر چپت رسید کیا ۔ اسپین اور جرمنی کی مثالیں ھی میری تصدیق کرتی ھیں کہ اس بنیاد پر الحاقی جنگوں کے تاریخی دور کا سوال طے کرنا کہ " کیا آپ عہدنامے پر عمل کرنےوالے ھیں ، اس کی خلاف‌ورزی کب کریں‌گے ، کب وہ آپ کو پکڑیں کے ... " واقعی بچوں کا سا رویہ ھے ۔ تاریخ ھمیں بتاتی ھے کہ ھر عہدنامہ جدوجہد کے التوا اور قوتوں کے توازن میں تبدیلی کا نتیجہ ھوتا ھے ، یہ بھی کہ ایسے عہدنامے ھوئے جنھیں چند دنوں میں پھاڑ ڈالا گیا ، ایسے بھی عہدنامے ھوئے جو ایک ماہ بعد پھاڑ ڈالے گئے ، کئی برسوں پر مشتمل ایسے دور آئے جب جرمنی اور اسپین نے ان پر دستخط کئے اور چند ماہ بعد اس کی خلاف‌ورزی کی ، کئی بار اس کی خلاف‌ورزی کی اور جنگوں کے کئی سلسلوں کے ذریعے لوگوں نے سیکھا کہ جنگ لڑنے کا مطلب کیا ھے ۔ جب نپولین نے دوسری قوموں کا گلا گھونٹنے کے لئے جرمن فوجوں کی سربراھی کی تو اس نے انھیں انقلابی جنگ کی تعلیم دی ۔ یہ تھی تاریخ کی راہ ۔

رفیقو ، اسی لئے میں آپ سے کہتا ھوں کہ مجھے پوری طرح یقین ھے کہ ھمارے بولشویک گروپ کے ۹۰ فیصدی نے جو فیصلہ کیا ھے اس کی حمایت سیاسی شعور رکھنےوالے محنت‌کش عوام — مزدوروں اور کسانوں کا ۹۰ فیصدی حصہ کرےگا (تالیاں) ۔

میں نے جو کہا آیا صحیح ھے یا میں غلطی پر ھوں اس کو جانچنے کا ذریعہ ھمارے پاس ھے ، اس لئے کہ آپ صوبوں کو جائیں‌گے اور آپ میں سے ھر ایک مقامی سوویتوں کو رپورٹ پیش کرےگا اور ھر جگہ مقامی فیصلے ھوں گے ۔ آخر میں میں کہوں‌گا : اشتعال‌انگیزی کے شکار نہ بنیں ۔ (تالیاں ۔) بورژوازی جانتا ھے وہ کیا کر رھا ھے ، بورژوازی جانتا ھے کہ پسکوف میں اور چند دن پہلے اودیسہ میں بھی اس نے خوشیاں کیوں منائیں ، وینیچینکو ، یوکرینی کیرینسکیوں ، تسیریتیلیوں ، اور چیرنوفوں کے بورژوازی نے حال ھی میں جشن منائے ۔ اس نے خوشیاں منائیں کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا ھے کہ سوویت اقتدار نے بھگوڑی اور بیمار فوج کے بل پر جنگ لڑنے کی کوشش کرکے حالات کا اندازہ لگانے میں کتنی فاش سفارتی غلطی کی ۔ بورژوازی آپ کو جنگ کے غار میں لےجانے کی کوشش کر رھا ھے ۔ صرف حملہ

ھی نہیں بلکہ پسپائی بھی کرنا چاھئے۔ یہ ھر سپاھی جانتا ھے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ بورژوازی ھمیں اور آپ کو دونوں کو جال میں پھانسنے کی کوشش کر رھا ھے۔ یہ یاد رکھیئے کہ پورا بورژوازی اور اس کے تمام شعوری اور بلاشعوری شریک‌جرم یہ جال بچھا رہے ھیں۔ آپ شدیدترین شکستیں برداشت کر سکتے ھیں اور انتہائی مشکل حالتیں برقرار رکھ سکتے ھیں اور یہ پسپا ھو کر وقت حاصل کرکے ھوگا — وقت ھمارے ساتھ ھے۔ سامراجیوں نے حلق تک ٹھونس لیا ھے، وہ پھٹ پڑیں گے، ان کے پیٹ میں ایک نیا دیوپیکر پروان چڑھ رھا ھے، ھماری خواھش کے مقابلے میں وہ بہت آھستہ پروان چڑھ رھا ھے لیکن وہ بڑھ ضرور رھا ھے۔ وہ ھماری مدد کو آئےگا۔ اور جب ھم دیکھیں گے کہ اس نے اپنی پہلی ضرب لگانا شروع کر دی ھے تب ھم کہیں گے: پسپائی کا وقت ختم ھو چکا، عالمی پیش‌قدمی کا دور، عالمی اشتراکی انقلاب کی کامرانی کا دور شروع ھو رھا ھے (پرشور تالیاں اور صداھائے تحسین دیر تک جاری رھتی ھیں)۔

"پراودا"، شمارہ ۴۹
۱۹ (۶) مارچ ۱۹۱۸ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۱۱۲ — ۱۲۱۔

(۳)

بریسٹ کے عہدنامے کی توثیق پر قرارداد

یہ کانگریس امن کے اس عہد نامے کی تصدیق (توثیق) کرتی ہے جس پر ہمارے نمائندوں نے ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بریسٹ لیتوفسک میں دستخط کئے۔

یہ کانگریس موجودہ ناقابل یقین ناگوار، غارتگرانہ اور ذلت‌آمیز امن پر دستخط کرنے کا فیصلہ کرنے کے سلسلے میں مرکزی انتظامیہ کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل کے اقدام کو صحیح تسلیم کرتی ہے جو ہمارے پاس فوج نہ ہونے اور عوام کی جنگ سے انتہائی تکان کے پیش‌نظر کئے گئے جنھیں مشکل کے وقت بورژوازی اور پیٹی‌بورژوا دانش‌وروں سے کوئی امداد نہیں ملی بلکہ ان کی مشکلات سے اپنے خود غرض طبقاتی مفاد کے مقاصد کے لئے فائدہ اٹھایا گیا۔

کانگریس امن کے وفد کے اقدامات کے بالکل صحیح ہونے کو بھی تسلیم کرتی ہے جس نے جرمنی کی امن کی شرائط پر تفصیلی بحث کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ شرائط ہم پر صریحاً دھمکی اور کھلم کھلا دباؤ کی شکل میں ٹھونسی گئی تھیں۔

کانگریس انتہائی اصرار سے تمام مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں، تمام محنت کش اور مظلوم عوام کی توجہ اس پر مبذول کرانا چاہتی

ھے کہ اس وقت خاص فوری عمل طلب فریضہ محنت کشوں کا ڈسپلن اور ذاتی ڈسپلن ھے ، تمام ملک میں ایسی مضبوط ، اچھی تنظیمیں قائم کرنا ھے جو پیداوار اور تقسیم کا امکان بھر احاطہ کریں ۔ انتشار ، بدنظمی اور معاشی تباھی کے خلاف شدید جدوجہد کرناچاھئے جو انتہائی تکلیف دہ جنگ کا ناگزیر ورثہ ھیں اور جو ساتھ ھی اشتراکیت کی مکمل فتح اور اشتراکی معاشرہ کی بنیادیں مضبوط کرنے کی راہ میں خاص رکاوٹ ھیں ۔

آج اکتوبر انقلاب کے بعد ، روس میں بورژوازی کا سیاسی اقتدار کا تختہ الٹنے کے بعد ، خفیہ سامراجی عہد ناموں کی ھماری مذمت اور اشاعت کے بعد ، بیرونی قرضے منسوخ کرنے کے بعد ، مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کی طرف سے بلا استثنا تمام قوموں کو منصفانہ امن کی تجویز پیش کرنے کے بعد ، روس کے سامراجی جنگ کے چنگل سے آزاد ھونے کے بعد اسے یہ اعلان کرنے کا حق حاصل ھے کہ وہ دوسرے ملکوں کی لوٹ کھسوٹ اور ان پر ظلم کرنے میں شریک نہیں ھے ۔

روسی سوویت وفاقی رپبلک اتفاق رائے سے قزاقانہ جنگوں کی مذمت کرنے کے بعد اب اشتراکی مادر وطن کا کسی بھی سامراجی طاقت کے تمام ممکن حملوں سے دفاع اپنا حق اور فریضہ تصور کرتی ھے ۔

اس لئے یہ کانگریس تمام محنت کش عوام کےلئے غیرمشروط فریضہ قرار دیتی ھے کہ وہ اپنے ملک کی دفاعی صلاحیت کو ازسرنو قائم کرنے اور اسے بہتر بنانے کے لئے تمام قوتیں جمع کریں ، اشتراکی رضاکارانہ فوج اور دونوں جنسوں کے تمام بالغوں کی عام فوجی تربیت کی بنیاد پر ملک کی فوجی طاقت دو بارہ قائم کریں ۔

یہ کانگریس اپنا مکمل اعتماد ظاھر کرتی ھے کہ سوویت اقتدار جس نے اشتراکیت کی خاطر اور سرمایے کے طوق غلامی کے خلاف جدوجہد میں تمام ملکوں کے مزدوروں کے ساتھ بین الاقوامی اخوت کی تمام ذمےداریاں بہادری سے پوری کیں مستقبل میں بھی عالمی اشتراکی تحریک کو ترقی دینے کے لئے ، سرمایے کی غلامی اور اجرتی غلامی سے نجات دلانےوالی راہ حاصل کرنے اور اسے مختصر بنانے کےلئے ، اشتراکی معاشرہ تخلیق کرنے اور قوموں کے درمیان دیرپا ، منصفانہ امن قائم کرنے کی خاطر ھر ممکن اقدام کرےگا ۔

اس کانگریس کو پوری طرح اعتماد ھے کہ بین الاقوامی مزدور انقلاب زیادہ دور نہیں ھے، اشتراکی پرولیتاریہ کی مکمل فتح اس حقیقت کے باوجود کہ تمام ملکوں کے سامراجی اشتراکی تحریک کو کچلنے میں انتہائی بربریت کے ذرائع استعمال کرنے سے پس وپیش نہیں کرتے یقینی ھے۔

۱۳ یا ۱۴ مارچ ۱۹۱۸ء کو لکھا گیا۔ ''پراودا'' (''سوتسیال دیموکرات'') کے شمارے ۴۷ میں ۱۶ (۳) مارچ ۱۹۱۸ء کو شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۱۲۲ — ۱۲۳۔

مزدوروں، کسانوں اور سرخ فوجیوں کے نمائندوں کی ماسکو سوویت میں تقریر

۲۳ اپریل ۱۹۱۸ء

میں پھر دھراتا ھوں کہ ھمارے انقلاب کی راہ میں اب انتہائی مشکل اور سنگین دور شروع ھوا ھے۔ ھمارا فرض ھے کہ اپنی تمام قوت کو فولاد کی طرح کام میں لائیں ، اسے نئے تخلیقی کام میں استعمال کریں کیونکہ صرف آھنی برداشت اور محنت کا ڈسپلن ھی انقلابی روسی پرولیتاریہ کو ، جو ابھی تک عظیم انقلابی اقدام میں بالکل تن تنہا ھے ، نجات کی منزل تک جمے رھنے میں مدد دےگا جب بین الاقوامی پرولیتاریہ ھماری مدد کو پہنچےگا۔

ھم انقلابی مزدور طبقے کا وہ دستہ ھیں جس نے سب سے آگے پیش قدمی کی ، اس لئے نہیں کہ ھم دوسرے مزدوروں سے بہتر ھیں ، اس لئے نہیں کہ روسی پرولیتاریہ دوسرے ملکوں کے پرولیتاریہ سے برتر ھے بلکہ صرف اس لئے کہ ھم دنیا کے ایک پسماندہ ترین ملک سے تعلق رکھتے تھے۔ ھم صرف اسی صورت میں آخری فتح حاصل کر سکتے ھیں جب ھم عالمی سامراج کو بالکل تباہ نہ کر دیں جس کی زبردست طاقت کا سرچشمہ سامان اور ڈسپلن ھے ، لیکن ھم صرف دوسرے ملکوں کے ، تمام دنیا کے مزدوروں کے ساتھ مل کر ھی فتح حاصل کر سکتے ھیں۔

حالات کی مجبوری کی وجہ سے ھمیں بریست میں سخت امن طے کرنا پڑا اور ھم یہ حقیقت نہیں چھپاتے کہ انقلاب کے متعدد دشمن کسی

بھی لمحے غداری کے ساتھ اس امن کی خلاف‌ورزی کر سکتے ھیں جو ھماری جانب چاروں طرف سے پیش‌قدمی کر رھے ھیں اور جن کے خلاف اس وقت ھم سرگرم جدوجہد کرنے سے قاصر ھیں۔ یہ یاد رکھئے کہ کوئی شخص جو اس لمحے آپ کو بین‌الاقوامی لٹیرے سامراج کے خلاف ایسی سرگرم، مسلح اور علانیہ جدوجہد کرنے کی دعوت دیتا ھے عوام کے ساتھ غداری کرتا ھے، ارادی طور پر یا غیرارادی طور پر اشتعال انگیزی دلانے‌والا ھے، سامراجیوں کے کسی گٹ کا دلال ھے۔ اور اگر کوئی اس طریقۂ کار کے خلاف عمل کرتا ھے جس کے ھم حالیہ عرصے سے پابند ھیں — خواہ وہ اپنے آپ کو انتہائی "بائیں" بازو کا یہاں تک کہ سہا بائیں‌بازو کا کمیونسٹ کیوں نہ کہتا ھو — برا انقلابی ھے، میں یہاں تک کہوں‌گا کہ وہ بالکل انقلابی نہیں ھے (تالیاں)۔

۲۴ اپریل ۱۹۱۸ء کو "پراودا" کے شمارے ۷۹ اور "ازویستیا" کے شمارے ۸۱ میں شائع ھوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۲۳۴ — ۲۳۵۔

کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس میں سوویت اقتدار کے فوری فرائض پر رپورٹ

۲۹ اپریل ۱۹۱۸ء

پیٹی بورژوا کیمپ میں ہمارے خلاف ہمارے مخالفین کی جدوجہد کا خاص میدان اندرونی پالیسی اور معاشی تعمیر کے شعبے ہیں۔ پرولیتاریہ کے فرمان اور کوششیں جو منظم اشتراکی معیشت تعمیر کرنے کے سلسلے میں کی جا رہی ہیں ان سب کی بیخ کنی کرنا ان کا ہتیار ہے۔ یہاں پیٹی بورژوا عناصر — چھوٹے مالکوں اور غیر محدود خودغرضی کے عناصر — پرولیتاریہ کے مصمم دشمن کی طرح سرگرم ہیں۔

اور اس نقشے میں جسے پیٹی بورژوازی نے انقلاب کے تمام دوران دکھایا اس میں ہمیں ان کی ہم سے بالکل واضح علحدگی نظر آتی ہے۔ تو پھر قدرتی بات ہے کہ ہم اس کیمپ میں حال کے فوری اور رواں فرائض کی خاص مخالفت پاتے ہیں، مخالفت لفظ کے زیادہ صحیح معنوں میں۔ یہاں ہم ایسے لوگوں کی مخالفت سے دوچار ہوتے ہیں جو اصولاً ہم سے سمجھوتہ مسترد نہیں کرتے، زیادہ بنیادی مسائل پر تنقید کرنے کے مقابلے میں ہماری حمایت کرتے ہیں، یہ ایک ایسی مخالفت ہے جس میں حمایت بھی شامل ہے۔

اگر بائیں بازو والے اشتراکی انقلابیوں کے اخبارات کے صفحات میں ہم ایسے بیانات پڑھیں جیسا کہ میں نے ۲۵ اپریل کے ”زنامیا ترودا“، میں دیکھا تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہونا چاہئے۔ وہ لکھتا ہے:

'' دائیں بازو کے بولشویک '' توثیق کرنے والے ہیں ،، (انتہائی حقارت آمیز نام ہے یہ) ۔ اگر جنگ بازوں کو اس کے برعکس نام دیا جائے تو کیا ہوگا ؟ کیا اس کا کم بھیانک اثر نہیں پڑے گا ؟ خیر ، اگر بولشویزم میں کسی کو ایسے رجحانات نظر آتے ہیں تو یہ کسی بات کا اشارہ ہے ۔ ۲۰ اپریل کو میں نے ایک اخبار میں وہ مقالات پڑھے جن میں ہمارا سیاسی کردار بیان کیا گیا ہے ۔ جب میں نے ان پر نظر ڈالی تو خیال ہوا کہ اخبار '' کمیونسٹ ،، سے تعلق رکھنے والے کے ہوں گے جو '' بائیں بازو کے کمیونسٹوں ،، کا ترجمان ہے یا ان کے رسالے سے تعلق رکھنے والے کے — یہ مقالے ان سے بہت ملتے جلتے تھے ۔ لیکن میری قسمت میں ازالۂ وہم لکھا تھا کیونکہ پتہ چلا کہ مقالے ایسوف نے لکھے ہیں اور اخبار '' وپیریود ،، (۵۵) نے انہیں شائع کیا ہے ۔ (قہقہے اور تالیاں ۔)

تو پھر رفیقو ، جب ہم ایسا سیاسی مظہر دیکھتے ہیں جیسا کہ '' زنامیا ترودا ،، کا اتحاد بولشویزم کے کسی خاص رجحان کے ساتھ یا مینشویکوں کے مقالوں کے کسی قسم کے ضابطے کے ساتھ اس پارٹی کے جو کیرینسکی سے اتحاد کی پالیسی پر گامزن رہی ، وہ پارٹی جس میں تسیریتیلی نے بورژوازی کے ساتھ سمجھوتہ کیا ، جب ہم ایسے حملوں سے دوچار ہوتے ہیں جو بالکل ان حملوں سے مطابقت رکھتے ہیں جو بائیں بازو کے کمیونسٹوں اور نئے رسالے کی جانب سے ہوتے ہیں — تو یہاں کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے ۔ یہاں ایسی بات ہے جو ان حملوں کی اصلی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے اور ان حملوں پر توجہ دینا مفید ہے ، صرف اس وجہ سے کہ یہاں ہمیں سوویت حکومت کے ان خاص فرائض کا تخمینہ لگانے کا موقع ملتا ہے جن پر ان لوگوں سے اختلافات ہیں جن سے اختلاف کرنا دلچسپ ہے ، اس لئے کہ یہاں مارکسی نظریہ موجود ہے اور ہم انقلاب سے متعلق واقعات کی اہمیت اور سچائی تلاش کرنے کی بے شبہ خواہش پر غور کر سکتے ہیں ۔ یہاں خاص مباحثے کی خاص بنیاد اشتراکیت سے وفاداری ، پرولیتاریہ کی حمایت میں اور بورژوازی کے خلاف ہونے کا واضح فیصلہ ہے ۔ خواہ پرولیتاریہ نے بورژوازی کے خلاف لڑائی میں معین افراد ، گروہوں یا رجحانات کی رائے میں کیسی ہی غلطیاں کیوں نہ کی ہوں ۔

جب میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بحث کرنا دلچسپ ہے تو میرا مطلب مفید بحث سے ہے نہ کہ مناظرے سے اور اس کا تعلق موجودہ وقت کے سب سے اہم اور بنیادی مسئلے پر اختلافات کے سوال سے ہونا چاہئے۔ یہ کوئی اتفاق کی بات نہیں کہ ان ہی خطوط پر بحثیں ہو رہی ہیں۔ خارجی طور پر اس وقت ان ہی خطوط پر موجودہ بنیادی فریضہ ہے — پرولیتاریہ کی انقلابی جدوجہد کا فریضہ جس کا روس میں موجودہ حالات مطالبہ کر رہے ہیں، جسے انتہائی نوع بنوع پیٹی بورژوا رجحانات کی موجودگی اور فراوانی میں کرنا چاہئے، اور جب پرولیتاریہ کو اپنے آپ سے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اس سوال پر وہ کوئی رعایت نہیں دے سکتا کیونکہ اشتراکی انقلاب جو بورژوازی سے اقتدار بزور حاصل کرکے شروع ہوا اور بورژوازی کی تمام مزاحمت کو کچلتے ہوئے جاری رہا تو وہ محنت کشوں میں پرولیتاری ڈسپلن اور تنظیم کے مسائل کو، بےحد کاروباری طریقے سے کام کرنے کی لیاقت اور بڑے پیمانے کی صنعت کے مفاد کے علم کے مسائل کو ثابت‌قدمی سے سب سے مقدم رکھتا ہے۔ پرولیتاریہ کو یہ مسائل عمل میں حل کرنا چاہئے ورنہ اسے شکست نصیب ہوگی — یہاں اشتراکی انقلاب کے سامنے خاص اور حقیقی مشکل درپیش ہے۔ یہی سبب ہے کہ ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ کے گروپ کے نمائندوں سے تاریخی اور سیاسی معنوں میں بحث کرنا اتنا دلچسپ اور اہم ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے رویے اور نظریے کو دیکھنے اور ان کا جائزہ لینے کے بعد ہم، میں دہراتا ہوں — اور اسے میں ابھی ثابت کروں گا — سوائے پیٹی بورژوا تذبذب کے دوسری کوئی چیز مطلق نہیں دیکھتے۔ ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ کے گروپ کے رفیق خواہ اپنے کو کچھ ہی نام دیں، بنیادی طور سے خود اپنے مقالوں پر ضرب لگاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کے خیالات اس اجلاس میں شریک ہونے والوں کی اکثریت کو معلوم ہیں، کیونکہ بولشویک حلقوں میں ہم مارچ کے شروع سے ان کے جوہر پر بحث کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اہم سیاسی ادب سے دلچسپی نہیں لی انہیں پچھلی سوویتوں کی کل روس کانگریس میں مباحثوں کے وقت ان خیالات کا علم ہوا ہوگا اور ان پر انہوں نے بحث کی ہوگی۔

تو ہم ان مقالوں میں بنیادی طور پر وہی چیز دیکھتے ہیں جو

اب ہم اشتراکی انقلابیوں کی پوری پارٹی میں دیکھ رہے ہیں ، وہی چیز اب ہم دائیں بازو کے کیمپ میں اور ملیوکوف سے لے کر مارتوف تک بورژوازی کے کیمپ میں دیکھتے ہیں جن کے لئے روس کی موجودہ حالت میں مشکلات خاص طور پر تکلیف دہ ہیں ، عظیم طاقت کا رتبہ کھونے کے نقطۂ نظر سے ، پرانی قوم ، پرانی جابرانہ ریاست سے مظلوم ملک میں تبدیل ہو جانے کے نقطۂ نظر سے ، کاغذ پر نہیں عمل سے یہ فیصلہ کرنے کے نقطۂ نظر سے کہ اشتراکیت کی راہ میں مشکلات اور اس انقلاب کی مشکلات جو شروع ہو چکا ہے آیا قابل برداشت ہیں ۔ جہاں تک ملک کی ریاست اور اس کی قومی آزادی کا تعلق ہے آیا اسے انتہائی سخت حالات سے گزرنا چاہئے یا نہیں ۔

یہاں سب سے گہری خلیج ان لوگوں کے درمیان ہے جن کے لئے ریاست کی آزادی جیسی کہ وہ تمام بورژوازی کے لئے ہے مثالی ہے اور اس کی تقدس مآب سرحد کو پار نہیں کیا جاسکتا اور اس میں مداخلت اشتراکیت سے انکار ہے — اور ان لوگوں کے درمیان جو کہتے ہیں کہ دنیا کے نئے بٹوارے کے لئے پاگل سامراجی قتل عام کے دور میں اشتراکی انقلاب ان بہت سی قوموں کی سخت شکست کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا جو پہلے ظالم خیال کی جاتی تھیں ۔ تو انسانیت کے لئے یہ کتنا ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو اشتراکی ، طبقاتی شعور رکھنے والے اشتراکی ان آزمائشوں سے گزرنے کے لئے تیار ہیں ۔

اس بنیاد پر بائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں کے پیر سب سے زیادہ لڑکھڑائے ہیں ، یہ ان کے خیال میں سب سے زیادہ ناقابل قبول ہے اور اس ہی بنیاد پر ہم ”بائیں بازو کے کمیونسٹوں“ میں سب سے زیادہ تذبذب دیکھتے ہیں ۔

اپنے مقالوں میں جن میں ، جیسا کہ ہم جانتے ہیں ، انہوں نے ۴ اپریل کو ہم سے بحث کی اور جو ۲۰ اپریل کو شائع ہوئے وہ پھر امن کے سوال کی جانب لوٹتے ہیں ۔

وہ امن کے مسئلے کا تخمینہ لگانے پر سب سے زیادہ توجہ دیتے ہیں اور اس طرح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ امن تھکے ہارے اور ایسے عوام کی نفسیات ہے جو اپنا طبقہ کھو بیٹھے ہیں ۔

جب وہ اپنے اعداد پیش کرتے ہیں تو ان کے دلائل کتنے مضحکہ خیز

معلوم ہوتے ہیں : امن کے عہدنامے پر دستخط کرنے کے مخالف ۱۲ اور حامی ۲۸ تھے۔ لیکن وہ شخص جو اعداد و شمار جمع کرتا ہے اور ایسی رائے شماری یاد دلاتا ہے جو ایک ماہ ڈیڑھ ماہ پہلے ہوئی تھی، کیا اسے زیادہ حالیہ اعداد پیش نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اس رائے‌شماری سے سیاسی اہمیت کو وابستہ کیا جاتا ہے تو پھر کیا اسے سوویتوں کی کل یوکرین کانگریس میں رائے‌شماری کی یاد نہیں دلانا چاہئے قبل اس کے کہ وہ یہ کہے کہ صحت‌مند جنوب امن کے خلاف تھا اور تھکاہارا، اپنا طبقہ کھو بیٹھنے‌والا، صنعتی طور پر کمزور شمال امن کے حق میں۔ کیا سوویتوں کی کل روس کانگریس میں گروپ کی اکثریت کی رائے‌شماری کو یاد نہیں کیا جا سکتا جس کا ۱۰ فیصدی بھی حصہ امن کے خلاف نہیں تھا۔ اگر اعداد یاد دلائے جاتے ہیں اور ان سے سیاسی اہمیت منسوب کی جاتی ہے تو پھر مجموعی طور پر سیاسی رائے‌شماری کی ضرورت ہے، اس طرح آپ فوراً دیکھ سکتے ہیں کہ وہ پارٹیاں جنھوں نے چند نعرے رٹ لینا سیکھا ہے، جو نعروں کی اندھی پوجا کرتی ہیں پیٹی‌بورژوازی کی حامی ثابت ہوئیں جب کہ محنت‌کش اور استحصال کئے جانے‌والے عوام، مزدور عوام، سپاہیوں اور مزدوروں نے امن مسترد نہیں کیا۔

اور اب جب کہ امن کی حمایت‌والے اس رویے پر تنقید کے ساتھ ساتھ یہ الزام بھی لگایا جا رہا ہے کہ اس پر تھکےہارے اور ایسے عوام نے اصرار کیا تھا جو اپنا طبقہ کھو بیٹھے ہیں — جب ہم صاف دیکھتے ہیں کہ یہ غیرطبقاتی دانش‌ور تھے جو امن کے خلاف تھے، جب ہمیں واقعات کے ایسے تخمینے پیش کئے جاتے ہیں جو میں اخباروں میں پڑھتا ہوں یہ حقیقت ہمیں دکھاتی ہے کہ امن پر دستخط کرنے کے سوال پر ہماری پارٹی کی اکثریت بالکل صحیح تھی، جب ہم سے کہا گیا کہ امن کی قیمت پھوڑی کوڑی کے برابر بھی نہیں، تمام سامراجی ہمارے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور وہ بہرصورت ہمارا گلا گھونٹیں گے، ہماری بےعزتی کریں گے وغیرہ وغیرہ تو ہم نے اس کے باوجود امن پر دستخط کئے۔ یہ انھیں نہ صرف ذلت‌آمیز نظر آیا بلکہ فضول بھی دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے ہم سے کہا کہ ہمیں مہلت نہیں ملے گی۔ اور جب ہم نے جواب دیا : یہ جاننا مشکل ہے کہ بین‌الاقوامی تعلقات

کا ارتقا کیسے ہوگا، لیکن ہمیں یہ ضرور معلوم ہے کہ ہمارے سامراجی دشمن کس طرح آپس میں لڑ رہے ہیں۔ واقعات نے اسے صحیح ثابت کیا اور اسے بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں کے گروپ نے، نظریے اور اصول میں ہمارے مخالفین نے جو بنیادی طور پر کمیونزم کا نقطۂ نظر قبول کرتے ہیں، اسے تسلیم کیا۔

صرف یہ ایک جملہ امن کے سوال پر ہمارے طریقۂ کار کی راستی کو مکمل طور پر تسلیم کرتا ہے اور اس پس‌وپیش کی پوری طرح مذمت کرتا ہے جو ہمارے حامیوں کے ایک خاص بازو کو ہم سے دور لے گیا، دونوں بازوؤں کو جن میں سے پورا ایک بازو بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی میں جمع تھا اور دوسرا بازو جو ہماری پارٹی میں موجود تھا اور اب بھی ہے اور جس کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ پارٹی میں رہے گا اور جو اپنے تذبذب میں خاص وضاحت سے اس کے سرچشمے کا اظہار کرتا ہے۔ ہاں، جس امن تک ہم پہنچے ہیں وہ انتہائی درجہ غیرپائدار ہے، جو مہلت ہمیں حاصل ہوئی ہے کسی دن بھی مغرب اور مشرق کی جانب سے ختم کی جا سکتی ہے۔ اس پر کوئی شبہ نہیں۔ ہماری بین‌الاقوامی حالت اتنی نازک ہے کہ ہمیں اپنی تمام قوت جتنی دیر تک ممکن ہے جمے رہنے پر صرف کرنا چاہئے، اس وقت تک جب تک کہ مغربی انقلاب پختہ ہو جائے، ہماری توقع اور خواہش کے مطابق مغربی انقلاب بہت آہستہ پختہ ہو رہا ہے لیکن بلاشبہ پختہ ہو رہا ہے، بلاشبہ وہ روز افزوں آتش گیر مادہ اکٹھا کر رہا ہے۔

اگر ہم عالمی پرولیتاریہ کے ایک علحدہ دستے کی حیثیت سے آگے بڑھنے میں پہلے تھے تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ یہ دستہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ منظم تھا۔ نہیں یہ بدترین ہے، یہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کمزور اور کم منظم ہے۔ لیکن اس طرح دلیل دینا جیسا کہ بہت سے دیتے ہیں انتہائی حماقت اور بقراطیت ہوگی: ٹھیک ہے، اگر کام سب سے زیادہ منظم دستہ شروع کرتا، اور اس کے بعد کم منظم دستہ آتا اور اس کے بعد گھٹیا تنظیم تو ہم خوشی سے اشتراکی انقلاب کی حمایت کرتے۔ لیکن چونکہ معاملات کتاب کے مطابق نہیں ہوئے، چونکہ رہنما دستے کی دوسرے دستوں نے امداد نہیں کی ہمارے

انقلاب کی قسمت میں تباهی لکھی ہے۔ اس کے برعکس هم کہتے هیں :
نہیں ، همارا فریضه عام طور سے تنظیم کی کایاپلٹ کرنا هے ، همارا فریضه
چونکه هم تنہا هیں انقلاب کو برقرار رکھنا هے ، اسے اشتراکیت کے
کم از کم ایک قلعه کی طرح اس وقت تک محفوظ رکھنا هے خواه وه
کمزور اور چھوٹا سا هی کیوں نه هو جب تک که دوسرے ملکوں میں
انقلاب پخته نه هو جائے، جب دوسرے دستے همارے شانه بشانه نه
چلنے لگیں۔ لیکن تاریخ سے یه امید کرنا که وه مختلف ملکوں کے
اشتراکی دستوں کو بالکل تسلسل کے ساتھ اور منصوبے کے مطابق حرکت
میں لائےگی اس کا مطلب انقلاب سے عدم واقفیت هے یا حماقت کے سبب
اشتراکی انقلاب کی حمایت سے انکار ہے۔

ایسے وقت جب که هم نے اپنے لئے یه معلوم کر لیا هے اور اسے
ثابت بھی کردیا هے که روس میں هماری حالت مضبوط هے لیکن اتنی
طاقت نہیں هے که عالمی سامراج کی مخالفت کر سکیں تو همارےلئے
صرف ایک فریضه رهجاتا هے، همارا طریقهٔ کار داؤپیچ، انتظار اور پسپائی
پر مشتمل هو جاتا هے۔ مجھے اس کا بہت اچھی طرح احساس هے که
ایسے الفاظ مقبول نہیں هو سکتے اور اگر انہیں دوسرے معنے پہنائے
جائیں اور انہیں لفظ '' مخلوط ،، سے نتھی کر دیا جائے تو پھر دلچسپ
موازنوں اور طرح طرح کے طعنوں اور تضحیک کےلئے وسیع راسته کھل
جاتا هے۔ لیکن همارے مخالف کتنے هی — بورژوا — دائیں جانب اور
همارے کل کے دوست بائیں جانب، بائیں‌بازووالے اشتراکی انقلابی اور
همارے دوست — مجھے یقین هے کل کے ، آج کے اور فردا کے دوست —
'' بائیں‌بازو کے کمیونسٹ ،، اس کے خلاف اپنی دانش کے تیر کتنے هی
چلائیں اور اپنے پیٹی‌بورژوا تذبذب کے کیسے بھی ثبوت دیں وه حقیقتوں
سے انکار نہیں کر سکتے۔ حقائق نے همیں صحیح ثابت کردیا هے ،
همیں مہلت صرف اس وجه سے ملی هے که مغرب میں سامراجی کشت‌وخون
جاری هے ، اور مشرق بعید میں بڑے پیمانے پر سامراجی رقابتیں بھڑک
رهی هیں — صرف اس سے سوویت ریپلک کے وجود کی وضاحت هوتی هے،
جو وقتی طور پر کمزورترین دھاگوں پر لٹکی هوئی هے اور جسے هم
ایسی سیاسی حالت میں مضبوطی سے تھامے هوئے هیں۔ اس میں کوئی
شبه نہیں که کاغذ کا کوئی پرزه، اس کا کوئی عهدنامه همیں نہیں بچا

سکتا ، نہ وہ حالات جن میں ہم جاپان کے خلاف لڑنا نہیں چاہتے، یہ سچ ہے کہ وہ عہدناموں اور دستوروں کا پابند ہوئے بغیر ہمیں لوٹ رہا ہے ۔ یقینی کاغذی امن یا ” امن کی حالت ،، ہمیں محفوظ نہیں رکھے گی بلکہ یورپ میں سامراج کے دو ” دیوپیکروں ،، کے درمیان لڑائی جاری رہنے اور ہماری قوت‌برداشت سے ہماری حفاظت ہوگی ۔ ہم نے وہ بنیادی مارکسی سبق فراموش نہیں کیا ہے جس کی تصدیق روسی انقلاب نے کی ہے : قوتوں کا کروڑوں کی تعداد میں شمار کرنا ضروری ہے ، سیاست میں اس سے کم تعداد شمارقطار میں نہیں لائی جاتی ۔ کم چیز کو سیاست غیراہم قدر کی طرح پھینک دیتی ہے ۔ اگر ہم اس پہلو سے بین‌الاقوامی انقلاب کو دیکھیں تو معاملہ بالکل صاف ہو جائے گا : ایک پسماندہ ملک آسانی سے ابتدا کر سکتا ہے کیونکہ اس کا سدمقابل سڑگل چکا ہے ، کیونکہ اس کا بورژوازی منظم نہیں ہے ، لیکن جاری رکھنا ملک سے ہزار بار زیادہ چوکسی ، احتیاط اور برداشت کا مطالبہ کرتا ہے ۔ مغربی یورپ میں یہ مختلف ہوگا ، وہاں ابتدا کرنا بےحد زیادہ مشکل ہوگا لیکن جاری رکھنا بےحد زیادہ آسان ۔ اس کے علاوہ اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ وہاں پرولیتاریہ کی تنظیم اور اتحاد کی سطح کہیں زیادہ بلند ہے ۔ اس وقت تک جب تک کہ ہم تن‌تنہا ہیں ہمیں تمام قوتوں کو پیش‌نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ سے یہ کہنا چاہئے : یورپی انقلاب برپا ہونے تک جو ہماری تمام مشکلات حل کر دے گا ہمارے پاس صرف ایک موقعہ ہے — عالمی سامراجی دیوپیکروں کی باہمی لڑائی کا جاری رہنا ، ہم نے اس موقعے کو صحیح طور پر آنکا ہے ، اسے ہم کئی ہفتوں تک تھامے رہے ، لیکن وہ کل ختم ہو سکتا ہے ۔ اسی لئے نتیجہ یہ نکلتا ہے : ہماری وہی خارجی پالیسی جاری رکھنا جو ہم نے مارچ میں شروع کی جو ان الفاظ میں باقاعدہ پیش کی جا سکتی ہے : داؤپیچ چلنا ، پسپا ہونا ، انتظار کرنا ۔ جب بائیں‌بازو کے ” کمیونسٹ،، اخبار میں ” سرگرم خارجی پالیسی ،، کے الفاظ نظر آتے ہیں ، جب اشتراکی مادروطن کے دفاع کا اظہار واوین کے درمیان کیا جاتا ہے جس کا یقینی مطلب طنز ہے تو میں اپنے آپ سے کہتا ہوں : یہ لوگ یورپ کے پرولیتاریہ کو مطلق نہیں سمجھتے ۔ وہ خود کو بائیں‌بازو کے کمیونسٹ کہتے ہیں لیکن ہچکچانے‌والے پیٹی‌بورژوازی کا نقطۂ‌نظر

اختیار کئے ہوئے ہیں جو انقلاب کو اپنے مخصوص نظام کی ضمانت کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات صاف صاف بتا رہے ہیں: کوئی بھی روسی جو روسی قوتوں کی بنیاد پر عالمی سامراج کا تختہ الٹنے کا فریضہ اپنے ذہن میں لاتا ہے پاگل ہے۔ وہاں مغرب میں انقلاب پختہ ہو رہا ہے، اب اگرچہ وہ کل کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے پختہ ہو رہا ہے ہمارا فریضہ صرف یہ ہے: بحیثیت ایک ایسے دستے کے جو کمزور ہونے کے باوجود آگے بڑھ گیا، جو جگہیں ہم نے جیتی ہیں انہیں برقرار رکھنے کے لئے اسے سب کچھ کرنا چاہئے اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دوسرے تمام ملحوظات کو اسی کا تابع ہونا چاہئے کہ موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے تا کہ ہم چند ہفتوں کے لئے اس لمحے کو ٹال سکیں جب عالمی سامراج ہمارے خلاف متحد ہوگا۔ اگر ہم نے اس طرح عمل کیا تو ہم ایسی راہ پر گامزن ہوں گے جسے یورپی ملکوں کا ہر طبقاتی شعور رکھنے والا مزدور پسند کرے گا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ۱۹۰۵ء کے بعد سے ہم نے کیا سیکھا ہے، جب کہ فرانس اور برطانیہ صدیوں سے اسے سیکھ رہے ہیں — وہ جانتا ہے کہ متحدہ بورژوازی کے آزاد معاشرہ میں انقلاب کتنا آہستہ آہستہ بڑھتا ہے، اسے علم ہے کہ ایسی قوتوں کے خلاف پرچار کا بیورو کام کرنے کے لئے قائم کرنا چاہئے جو صحیح معنوں میں پروپیگنڈہ کرے، اس وقت ہم جرمنی، فرانس اور برطانیہ کے پرولیتاریہ کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں جب اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا ہو۔ اس وقت تک بہرحال خواہ یہ کتنا ہی تکلیف دہ ہو، انقلابی روایات کے لئے کتنا ہی کریہہ ہو بس یہی طریقۂ کار باقی رہ جاتا ہے: انتظار کرنا، داؤپیچ چلنا، پسپا ہونا۔

جب لوگ کہتے ہیں کہ ہماری کوئی خارجی، بین الاقوامی پالیسی نہیں ہے تو میں کہتا ہوں: کوئی بھی دوسری پالیسی شعوری یا غیرشعوری طور پر اشتعال انگیز رول ادا کرائےگی اور روس کو سامراجیوں کے ساتھ اتحاد کا حربہ بنائےگی جیسا کہ چھینکیلی اور سیمینوف نے کیا تھا۔

ہم کہتے ہیں: یہ بہتر ہے کہ ہم برداشت کریں، صبر سے کام لیں، غیر محدود مزید قومی اور ریاستی ذلتیں اور مشکلات سہیں لیکن

اس اشتراکی دستے کی طرح اپنی جگہ پر جمے رہیں جو واقعات کے دباؤ کے سبب اشتراکی فوج کی صفوں سے علحدہ ہو گیا ہے اور اس وقت تک انتظار کرنے کےلئے مجبور ہے جب تک کہ دوسرے ملکوں میں اشتراکی انقلاب ہماری امداد کو نہ آئے۔ وہ ہماری امداد کے لئے آرہا ہے۔ وہ آہستہ آ رہا ہے لیکن آ ضرور رہا ہے۔ جو جنگ آج یورپ میں جاری ہے وہ پہلے کے مقابلے میں عوام میں زیادہ انقلابیت پیدا کر رہی ہے اور مسلح بغاوت کا لمحہ قریب لا رہی ہے۔

پروپیگنڈے میں جو ابھی تک کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ سامراجی جنگ الحاقات کی وجہ سے انتہائی مجرمانہ اور رجعت‌پرست جنگ ہوتی ہے۔ اور اب اس کی تصدیق ہو گئی ہے کہ مغربی محاذ پر جہاں لاکھوں فرانسیسی اور جرمن سپاہی قتل عام میں مصروف ہیں پہلے کے مقابلے میں انقلاب زیادہ تیزی سے پختہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، اگرچہ ہماری توقعات کے لحاظ سے یہ انقلاب زیادہ آہستہ آرہا ہے۔

میں نے خارجی پالیسی کے سوال پر جتنا میں چاہتا تھا اس سے زیادہ ہی بحث کی ہے، لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہم یہاں اس سوال پر بہت واضح طور پر دیکھتے ہیں، سچ پوچھیے تو، ہمارے سامنے دو بنیادی طرزخیال ہیں — پرولیتاری طرزخیال جو بتاتا ہے کہ اشتراکی انقلاب ہمارے لئے انتہائی عزیز اور بلندترین ہے اور یہ کہ آیا اشتراکی انقلاب یورپ میں جلد برپا ہوگا اسے ملحوظ رکھنا، دوسرا طرزخیال — بورژوا طرزخیال کہتا ہے کہ اس کی نظر میں ریاست کا کردار ایک عظیم طاقت کی طرح اور قومی آزادی باقی تمام دوسری باتوں کے مقابلے میں زیادہ عزیز اور زیادہ بلند ہیں۔

پہلی بار ۱۹۲۰ء میں ''کل روس کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے چوتھے اجلاس کی روئداد کی شکل میں شائع ہوئی۔ لفظ‌بہ‌لفظ تحریری رپورٹ''۔ ماسکو

لینن کا مجموعۂ‌تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۸، صفحات ۲۴۶ — ۲۵۴۔

” بائیں بازو کا “ لڑکپن اور پیٹی بورژوا پن

(اقتباس)

” بائیں بازو کے کمیونسٹوں “ کے ایک چھوٹے سے گروپ نے اپنا رسالہ ” کمیونسٹ “ (شمارہ ۱، ۲۰ اپریل ۱۹۱۸ ء) اور جو ” مقالے “ شائع کئے ھیں ان سے میرے خیالات کی نمایاں طور پر تصدیق ہوتی ھے جن کا اظہار میں نے ” سوویت حکومت کے فوری فرائض “ نامی پمفلٹ میں کیا ھے۔ سیاسی ادب میں اس پیٹی بورژوا بیہودہ‌پن کی مدافعت کے انتہائی بھولے‌پن کی جس کو اکثر ” بائیں بازو “ کے نعروں سے چھپایا جاتا ھے اس سے بہتر اور کوئی مثال نہیں ھو سکتی۔ ” بائیں بازو کے کمیونسٹوں “ کی دلیلوں پر روشنی ڈالنا مفید اور ضروری ھے کیونکہ وہ اس دور کے لئے مثالی ھیں جس سے ھم گذر رھے ھیں۔ وہ غیرمعمولی وضاحت کے ساتھ اس دور ” بنیاد “ کے منفی‌رخ کو دکھاتی ھیں۔ وہ سبق آموز ھیں کیونکہ جن لوگوں سے ھم یہاں نمٹ رھے ھیں وہ ان لوگوں میں سے بہترین ھیں جو موجودہ دور کو نہیں سمجھ سکے ھیں، ایسے لوگ جو اپنے علم اور وفاداری کے لحاظ سے ایسے ھی غلط خیالات کے معمولی نمائندوں یعنی بائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں سے کہیں زیادہ بلند ھیں۔

ایک سیاسی قدر یا ایسے گروپ کی حیثیت سے جو سیاسی کردار ادا کرنے کا دعوی کرتا ھے ” بائیں بازو کے کمیونسٹوں ،، کے گروپ نے ” موجودہ صورت حال پر مقالے،، پیش کئے ھیں - یہ ایک اچھا مارکسی رواج ھے کہ لوگ اپنے خیالات اور اپنے طریقۂ کار کے بنیادی اصولوں کی مربوط اور مکمل وضاحت کریں - اور یہی اچھا مارکسی رواج اس میں مدد دیتا ھے کہ ھمارے ” بائیں بازووالوں ،، نے جو غلطی کی ھے اس کا انکشاف کیا جائے کیونکہ صرف بحث کرنے اور جوشیلی عبارت استعمال نہ کرنے سے ھی ان کی دلیلوں کی ناسعقولیت کی پول کھل جاتی ھے -

پہلی بات جس کی طرف توجہ مرکوز ھوتی ھے وہ اس پرانے سوال کے بارے میں اشاروں کنایوں اور حیلے حوالوں کی افراط ھے کہ آیا بریست کا معاھدہ کرنا صحیح تھا یا نہیں - ” بائیں بازووالوں ،، کو یہ سوال براہ راست پیش کرنے کی جرأت نہیں ھوئی - وہ مضحکہ‌انگیز انداز میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ھیں ، دلیلوں کے ڈھیر لگاتے چلے جاتے ھیں ، وجوہ تلاش کرتے ھیں ، بحث کرتے ھیں کہ ” ایک طرف ،، ایسا ھو سکتا ھے لیکن ” دوسری طرف ،، ممکن ھے کہ نہ ھو- ان کے خیالات طرح طرح کے موضوعات کی طرف بھٹکتے ھیں ؛ وہ ھمہ وقت اس سے چشم پوشی کی کوشش کرتے رھتے ھیں کہ خود اپنے ھاتھوں شکست کھا رھے ھیں - ” بائیں بازووالے ،، ان اعدادوشمار کا حوالہ دینے پر بڑی توجہ دیتے ھیں کہ پارٹی کانگریس میں اس کے خلاف ۱۲ اور موافق ۲۸ ووٹ تھے - لیکن وہ جان بوجھکر اس کا ذکر نہیں کرتے کہ سوویتوں کی کانگریس کے بولشویک گروپ کے جلسے میں سیکڑوں ووٹوں میں سے ان کو ۱۰ فیصدی سے بھی کم ووٹ ملے - انھوں نے ایک ” نظریہ ،، ایجاد کیا ھے کہ ” تھکن سے بےدم اور اپنا طبقہ سے کھوئے ھوئے (declassed) عناصر ،، نے اس کی حمایت کی جبکہ اس کی مخالفت ” جنوبی علاقوں کے مزدوروں اور کسانوں نے کی جبھاں کی معاشی زندگی میں زیادہ توانائی تھی اور روٹی کی فراھمی کی ضمانت تھی ،، ... اس پر ھنسنے کے سوا کوئی اور کیا جا سکتا ھے ؟ اس میں سوویتوں کی کل یوکرین کانگریس کی اس رائے شماری کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں

ھے جو اس نے امن کے حق میں کی اور نہ روس میں مثالی پیٹی بورژوا اور اپنا طبقہ کھو بیٹھنےوالے سیاسر اژدھام کے سماجی اور طبقاتی کردار کے بارے میں جو امن کے خلاف تھا (بائیں‌بازو کے اشتراکی انقلابیوں کی پارٹی) - بالکل طفلانہ طریقے سے ، انوکھی '' سائنسی ،، وضاحتوں کے ذریعہ وہ اپنا دیوالیہ‌پن چھپانے ، واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ھیں جن پر سرسری نظر ڈالنے سے بھی یہ دیکھا جا سکتا ھے کہ یہ اپنا طبقہ کھو بیٹھنےوالے پارٹی کے دانش‌ور عطرعطیر اور چیدہ لوگ ھی تھے جنھوں نے انقلابی پیٹی بورژوا لفاظی میں ڈھلے ھوئے نعروں سے امن کی مخالفت کی اور یہ مزدوروں اور استحصال کے شکار کسانوں کی کثیر تعداد ھی تھی جس نے امن کی تکمیل کی۔

بھرحال امن اور جنگ کے سوال پر '' بائیں بازووالوں ،، کے مندرجۂ بالا اعلانوں اور حیلے حوالوں کے باوجود سادہ و صاف حقیقت روشن ھو گئی۔ مقالوں کے مصنفوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ '' امن نے فی الوقت سامراجیوں کی ان کوششوں کو کمزور کر دیا ھے کہ وہ عالمی پیمانے پر کوئی معاملہ طے کرسکیں ،، ('' بائیں بازووالوں ،، نے اس کو صحیح طور پر پیش نہیں کیا ھے لیکن یہ غیر صحیح باتوں سے نمٹنے کی مناسب جگہ نہیں ھے) ۔ '' امن نے سامراجی طاقتوں کے درمیان تصادم کو اور زیادہ تیز کر دیا ھے۔ ،،

یہ حقیقت ھے۔ یہاں وہ چیز ھے جو فیصلہ کن اھمیت رکھتی ھے۔ اسی لئے جو امن طے کرنے کے خلاف تھے نادانستہ طور پر سامراجیوں کے ھاتھ میں کھلونا بن گئے اور اس جال میں پھنس گئے جو سامراجیوں نے ان کےلئے بچھایا تھا۔ کیونکہ جب تک عالمی اشتراکی انقلاب نہیں ھوتا ، جب تک وہ متعدد ملکوں میں نہیں پھیلتا اور بین‌الاقوامی سامراج کو زیر کرنے کے لئے کافی مضبوط نہیں ھوتا اس وقت تک ان اشتراکیوں کا جنھوں نے ایک ملک میں فتح حاصل کی ھے (خصوصاً ایک پسماندہ ملک میں) یہ براہ راست فرض ھے کہ سامراجی دیوپیکروں سے جنگ قبول نہ کریں۔ ان کا فرض ھے کہ وہ جنگ سے پرھیز کریں ، اس وقت تک انتظار کریں جب سامراجیوں کے درمیان تصادم ان کو اور زیادہ کمزور بنا دے اور دوسرے ملکوں میں انقلاب اور زیادہ قریب آجائے۔ ھمارے '' بائیں بازووالوں ،، نے یہ سادہ حقیقت جنوری ، فروری

اور مارچ میں نہیں سمجھی ۔ اب بھی وہ اس کا کھلم کھلا اعتراف کرنے سے ڈرتے ھیں ۔ لیکن یہ حقیقت ان کی الجھی ھوئی توجیہات سے عیاں ھوتی ھے جیسے ” ایک طرف اس کا اعتراف کرنا ضروری ھے اور دوسری طرف اس کو تسلیم کرنا چاھئے ۔ “

” بائیں بازووالوں “ نے اپنے مقالوں میں لکھا ھے کہ ” آنےوالی بہار اور موسم گرما میں سامراجی نظام کا انہدام شروع ھونا چاھئے ۔ اگر جنگ کی موجودہ منزل میں جرمن سامراج کی فتح ھوئی تو اس انہدام میں صرف التوا ھو سکتا ھے لیکن پھر اس کا اظہار اور بھی زیادہ شدید شکلوں میں ھوگا ۔ “

سائنس سے کھیلنے کے باوجود اپنا خیال اس اصول کی شکل میں پیش کرنا اور بھی زیادہ طفلانہ غلطی ھے ۔ بچوں کے لئے یہ بات فطری ھے کہ وہ سائنس کو ایسی چیز ” سمجھیں “ جو یہ معین کر سکتی ھے کہ کس سال ، بہار ، موسم گرما ، خزاں ، موسم سرما میں ” انہدام شروع ھونا چاھئے “۔

یہ ایسی بات کو معلوم کرنے کی مضحکہ انگیز اور بیکار کوشش ھے جو معلوم نہیں کی جا سکتی ۔ کوئی بھی سنجیدہ سیاستداں یہ کبھی نہیں کہیگا کہ کب کسی ” نظام “ کا ایسا یا ویسا انہدام ” شروع ھونا چاھئے “ (خصوصاً اس لئے کہ نظام کا انہدام شروع ھو چکا ھے ، اور اب تو اس لمحے کا سوال ھے جب الگ الگ ملکوں میں انقلاب شروع ھوگا) ۔ لیکن ایک ناقابل تردید صداقت اس طفلانہ بےچارگی کے اصول کے بیچ سے اپنا راستہ بنا لیتی ھے یعنی دوسرے ، زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں اب ” مہلت “ کی ابتدا سے ایک مہینے کے بعد ، جو امن کرنے کے بعد گزرا ھے ، ایک مہینہ یا چھہ ھفتے قبل کے مقابلے میں انقلاب برپا ھونا زیادہ قریب ھو گیا ھے ۔

تو نتیجہ کیا نکلتا ھے ؟

نتیجہ یہ نکلتا ھے کہ امن کے حامی بالکل حق‌بجانب تھے اور ان کا موقف حالات سے صحیح ثابت ھوا ۔ وہ طمطراق کے عاشقوں کے ذھن میں یہ ٹھونسنے میں حق بجانب تھے کہ آدمی کو قوتوں کے توازن کا حساب لگانے کی صلاحیت رکھنا چاھئے اور اشتراکیت کے خلاف سامراجیوں

کی جنگ کو آسان بنا کر ان کی مدد نہ کرنا چاھئے جب کہ اشتراکیت ابھی کمزور ھے اور جنگ کے امکانات اشتراکیت کے لئے ناسازگار ھیں۔

لیکن ھمارے ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹ، جنھیں اپنے کو ''پرولیتاری،، کمیونسٹ کہنے کا بھی شوق ھے، کیونکہ ان میں پرولیتاریت بہت ھی کم ھے اور پیٹی بورژوازیت بہت زیادہ ھے، قوتوں کے توازن کے بارے میں سوچنے، اس کا حساب لگانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ مارکس‌ازم اور مارکسی طریقۂ کار کا جوھر ھے لیکن وہ حقارت کے ساتھ اس ''جوھر،، کو ایسے ''پرغرور،، الفاظ کہہ کر نظرانداز کر دیتے ھیں، جیسے:

''... عوام پر ''امن کی بےعمل ذھنیت،، کا استحکام سے چھاجانا سیاسی صورت حال کی ایک خارجی حقیقت ھے ...،،

کیا شاھکار ھے! تین سال کی انتہائی اذیت‌آمیز اور رجعت‌پرست جنگ کے بعد عوام کو سوویت اقتدار اور اس کے صحیح طریقۂ کار کی بدولت جو لفاظی میں کبھی مبتلا نہیں ھوتا، ایک بہت ھی مختصر، بالکل مختصر، غیرمحفوظ اور ناکافی ''مہلت،، کا موقع ملا ھے۔ مگر ''بائیں بازووالے،، دانش‌ور صاحبزادگان، اپنی خودپرستانہ شان کے ساتھ بڑے تبحر سے ''عوام (؟؟؟) پر امن کی بےعمل (!!!؟؟؟) ذھنیت کا استحکام سے چھاجانے (!!!)،، کا اعلان کرتے ھیں۔ کیا میں نے پارٹی کانگریس میں ٹھیک نہیں کہا تھا کہ ''بائیں بازووالوں،، کے رسالے کا نام ''کمیونسٹ،، نہیں بلکہ ''ریئس،، ھونا چاھئے۔

کیا کوئی کمیونسٹ، جو محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے لوگوں کی نفسیات اور حالات‌زندگی کو ذرا بھی سمجھتا ھے، اس مثالی، اپنا طبقہ کھو بیٹھنےوالے پیٹی بورژوا دانش‌ور کے نقطۂ‌نظر تک گر سکتا ھے جو امیروں یا نوابوں جیسی ذھنیت رکھتا ھے، جو یہ اعلان کرتا ھے کہ ''امن کی ذھنیت،، ''بےعمل،، ھے اور یقین کرتا ھے کہ لکڑی کی تلوار چلانا ''سرگرمی،، ھے؟ کیونکہ ھمارے ''بائیں بازووالے،، محض لکڑی کی تلوار چلاتے ھیں جب وہ اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ھیں جس کو سارا عالم جانتا ھے، جس کے لئے یوکرین میں جنگ نے مزید ثبوت دیا ھے کہ تین سال کی قتل وغارت گری سے

انتہائی تھکے ہوئے لوگ بلادم لئے لڑائی جاری نہیں رکھ سکتے اور اگر جنگ قومی پیمانے پر منظم نہیں کی جا سکتی تو وہ پرولیتاریہ کے فولادی ڈسپلن کے بجائے زیادہ تر انتشار کی ذہنیت پیدا کرتی ہے جو چھوٹے صاحبان جائداد کا مخصوص کردار ہے۔ ''کمیونسٹ،، کا ہر صفحہ دکھاتا ہے کہ ہمارے ''بائیں بازووالوں،، کو اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ پرولیتاری فولادی ڈسپلن کیا ہے اور اس کو کیسے پیدا کیا جاتا ہے، ان میں اپنے طبقے سے علحدہ پیٹی بورژوا دانش‌وروں کی ذہنیت پوری طرح سرایت کر گئی ہے۔

(۲)

لیکن شاید جنگ کے بارے میں ''بائیں بازووالوں،، کی یہ تمام لفاظی صرف طفلانہ جوش ہے، اس کا تعلق ماضی سے ہے اور اس لئے اس میں سیاسی اہمیت کا شائبہ تک نہیں ہے؟ یہ ہے وہ دلیل جو بعض لوگ ہمارے ''بائیں بازووالوں،، کی مدافعت میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے۔ جو بھی سیاسی قیادت کا دعوی کرتا ہے تو اس میں سیاسی مسائل پر غور سے سوچنے کی صلاحیت ہونی چاہئے اور اس صلاحیت کی کمی ''بائیں بازووالوں،، کو کردار سے عاری تذبذب کا پرچارک بناتی ہے جس کا خارجی طور پر صرف ایک نتیجہ نکل سکتا ہے یعنی اپنے ڈانواں ڈول رویے سے ''بائیں بازووالے،، روسی سوویت ریپلک کو ایسی جنگ کےلئے مشتعل کرنے میں سامراجیوں کو مدد دے رہے ہیں جو یقیناً سوویت ریپلک کے لئے سازگار نہ ہوگی۔ وہ ہمیں جال میں پھنسانے کیلئے سامراجیوں کو مدد دے رہے ہیں۔ ذرا یہ سنئے:

''... روسی مزدور انقلاب عالمی انقلاب کے راستے کو چھوڑ کر، جنگ سے متواتر بچکر، بین‌الاقوامی سرمایے کے دباؤ سے جھک کر اور ''قومی سرمایے،، کو مراعات دیکر ''اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا،،۔

''اس نقطۂ نظر سے یہ ضروری ہے کہ ثابت‌قدم طبقاتی بین‌الاقوامی پالیسی اختیار کی جائے جو بین‌الاقوامی انقلابی پروپیگنڈے کو

الفاظ و عمل دونوں میں متحد کرے، اور بین الاقوامی اشتراکیت
کے ساتھ (بین الاقوامی بورژوازی کے ساتھ نہیں) زندہ تعلقات
مضبوط کرے .... ،،

اندرونی پالیسی پر جو حملے کئے گئے ھیں ان پر میں علحدہ بحث کروں گا۔ لیکن خارجہ پالیسی کے میدان میں ذرا ملاحظہ کیجئے لفاظی کی دھماچوکڑی کو، عمل میں بودےپن کے ساتھ۔ کونسا طریقۂ کار فی الوقت ان سب لوگوں پر واجب ھوتا ھے جو سامراجی اشتعال انگیزی کا آلۂ کار بننا نہیں چاھتے اور جو ان کے جال میں پھنسنا نہیں چاھتے؟ ھر سیاستدان کو اس سوال کا صاف اور کھرا جواب دینا چاھئے۔ ھماری پارٹی کا جواب سب کو معلوم ھے: فی الوقت ھمیں پسپا ھونا چاھئے اور جنگ سے گریز کرنا چاھئے۔ ھمارے '' بائیں بازووالے،، اس کی تردید کرنے کی ھمت نہیں کرتے اور ھوا میں تیر چلاتے ھیں: '' ثابت قدم طبقاتی بین الاقوامی پالیسی ،، !!

یہ لوگوں کو دھوکا دینا ھے۔ اگر آپ ابھی لڑنا چاھتے ھیں تو صاف کہیئے۔ اگر آپ اب پسپا ھونا نہیں چاھتے تو صاف کہیئے۔ نہیں تو آپ اپنے خارجی کردار کے لحاظ سے سامراجی اشتعال انگیزی کا آلہ ھیں۔ اور آپ کی داخلی '' ذھنیت ،، ایک سر پھرے پیٹی بورژوا انسان کی سی ھے جو دھونس جماتا ھے اور ڈینگیں مارتا ھے لیکن خوب سمجھتا ھے کہ پرولیتاریہ پسپا ھونے میں، منظم طور پر پسپا ھونے کی کوشش میں ٹھیک ھے۔ وہ سمجھتا ھے کہ پرولیتاریہ کی یہ دلیل ٹھیک ھے کہ چونکہ ابھی ھمارے پاس طاقت کی کمی ھے اسلئے پسپا ھونا چاھئے (مغربی اور مشرقی سامراج کے سامنے سے) حتی کہ اورال تک کیونکہ صرف اسی طرح اس وقت ٹال مٹول کرنے کا واحد موقع ملتا ھے جب مغرب میں انقلاب پختہ ھو جائے، وہ انقلاب جس کی ابتدا ('' بائیں بازووالوں ،، کی بکواس کے باوجود) '' بہار یا موسم گرما ،، کی '' پابند ،، نہیں ھے بلکہ جو ھر مہینے زیادہ قریب آتا جا رھا ھے اور زیادہ ممکن ھوتا جا رھا ھے۔

'' بائیں بازووالوں ،، کی '' اپنی ،، کوئی پالیسی نہیں ھے۔ وہ یہ اعلان کرنے کی جرأت نہیں رکھتے کہ فی الوقت پسپا ھونا غیرضروری

ہے ۔ وہ الفاظ سے کھیلتے ہوئے، بچتے اور کتراتے ہیں، فی الوقت جنگ سے بچنے کے سوال کی جگہ جنگ سے ”متواتر“ بچنے کے سوال کو لاتے ہیں ۔ وہ صابن کے ایسے بلبلے ہوا میں چھوڑ رہے ہیں مثلاً ”بین الاقوامی انقلابی پروپیگنڈا عمل میں“ !! اس کا کیا مطلب ہے ؟

اس کا مطلب دو باتوں میں سے ایک ہو سکتا ہے : یا تو یہ محض نوزدریفازم (۵٦) ہے یا اس کا مطلب بین الاقوامی سامراج کا تختہ الٹ دینے کے لئے حملہ کرنا ہے ۔ ایسی بکواس کھلم کھلا نہیں کی جا سکتی اور اسی لئے ”بائیں بازو“ کے کمیونسٹ اس بات پر مجبور ہیں کہ وہ ہر سیاسی شعور رکھنے والے پرولیتاری کی تضحیک سے بچنے کے لئے بلند بانگ اور کھوکھلی لفاظی کی پناہ لیں — وہ امید کرتے ہیں کہ بےتوجہ قاری یہ نہیں دیکھیگا کہ ”بین الاقوامی انقلابی پروپیگنڈا عمل میں“ کے اصل معنی کیا ہیں ۔

بلند بانگ لفاظی کی بھڑک دکھانا طبقات سے الگ پیٹی بورژوا دانشوروں کی خصوصیت ہے ۔ منظم پرولیتاری کمیونسٹ یقیناً اس ”خصلت“ کی سزا کم از کم تضحیک سے اور تمام ذمےدار عہدوں سے برخاستگی سے دینگے ۔ لوگوں سے یہ تلخ حقیقت سادگی اور صفائی سے براہ راست کہنا چاہئے : یہ ممکن ہے اور شاید یقینی بھی کہ جرمنی میں جنگی پارٹی پھر غالب آجائے (یعنی ہمارے خلاف فوراً حملہ شروع ہو جائے) ، اور جرمنی جاپان کے ساتھ ، سرکاری معاہدے یا خاموش مفاہمت کے ذریعہ ہم کو تقسیم کردے اور ہمارا گلا گھونٹ ڈالے ۔ ہمارا طریقۂ کار ، اگر ہم غوغائیوں کو سننا نہیں چاہتے ، انتظار کرنا ، التوا میں ڈالنا ، جنگ سے بچنا اور پسپائی ہونا چاہئے ۔ اگر ہم غوغائیوں سے اپنا پیچھا چھڑالیں اور حقیقی فولادی ، اصلی پرولیتاری اور سچا کمیونسٹ ڈسپلن پیدا کرکے خود ”کمربستہ“ ہو جائیں تو ہمیں کئی مہینوں کی مہلت حاصل کرنے کا اچھا موقع مل جائیگا ۔ اور پھر اگر بری سے بری صورت میں اورال تک بھی پسپائی کرنا پڑے ، ہم اپنے اتحادی (بین الاقوامی پرولیتاریہ) کے لئے زیادہ آسان بنا دینگے کہ وہ ہماری مدد کو آئے ، انقلابی دھماکوں کی ابتدا اور انقلاب کے درمیان فاصلے کو دوڑ کر (اسپورٹ کی زبان میں) طے کرلے ۔

یہی اور صرف یہی وہ طریقۂ کار ہے جو بین الاقوامی اشتراکیت کے

ایک عارضی طور پر کٹے ہوئے دستے اور دوسرے دستوں کے درمیان رابطے کو درحقیقت مضبوط کر سکتا ہے۔ لیکن ، عزیز " بائیں بازو کے کمیونسٹو "، سچ پوچھئے تو آپ کی تمام دلیلیں صرف بلندبانگ لفاظی کے درمیان " زندہ تعلقات کو مضبوط کرنے "، کی طرف لے جاتی ہیں۔ یہ " زندہ تعلقات "، برے ہیں !

میں آپ پر واضح کرونگا ، میرے عزیزو ، کہ آپ کو اس مصیبت نے کیوں آن گھیرا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ انقلابی نعروں کو رٹنے اور یاد رکھنے کی زیادہ کوشش کرتے ہیں بمقابلہ اس کے کہ ان پر غور کریں۔ اسی وجہ سے آپ " اشتراکی وطن کا دفاع "، واوین کے درمیان لکھتے ہیں جن کا مطلب غالباً آپ کا طنزیہ رویہ دکھانا ہے لیکن جو حقیقت میں ثابت کرتے ہیں کہ آپ کوڑھ مغز ہیں۔ آپ " دفاعیت "، کو گندی اور قابل نفرت چیز سمجھنے کے عادی ہیں ، آپ نے اس کو پڑھ کر رٹ لیا ہے۔ آپ نے اس کو اتنی محنت سے حفظ کیا ہے کہ آپ میں سے بعض نے یہ بکواس شروع کر دی ہے کہ سامراجی دور میں وطن کا دفاع ناقابل اجازت ہے (درحقیقت یہ صرف سامراجی ، رجعت پرستانہ جنگ میں ناقابل اجازت ہے جسے بورژوازی لڑ رہا ہو)۔ لیکن آپ نے یہ سوچا ہی نہیں کہ کیوں اور کب " دفاعیت "، قابل نفرت ہوتی ہے۔

وطن کے دفاع کو تسلیم کرنے کا مطلب ہے جنگ کو جائز اور منصفانہ تسلیم کرنا۔ جائز اور منصفانہ کس نقطۂ نظر سے ؟ صرف اشتراکی پرولیتاریہ اور اپنی نجات کے لئے اس کی جدوجہد کے نقطۂ نظر سے۔ ہم کسی اور نقطۂ نظر کو تسلیم نہیں کرتے۔ اگر استحصال کرنےوالا طبقہ اس مقصد سے جنگ کرتا ہے کہ وہ ایک طبقے کی حیثیت سے اپنی حکمرانی کو مضبوط کرے تو ایسی جنگ مجرمانہ ہے اور ایسی جنگ میں " دفاعیت "، اشتراکیت کے ساتھ ذلیل غداری ہے۔ اگر پرولیتاریہ اپنے ملک میں بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کے بعد جنگ کرتا ہے اور اس جنگ کا مقصد اشتراکیت کا استحکام اور فروغ ہے تو ایسی جنگ جائز اور " مقدس "، ہے۔

ہم ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ ء سے " مدافعت‌پسند "، ہیں۔ میں نے اس کو کئی بار صاف طور پر کہا ہے اور آپ اس سے انکار نہیں کر

سکتے۔ یہ بین الاقوامی اشتراکیت کے ساتھ ”رابطہ مضبوط کرنے،، کے ہی مفاد میں ہے کہ اشتراکی وطن کا دفاع ہمارا فریضہ ہو گیا ہے۔ جو لوگ اس ملک کے دفاع کے سلسلے میں غیرسنجیدگی برتتے ہیں جہاں پرولیتاریہ نے فتح حاصل کرلی ہے، تو وہ بین الاقوامی اشتراکیت سے رابطہ توڑ لیتے ہیں۔ جب ہم ایک مظلوم طبقے کے نمائندے تھے تو ہم نے سامراجی جنگ میں وطن کے دفاع کی طرف غیرسنجیدہ رویہ اختیار نہیں کیا، ہم نے اصولی طور پر اس دفاع کی مخالفت کی۔ اب جبکہ ہم حکمران طبقے کے نمائندے ہو گئے ہیں جس نے اشتراکیت کی تنظیم شروع کر دی ہے تو ہم ہر ایک سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک کے دفاع کی طرف سنجیدہ رویہ اختیار کرے۔ اور ملک کے دفاع کی جانب سنجیدہ رویہ اختیار کرنے کا مطلب ہے اس کےلئے پوری طرح تیاری کرنا اور قوتوں کے درمیان توازن کا صحیح صحیح حساب لگانا۔ اگر ہماری قوتیں واقعی قلیل ہیں تو دفاع کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ پسپا ہوکر ملک کے اندرونی حصے میں پہنچا جائے (جو کوئی بھی اس کو ایسا مصنوعی فارمولا سمجھتا ہے جو وقتی ضرورت کےلئے بنا لیا گیا ہے تو اس کو اس سلسلے میں تاریخ کے اسباق جاننے کےلئے بزرگ کلاؤزےویتس کو پڑھنا چاہئے جو فوجی معاملات کے ایک سب سے بڑے ماہر ہیں)۔ بہرحال ”بائیں بازو کے کمیونسٹ،، اس بات کا ذرا بھی اشارہ نہیں کرتے کہ وہ قوتوں کے توازن کے سوال کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔

جب ہم دفاعیت کے اصولی طور پر خلاف تھے تو ہم ان لوگوں کا مضحکہ اڑانے میں حق بجانب تھے جو اپنے وطن کو گویا اشتراکیت کے مفاد میں ”بچانا،، چاہتے تھے۔ جب ہم نے پرولیتاری دفاعیت پسند ہونے کا حق حاصل کر لیا تو پورا سوال بنیادی طور پر بدل گیا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انتہائی صحت کے ساتھ متعلق قوتوں کا حساب لگائیں، انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنے اتحادی (بین الاقوامی پرولیتاریہ) کے امکانات کو تولیں کہ وہ کتنا بروقت ہماری مدد کرنے آئے گا۔ یہ سرمایے کے مفاد میں ہے کہ وہ اپنے دشمن کو (بین الاقوامی پرولیتاریہ کو) ٹکڑے ٹکڑے کرکے تباہ کر دے، قبل اس کے کہ تمام ملکوں کے مزدور متحد ہو سکیں (حقیقی طور پر متحد ہو سکیں یعنی انقلاب شروع کرکے)۔ یہ ہمارے مفاد میں ہے کہ ہم جو بھی ممکن ہے

کریں، معمولی سے معمولی موقع سے فائدہ اٹھائیں کہ فیصلہ کن جنگ کو اس وقت تک ملتوی رکھیں (یا اس وقت ''کے بعد تک،،) جب تک کہ انقلابی مزدوروں کے دستے ایک واحد عظیم بین‌الاقوامی فوج میں متحد نہ ہو جائیں۔

۹، ۱۰، ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو اخبار ''پراودا،، کے ۸۸، ۸۹، ۹۰ شماروں میں شائع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۲۸۵ — ۲۹۳۔

کمیونزم میں ” بائیں بازو کی “ طفلانہ بیماری

(اقتباس)

بولشویزم نے خود اپنی پارٹی کے اندر ” بائیں ،، انحرافات کے خلاف جو جدوجہد چلائی اس نے دو موقعوں پر خاص طور سے وسیع پیمانہ اختیار کر لیا : ۱۹۰۸ ء میں اس سوال پر کہ آیا انتہائی رجعت‌پرست ” پارلیمنٹ ،، اور مزدوروں کی ان قانونی انجمنوں میں شرکت کی جائے یا نہیں جن پر انتہائی رجعت‌پرست قوانین کے ذریعہ پابندیاں عائد کی جا رہی تھیں اور پھر ۱۹۱۸ ء میں (بریست کا معاھدہ) اس سوال پر کہ کونسی ” مصالحت ،، قابل اجازت ہے ۔

۱۹۰۸ ء میں ” بائیں بازو ،، کے بولشویکوں کو ھماری پارٹی سے نکال دیا گیا کیونکہ انھوں نے انتہائی رجعت‌پرست ” پارلیمنٹ ،،میں شریک ہونے کی ضرورت کو بضد سمجھنے سے انکار کیا تھا (۵۷) ۔ ” بائیں بازو ،، والوں نے جن میں بہت سے شاندار انقلابی بھی شامل تھے جو بعد کو کمیونسٹ پارٹی کے قابل تعریف ممبر ہوئے (اور اب بھی ھیں) — ۱۹۰۵ ء کے بائیکاٹ کے کامیاب تجربے کو خاص طور سے اپنی بنیاد بنایا تھا ۔ جب اگست ۱۹۰۵ ء میں زار نے ایک مشاورتی ” پارلیمنٹ ،، (۵۸) کے انعقاد کا اعلان کیا تو بولشویکوں نے تمام مخالف پارٹیوں اور مینشویکوں کی شدید مخالفت کی حالت میں اس کے بائیکاٹ کی اپیل کی اور ۱۹۰۵ ء کے اکتوبر انقلاب نے واقعی اس

"پارلیمنٹ،، کا صفایا کر دیا۔ اس وقت بائیکاٹ صحیح ثابت ہوا، اس وجہ سے نہیں کہ رجعت‌پرست پارلیمنٹوں میں عدم‌شرکت عام طور پر صحیح ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم نے خارجی حالت کا صحیح اندازہ لگایا جو تیزی کے ساتھ عوامی ہڑتال کو پہلے سیاسی ہڑتال اور پھر انقلابی ہڑتال میں اور آخرکار اس کو مسلح بغاوت میں تبدیل کر رہی تھی۔ علاوہ برین اس وقت جدوجہد اس سوال پر مرکوز تھی کہ آیا پہلی نمائندہ اسمبلی کا انعقاد زار پر چھوڑ دیا جائے یا پرانی حکومت سے اس کے انعقاد کو چھین لینے کی کوشش کی جائے۔ جب اس بات کا یقین قطعی نہیں رہا اور نہ ہو سکتا تھا کہ خارجی حالت مماثل ہے اور حالت کے ارتقا کے یکساں رجحان اور یکساں رفتار پر یقین نہ رہا تو پھر بائیکاٹ ٹھیک نہیں تھا۔

۱۹۰۵ء میں "پارلیمنٹ،، کے بولشویک بائیکاٹ نے انقلابی پرولیتاریہ کو بیش‌بہا سیاسی تجربے سے مالامال کیا اور دکھایا کہ جب جدوجہد کی قانونی اور غیرقانونی، پارلیمانی اور غیرپارلیمانی شکلیں اکٹھا کر دی جاتی ہیں تو کبھی کبھی پارلیمانی شکلوں کو مسترد کرنا کارآمد حتی کہ ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال اس تجربے کو اندھوں کی طرح نقل کرکے اور بلا سمجھے بوجھے دوسرے حالات اور دوسرے مواقع پر استعمال کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ ۱۹۰۶ء میں "دوما،، کا بولشویک بائیکاٹ غلطی تھی، اگرچہ ایک چھوٹی اور آسانی سے ٹھیک کی جانےوالی غلطی*۔ ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء اور بعد کے برسوں میں "دوما،، کا بائیکاٹ ایک انتہائی سنگین غلطی تھی جس کو درست کرنا مشکل تھا کیونکہ اس وقت ایک طرف انقلابی لہر کے تیزی سے اٹھنے اور اس کے بغاوت میں تبدیل ہونے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی اور دوسری

---

* جس بات کا اطلاق افراد پر ہوتا ہے اس کا اطلاق، ضروری تبدیلیوں کے ساتھ، سیاست اور پارٹیوں پر بھی ہوتا ہے۔ سمجھدار وھی نہیں ہوتا جو غلطی نہ کرے۔ نہ تو ایسے لوگ ھیں اور نہ ہو سکتے ھیں۔ سمجھدار وہ ہے جس کی غلطیاں بہت سنگین نہیں ہوتیں اور جو ان کو آسانی اور تیزی کے ساتھ ٹھیک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

طرف بورژوا شاہی کی تجدید سے تعلق رکھنے والی ساری تاریخی صورت‌حال کا تقاضہ یہ تھا کہ قانونی اور غیرقانونی سرگرمیوں کو متحد کیا جائے۔ آج ، جب ہم اس تکمیل‌شدہ تاریخی دور پر نظر ڈالتے ہیں ، جس کا تعلق بعد کے ادوار سے بالکل واضح ہو گیا ، تو یہ بات انتہائی صاف ہو جاتی ہے کہ ۱۴ — ۱۹۰۸ ء میں بولشویک پرولیتاریہ کی انقلابی پارٹی کا قلب نہیں برقرار رکھ سکتے تھے (اس کو مضبوط کرنے اور فروغ دینے کی بات تو جانے دیجئے) اگر انھوں نے انتہائی شدید جدوجہد میں یہ نقطۂ‌نظر نہ اختیار کیا ہوتا کہ جدوجہد کی قانونی اور غیرقانونی شکلوں کو ایک دوسرے سے ملانا لازمی ہے اور انتہائی رجعت‌پرست پارلیمنٹ اور متعدد دوسرے اداروں میں (بیماروں کی سہولتوں کی انجمنوں وغیرہ) جنھیں رجعت‌پرست قوانین نے محدود کر رکھا تھا شرکت کرنا لازمی ہے۔

۱۹۱۸ ء میں حالات پھوٹ اور افتراق تک نہیں پہنچے تھے۔ اس وقت " بائیں بازو " کے کمیونسٹوں نے ہماری پارٹی کے اندر صرف ایک علحدہ گروپ یا " جتھہ " بنا لیا تھا اور وہ بھی بہت عرصے کے لئے نہیں۔ اسی سال ۱۹۱۸ ء میں " بائیں بازو کے کمیونزم " کے انتہائی نمایاں نمائندوں مثلاً رفیق رادیک اور بوخارین نے کھلم کھلا اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ بریست کا معاہدہ سامراجیوں سے مصالحت ہے جو اصولی طور پر ناقابل معافی اور انقلابی پرولیتاریہ کی پارٹی کے لئے نقصان‌دہ ہے۔ وہ واقعی سامراجیوں سے مصالحت تھا۔ لیکن ایسی مصالحت تھا جس کو ان حالات میں کرنا ہی تھا۔

آج جب میں بریست کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں ہمارے طریقۂ‌کار پر مثال کے لئے " اشتراکی انقلابیوں " کے حملے کے بارے میں سنتا ہوں یا جب میں رفیق لینسبیری کو اپنے ساتھ ایک گفتگو میں یہ کہتے سنتا ہوں : " ہمارے برطانوی ٹریڈیونین لیڈر کہتے ہیں کہ اگر بولشویکوں کے لئے مصالحت کرنا جائز تھا تو ان کے لئے بھی مصالحت کرنا جائز ہے "، تو میں عام طور پر اس کا جواب سب سے پہلے اس سادہ اور " مقبول عام " مثال سے دیتا ہوں :

تصور کیجئے کہ آپ کی موٹرکار مسلح ڈاکوؤں نے روک لی۔ آپ نے ان کو اپنے پیسے ، پاسپورٹ ، ریوالوار اور کار حوالے کر دی۔ اس

کے عوض آپ کو ڈاکوؤں کی خوشگوار صحبت سے چھٹکارا مل گیا۔ بلاشبہ یہ مصالحت ہے۔ «Do ut des» (میں تم کو اپنے پیسے، اسلحہ اور کار ''دیتا ہوں،، تاکہ تم مجھ کو اپنے پاس سے صحیح سلامت نکل جانے کا موقع ''دو،،)۔ بہرحال کوئی ایسا صحیح الدماغ آدمی پانا مشکل ہوگا جو ایسی مصالحت کو ''اصولی طور پر ناقابل قبول،، قرار دے یا جو مصالحت کرنےوالے کو ڈاکوؤں کا معاون کہے (چاہے ڈاکو کار اور اسلحہ کو مزید ڈکیتیوں کے لئے کیوں ھی استعمال نہ کریں)۔ جرمن سامراج کے ڈاکوؤں سے ہماری مصالحت بھی ٹھیک اسی قسم کی مصالحت تھی۔

لیکن جب ۱۸—۱۹۱۴ء میں اور پھر ۲۰—۱۹۱۸ء میں، روس میں مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے اور جرمنی میں شیڈمانوالوں (اور بڑی حد تک کاؤتسکی کے حامیوں) نے، آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر نے (رینیر اینڈ کمپنی کا تو کوئی ذکر ھی نہیں)، فرانس میں ریناڈیل اور لونگے اینڈ کمپنی نے، برطانیہ میں فیبئنوں، ''انڈپنڈنٹ،، اور ''ترودوویک،، (''لیبرسٹ،،) نے اپنی بورژوازی اور کبھی کبھی ''اتحادی،، بورژوازی کے ساتھ اپنے ملکوں کے انقلابی پرولیتاریہ کے خلاف سمجھوتے کئے تو یہ سب حضرات واقعی ڈاکوؤں کے معاونوں کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

نتیجہ صاف ہے: مصالحتوں کو ''اصولی طور پر،، مسترد کرنا، عام طور پر مصالحتوں کے جواز کو مسترد کرنا وہ چاہے کسی قسم کی ہوں ایسی طفلانہ بات ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی مشکل ہے۔ ایک ایسے سیاسی رہنما کو جو انقلابی پرولیتاریہ کے لئے کارآمد بننا چاھتا ہے ٹھوس معاملات میں ایسی ھی مصالحتوں کے امتیاز کرنے کے لائق ہونا چاھئے جو ناقابل قبول اور موقع‌پرستی اور غداری کا اظہار ہیں۔ اس کو چاھئے کہ ان ٹھوس مصالحتوں کے خلاف نکتہ‌چینی کی ساری طاقت، بےدریغ بھانڈا پھوڑنے اور انتھک جدوجہد کا سارا زور لگا دے اور تجربہ‌کار ''کاروباری،، اشتراکیوں اور پارلیمانی یسوعیوں کو ''عام طور پر مصالحتوں،، کے بارے میں مباحثوں کے ذریعہ اپنی ذمہ‌داری سے نکل بھاگنے اور چرکا دینے کی اجازت نہ دے۔ اسی طریقے سے برطانوی ٹریڈیونینوں کے ''لیڈر،، صاحبان اور فیبئن

سوسائٹی اور ''انڈپنڈنٹ،، لیبر پارٹی‌والے بھی اس غداری کی اپنی ذمے داری سے پیچھا چھڑاتے ھیں جس کے وہ سرتکب ہوئے ھیں کیونکہ انھوں نے ایسی مصالحت کی ھے جو واقعی بدترین قسم کی موقع پرستی ، دغابازی اور غداری کے مترادف ھے۔

مصالحتوں کی مختلف قسمیں ھوتی ھیں۔ ھر سمجھوتے یا مصالحت کے سلسلے میں مختلف قسم کی صورت‌حال اور ٹھوس حالات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت ھونا چاھئے۔ آدمی کو اس شخص میں جس نے اپنے پیسے اور اسلحہ ڈاکوؤں کے حوالے کر دئے تاکہ وہ ان کے ضرر کو کم کر سکے اور ان کی گرفتاری اور پھانسی میں سہولت پیدا کر سکے اور اس شخص کے درمیان امتیاز کرنا چاھئے جو اپنا پیسہ اور اسلحہ ڈاکوؤں کو اس لئے دیتا ھے کہ ان کی لوٹ‌مار میں حصے‌دار بن سکے۔ سیاست میں یہ کسی طرح ھمیشہ ایسی سیدھی سادی بات نہیں ھوتی جیسی کہ طفلانہ طور پر اس سادہ مثال میں ھے۔ بہرحال جو شخص بھی مزدوروں کے لئے کوئی اس قسم کا نسخہ سوچنا چاھتا ھے جو ان کو تمام صورتوں میں بنے بنائے تیار حل سہیا کرے یا یہ وعدہ کرتا ھے کہ انقلابی پرولیتاریہ کی پالیسی کو کبھی مشکل یا پیچیدہ صورت‌حال کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا وہ شخص محض ڈھونگیا ھے۔

غلط ترجمانی کی کوئی گنجائش نہ چھوڑنے کے لئے میں ٹھوس مصالحتوں کے تجزئے کے لئے چند بنیادی قواعد کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کروں‌گا چاھے وہ بہت ھی مختصر کیوں نہ ھو۔

جس پارٹی نے بریست کے معاھدے پر دستخط کرکے جرمن سامراجیوں کے ساتھ مصالحت کی وہ ۱۹۱۴ ء کے آخر سے ھی عملی طور پر اپنی بین الاقوامیت کو پروان چڑھا رھی تھی۔ وہ زارشاھی کی شکست کی اپیل کرنے اور دو سامراجی لٹیروں کے درمیان جنگ میں ''ملک کے دفاع،، کی مذمت کرنے سے نہیں ڈرتی تھی۔ اس پارٹی کے پارلیمانی نمائندوں نے بورژوا حکومت کی وزارتی کرسیوں کی طرف جانے‌والے راستے کو اختیار کرنے کے مقابلے میں سائبیریا میں جلاوطنی کو (۵۹) ترجیح دی۔ انقلاب جس نے زارشاھی کا تختہ الٹا اور جمہوری ریپبلک قائم کی، اس پارٹی کے سامنے ایک نئی اور زبردست آزمائش پیش کی — اس نے ''اپنے،، سامراجیوں کے ساتھ کوئی مصالحتیں نہیں کیں بلکہ تیاری کرکے ان کا

تختہ الٹ دیا ۔ جب اس نے سیاسی اقتدار حاصل کیا تو اس نے نہ تو جاگیرداروں کی اور نہ سرمایہ‌داروں کی ملکیت کا کوئی نشان باقی چھوڑا ۔ سامراجیوں کے خفیہ عہدناسوں کو منظر عام پر لا کر اور ان سے اپنا تعلق قطع کرکے اس پارٹی نے تمام قوسوں سے اسن کی تجویز کی اور بریست کے لٹیروں کے تشدد کو صرف اس وقت مانا جب برطانوی فرانسیسی سامراجیوں نے صلح کو ناکام بنا دیا اور بولشویک جرمنی اور دوسرے ملکوں میں انقلاب جلد لانے کے لئے امکانی طور پر جو کچھ کر سکتے تھے کر چکے ۔ اس مصالحت کا قطعی صحیح ہونا جو ایسی پارٹی نے ایسی صورت‌حال میں کیا روز بروز زیادہ صاف اور واضح ہوتا جا رہا ہے ۔

روس میں مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں نے (۱۹۱۴ — ۲۰ ء میں ساری دنیا میں دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں کی طرح) غداری سے ابتدا کی — براہ راست یا بالواسطہ ”ملک کے دفاع“، یعنی خود اپنے لٹیرے بورژوازی کے دفاع کو بجا قرار دے کر انھوں نے خود اپنے ملک کے بورژوازی کے ساتھ متحد ہوکر اور خود اپنی بورژوازی کے ساتھ مل کر خود اپنے ملک کے انقلابی پرولیتاریہ کے خلاف لڑتے ہوئے غداری جاری رکھی ۔ ان کے بلاک کا مقصد پہلے روس میں کیرینسکی اور کیڈیٹوں کے ساتھ اور پھر کولچاک اور دنیکن کے ساتھ، بیرون ملک ان کے ہم‌خیالوں کے اپنے اپنے ملکوں کے بورژوازی کے بلاک کی طرح، درحقیقت پرولیتاریہ سے غداری کرکے بورژوازی سے مل جانا تھا ۔ ابتدا سے لے کر آخر تک سامراج کے لٹیروں سے ان کی مصالحت کرنے کا مطلب سامراجی لوٹ میں شریک‌کار بننا تھا ۔

اپریل — مئی ۱۹۲۰ ء میں لکھا گیا ۔
جون ۱۹۲۰ ء میں پیٹروگراد میں علحدہ کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا ۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۳، صفحات ۲۲—۱۷

تشریحی نوٹ

۱ - لینن نے یہ مقالے ۸ (۲۱) جنوری ۱۹۱۸ ء کو مرکزی کمیٹی کے ممبروں اور پارٹی کارکنوں کی میٹنگ میں پڑھے جس میں کل ملا کر ۶۳ لوگ شریک تھے - اس میٹنگ کا کوئی رکارڈ نہیں ہے ، صرف اوسینسکی (ابولینسکی) ، تروتسکی ، لوموف (اوپوکوف) ، کامینیف اور دوسروں کی تقریروں پر لینن کے نوٹ ہیں -

۱۱ (۲۴) جنوری کی مرکزی کمیٹی کی میٹنگ میں لینن نے بتایا کہ ان کے مقالوں کو ۱۵ رائیں ، "بائیں بازو والے کمیونسٹوں" کو ۳۲ اور تروتسکی کو ۱۶ رائیں ملیں -

یہ مقالے ۲۴ فروری کو شائع ہوئے جب مرکزی کمیٹی کی اکثریت نے امن طے کرنے پر لینن کی حمایت کر دی - صفحہ ۵

۲ - جرمنی ، آسٹریا ہنگری ، بلغاریہ اور ترکی - صفحہ ۷

۳ - ایک انقلاب‌دشمن بورژوا قوم‌پرست تنظیم جسے یوکرین کی بورژوا اور پیٹی بورژوا قوم پرست پارٹیوں اور گروپوں نے کیئف میں اپریل ۱۹۱۷ ء میں کل یوکرین قومی کانگریس بلا کر قائم کی تھی - یوکرینی بورژوازی کا نظریہ‌داں گروشیفسکی اس کا صدر تھا اور وینی‌چینکو نائب صدر - وہ شہری اور دیہی بورژوازی اور

پیٹی بورژوا قوم پرست دانشوروں پر مشتمل تھی۔ اس نے یوکرینی بورژوازی اور زمینداروں کا اقتدار مستحکم کرنے اور قومی آزادی کی تحریک سے فائدہ اٹھا کر یوکرینی بورژوا ریاست قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس نے قومی آزادی کا جھنڈا بلند کیا تاکہ یوکرینی عوام کل روس انقلابی تحریک سے الگ رہیں اور کوشش کی کہ وہ یوکرینی بورژوازی کے زیراثر رہیں اور یوکرین میں اشتراکی انقلاب کامیاب نہ ہو۔ یوکرین کی خوداختیاری حاصل کرنے کے سوال پر تضادوں کے باوجود رادا نے عارضی حکومت کی حمایت کی۔

اکتوبر اشتراکی انقلاب کی کامیابی کے بعد اس نے اپنے آپ کو "یوکرینی عوامی جمہوریت" کا اعلیٰ ترجمان اعلان کردیا اور سوویت اقتدار کے خلاف علانیہ لڑی اور انقلاب دشمنی کا ایک خاص مرکز بن گئی۔

کل یوکرین سوویتوں کی پہلی کانگریس دسمبر ۱۹۱۷ء میں خارکوف میں منعقد ہوئی اور اس نے اعلان کیا کہ یوکرین ایک سوویت ریپبلک ہے اور مرکزی رادا کے اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا۔ روس کی عوامی کمیساروں کی کونسل نے یوکرینی سوویت حکومت کو یوکرین کی واحد جائز حکومت کی حیثیت سے تسلیم کیا اور انقلاب دشمن رادا کے خلاف اس کی جدوجہد میں فوری امداد دینے کا فیصلہ کیا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء اور جنوری ۱۹۱۸ء میں مرکزی رادا کے خلاف عام بغاوتیں اور سوویت اقتدار کا قیام تمام یوکرین میں پھیل گیا۔ جنوری ۱۹۱۸ء میں سوویت فوجوں نے پیش قدمی شروع کی اور ۲۶ جنوری (۸ فروری) کو کیئف پر قبضہ کرکے بورژوا رادا کا تختہ الٹ دیا۔

رادا کو محنت کشوں کا سہارا حاصل نہ تھا اور شکست کھانے اور سوویت یوکرین کے علاقے سے بھگا دئے جانے کے بعد اس نے سوویت اقتدار کو شکست دینے اور یوکرین میں بورژوا حکومت دوبارہ قائم کرنے کے لئے جرمن سامراجیوں سے سازباز کرلی۔ سوویت ریپبلک اور جرمنی کے درمیان امن کی گفت وشنید کے وقت رادا نے بریست لیتوفسک میں اپنا وفد بھیجا اور جرمنی کے ساتھ خفیہ طور پر علحدہ امن پر دستخط کئے جس کے تحت وعدہ کیا

گیا کہ یوکرین جرمنی کو اناج ، کوئلہ اور خام مال سوویت اقتدار کے خلاف فوجی امداد کے عوض فراہم کرےگا۔ مارچ ۱۹۱۸ ء میں جرمنی اور آسٹریا کے حملہ‌آوروں کی کٹھ‌پتلی کی حیثیت سے رادا پھر کیئف میں مسند پر بٹھا دی گئی۔ جرمنوں نے آخرکار محسوس کیا کہ رادا یوکرین میں انقلابی تحریک کو کچلنے اور غذا اور خام مال فراہم کرنے کی نااھل ہے ، چنانچہ اسے ختم کر دیا گیا۔ صفحہ ۱۲

۴ - چیرنوف (۱۸۷۶ ء تا ۱۹۵۲ ء) — اشتراکی انقلابی پارٹی کا رہنما اور نظریہ‌داں اور بورژوا عارضی حکومت میں وزیر زراعت۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد سوویت دشمن بغاوتیں منظم کرنے میں حصہ لیا۔ صفحہ ۱۲

۵ - تیسری ریاستی دوما — ایک نمائندہ ادارہ جسے زار کی حکومت ۱۹۰۵ ء کے انقلابی واقعات کے بعد قائم کرنے پر مجبور ہوئی۔ وہ دیکھنے کو قانون‌ساز ادارہ تھی لیکن اسے اصلی اقتدار حاصل نہ تھا۔ اس کے انتخابات ۳ جون ۱۹۰۷ ء کے انتخابی قانون کے مطابق ہوئے تھے اور اکثریت زمینداروں اور بڑے صنعت‌کاروں کے رجعت‌پرست بلاک کو حاصل ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۵

۶ - جنگ اور امن کے سوال پر مرکزی کمیٹی میں ۱۱ (۲۴) جنوری ۱۹۱۸ء کو لینن کی تقریر کے بعد مباحثہ ہوا ، جن کی مخالفت تروتسکی اور " بائیں‌بازو والے کمیونسٹوں " نے کی ، جن میں سے بوخارین ، اوریتسکی ، لوموف (اوپوکوف) نے تروتسکی کی " نہ جنگ نہ امن " کی تجویز کی حمایت کی۔ استالین ، سیرگےیف (آرتیم) اور سوکولنی‌کوف امن پر دستخط کے حامی تھے۔ " بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں " کو امید نہیں تھی کہ " فوری انقلابی جنگ " کا نعرہ منظور کر لیا جائےگا (اسے صرف دو ووٹ ملے تھے) چنانچہ تروتسکی کی تجویز کی حمایت میں رائے دی جو ۷ کے مقابلے میں ۹ ووٹوں سے منظور کرلی گئی۔ امن پر دستخط کرنے کی مخالفت کو مرکزی کمیٹی کے اندر دور کرنے کی امید

میں اور ان عوام کو اپنا حامی بنانے کےلئے جو انقلابی جنگ کے نقیبوں کے ساتھ تھے لینن نے تجویز کی کہ گفت‌وشنید کو ہر ممکن طور پر التوا میں ڈال دیا جائے اور یہ ایک کے مقابلے میں ۱۲ رایوں سے منظور ہوگئی۔ صفحہ ۱۷

۷ - استالین کے بیان کا حوالہ: ''مغرب میں کوئی انقلابی تحریک نہیں ہے، کوئی ٹھوس واقعات نہیں ہیں، صرف امکانات ہیں اور ان پر ہم تکیہ نہیں کر سکتے۔''
دوسرا حوالہ زینوویف کا ہے: ''بلاشبہ ہم ایک سنجیدہ عمل‌جراحی سے دوچار ہیں کیوں‌کہ امن پر دستخط کرکے ہم جرمنی میں جارحانہ قوم پرستی کے ہاتھ مضبوط کریں‌گے اور تمام مغرب میں عارضی طور پر انقلابی تحریک کو کمزور بنائیں‌گے۔ اس کے علاوہ اشتراکی ریپبلک کی تباہی کاخطرہ ہے۔'' (روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بولشویک) کی مرکزی کمیٹی کی روئداد، ۱ گست ۱۹۱۷ء — فروری ۱۹۱۸ء، ماسکو ۱۹۵۸ء، صفحات ۱۷۲ — ۱۷۱)۔ صفحہ ۱۹

۸ - اس مضمون سے جو ''پراودا'' میں ۲۱ فروری ۱۹۱۸ء کو شائع ہوا لینن نے امن طے کرنے کے سلسلے میں پریس میں عوامی مہم شروع کی۔ صفحہ ۲۱

۹ - حوالہ ہے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بولشویک) کی مرکزی کمیٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۱ (۲۴) جنوری اور ۱۷ فروری ۱۹۱۸ء میں امن کے سوال پر رائےشماری کا۔ انقلابی جنگ کی تائید میں دو رائیں تھیں پہلے اجلاس میں لیکن دوسرے اجلاس میں ایک بھی نہ تھی (جو جنگ کے حامی تھے انہوں نے رائے نہ دی)۔ صفحہ ۲۴

۱۰ - لیبکنیخت، کارل (۱۸۷۱ء تا ۱۹۱۹ء) — جرمن اور عالمی مزدور تحریک کی ایک نمایاں شخصیت، جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بائیں‌بازو کے رہنما، جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے ایک

بانی، ۱۹۱۹ ء میں انقلاب دشمنوں نے بے رحمی سے انھیں قتل کر ڈالا۔ صفحہ ۲۷

ولہیلم دوئم (ہوھن زولرن) (۱۸۵۹ ء تا ۱۹۴۱ ء) — جرمنی کا شہنشاہ اور پروشیا کا بادشاہ (۱۸۸۸ ء تا ۱۹۱۸ ء)۔ صفحہ ۲۷

۱۱ - حوالہ ہے بورژوازی کے ساتھ اتحاد کے سوال پر ڈیموکریٹک کانفرنس میں رائے دہی کا۔

کل روس ڈیموکریٹک کانفرنس کو سوویتوں کی مینشویک اور اشتراکی انقلابی مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے منعقد کیا تھا بظاہر یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ ملک پر کس کی حکمرانی ہو۔ منظم کرنے والوں کا حقیقی مقصد بڑھتے ہوئے انقلاب سے عوام کی توجہ ہٹانا تھا۔ کانفرنس پیٹروگراد میں ۱۴ ستمبر سے ۲۲ ستمبر (۲۷ ستمبر سے ۵ اکتوبر) ۱۹۱۷ء تک ہوئی اور اس میں ۱۵۰۰ سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا۔ مینشویک اور اشتراکی انقلابی لیڈروں نے مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کو الگ رکھ کر اور پیٹی بورژوا اور بورژوا ڈیلی گیٹوں کی تعداد بڑھا کر اکثریت حاصل کرلی۔ کانفرنس میں بولشویکوں نے اس لئے حصہ لیا کہ مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کا پردہ چاک کریں۔ صفحہ ۲۹

۱۲ - فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب نے زار کا تختہ الٹ دیا اور روس میں دوہرا اقتدار قائم کیا (بورژوا عارضی حکومت اور مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتیں)۔ صفحہ ۲۹

۱۳ - اشارہ ہے زینوویف اور کامینیف کی شکست خوردگی کی جانب جنھوں نے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں مسلح بغاوت کی مخالفت کی تھی۔ صفحہ ۲۹

۱۴ - کیرینسکی — اشتراکی انقلابی پارٹی کا لیڈر۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت میں وزیر رہا اور بعد میں وزیراعظم اور سپہ سالار بن گیا۔ صفحہ ۳۰

۱۵ - عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) چھڑنے کے بعد بلجیم پر جرمن فوج نے قبضہ کر لیا جو وھاں تقریباً چار برس تک، ۱۹۱۸ء میں جرمنی کی شکست تک ڈیرہ ڈالی رھی۔ صفحہ ۳۱

۱۶ - ”نووی لوچ،، (نئی شعاع) اور ”نووایا ژیزن،، (نئی زندگی) — مینشویکوں کے اخبار۔ ”دیلو نرودا،، (عوام کا معاملہ) — اشتراکی انقلابیوں کا ترجمان۔ صفحہ ۳۱

۱۷ - اشارہ ہے ۲۲ فروری ۱۹۱۸ء کو روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (بولشویک) کی مرکزی کمیٹی کے ایک اجلاس میں جرمن سامراجیوں کے خلاف دفاع کے مقصد سے برطانیہ اور فرانس سے ھتیار اور غذا حاصل کرنے کے خلاف ”بائیں بازووالے کمیونسٹوں،، کی تقریر کی جانب۔ صفحہ ۳۰

۱۸ - کالیایف (۱۸۷۷ء — ۱۹۰۵ء) — اشتراکی انقلابی پارٹی کے لڑاکا گروپ کا ممبر جس نے کئی دھشت انگیز اقدام میں حصہ لیا۔ ۴ (۱۷) فروری ۱۹۰۵ء کو زار کے چچا گرانڈ ڈیوک سیرگئی رومانوف کو ھلاک کردیا جو ماسکو کا گورنر جنرل تھا۔ ۱۰ (۲۳) مئی کو شلیسیل برگ میں پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ صفحہ ۳۰

۱۹ - پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا اجلاس ۲۳ فروری ۱۹۱۸ء کو ھوا تاکہ امن کی مزید سخت شرائط پر بحث کی جائے جنھیں جرمنوں نے سوویت حکومت کو ارسال کیا تھا اس مطالبے کے ساتھ کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر جواب دیا جائے۔ لینن کے اس اصرار کی کہ جرمن شرائط کو فوراً ھر قیمت پر تسلیم کرنے کی ضرورت ہے ”بائیں بازو والے کمیونسٹوں،، بوخارین، اوریتسکی اور لوموف (اوپوکوف) نے مخالفت کی۔ تروتسکی نے لینن سے اختلافات کی بنا پر امور خارجہ کے عوامی کمیسار کے عھدے سے استعفا دینے کا اعلان کیا۔ سویردلوف، زنوویف اور سکولنی کوف نے امن کے عھدنامے پر دستخط کردینے کی حمایت میں تقریریں کیں۔ اپنی پہلی تقریر میں استالین نے تجویز کی کہ امن کےلئے گفت‌وشنید شروع کردی جائے لیکن یہ بھی کہا کہ امن پر دستخط

کرنے کی ضرورت نہیں ہے ، اس رویے کی لینن نے تنقید کی۔ اپنی دوسری تقریر میں استالین نے فوراً اس پر دستخط کرنے کی حمایت کی۔ لینن ، استاسووا ، زینوویف ، سویردلوف، استالین ، سکولنی کوف اور اسملگا نے جرمن شرائط کو فوراً قبول کرنے کے حق میں رائے دی۔ بوبنوف ، اوریتسکی، بوخارین اور لوموف اس کے مخالف تھے۔ تروتسکی ، کریستنسکی ، دزیرژینسکی اور یوفے نے رائے نہیں دی۔ رائے شماری کے بعد ''بائیں بازو والے کمیونسٹوں'' کے ایک گروپ — بوخارین ، لوموف ، بوبنوف ، پیاتاکوف ، یاکوف‌لیوا اور اوریتسکی نے اعلان کیا کہ وہ اپنے تمام پارٹی اور حکومت کے عہدوں سے استعفے دیتے ہیں اور پارٹی کے اندر اور عوام میں وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ کرنے کا حق محفوظ رکھا۔ صفحہ ۴۲

۲۰ - استولیپین (۱۸۶۲ء تا ۱۹۱۱ء) — زارشاہی کا سیاست‌داں اور بڑا زمیندار۔ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۱ء تک وزیروں کی کونسل کا صدر اور وزیرداخلہ۔ اس کے نام کا تعلق اس دور سے ہے جب سخت سیاسی رجعت‌پرستی چھائی ہوئی تھی اور سزائے موت انقلابی تحریک کو کچلنے کےلئے عام تھی (استولیپین رجعت‌پرستی ۱۹۰۷ — ۱۰ء)۔ صفحہ ۴۷

۲۱ - کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس نے جرمنی کے ساتھ امن کے سوال پر بحث کی۔ یہ سویردلوف کی زیرصدارت ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کو صبح کے تین بجے شروع ہوئی۔ لینن کی رپورٹ پر بحث کے دوران امن طے کرنے کی مخالفت مینشویکوں ، دائیں اور بائیں بازو کے اشتراکی انقلابیوں اور نراجیوں نے کی۔ ۸۵ ووٹوں کے مقابلے میں ۱۱۶ ووٹوں سے (۲۶ غیر جانب‌دار تھے) اجلاس نے امن کی جرمن شرائط پر بولشویکوں کی تجویز منظور کرلی۔ جس وقت رائے شماری ہوئی اکثر ''بائیں بازو والے کمیونسٹ'' باہر چلے گئے۔ صفحہ ۴۸

۲۲ - اشارہ ہے تیلسیت کے عہدنامہ‌امن کی جانب جو جولائی ۱۸۰۷ء کو فرانس اور پروشیا کے درمیان طے پایا تھا جس نے آخرالذکر

پر بھاری اور ذلت‌آمیز شرائط عائد کی تھیں۔ اسے اپنا کافی علاقہ کھونا پڑا اور دس کروڑ فرانک بطور تاوان ادا کرنے پڑے۔ اسے اپنی فوج گھٹا کر ۴۰۰۰۰ تک محدود کرنا پڑی اور نپولین کے مطالبے کے مطابق امدادی فوج فراہم کرنا پڑی۔ اسے انگلستان کے ساتھ اپنی تجارت بھی بند کرنا پڑی۔ صفحہ ۵۴

۲۳ - اشتراکی انقلابی پارٹی — ایک پیٹی بورژوا پارٹی جو ۱۹۰۱ء کے اواخر اور ۱۹۰۲ء کی ابتدا میں روس میں قائم ہوئی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران اس کی اکثریت نے سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا رویہ اختیار کیا۔

فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد مینشویکوں کے شانہ بشانہ اشتراکی انقلابی انقلاب دشمن بورژوا زمیندار عارضی حکومت کا خاص سہارا بن گئے۔ ان کے رہنما (اوکسینت‌یف، کیرینسکی، چیرنوف) وزیر تھے۔ انھوں نے جاگیریں ختم کرنے کا کسانوں کا مطالبہ ٹھکرا دیا اور جب کسانوں نے جاگیروں پر قبضہ کیا تو عارضی حکومت میں ان کے وزیروں نے تعزیری مہمیں بھیجنے کی منظوری دی۔

نومبر ۱۹۱۷ء میں اس کے بائیں بازو نے الگ اپنی پارٹی قائم کرلی تاکہ کسانوں پر اثر جما رہے۔ انھوں نے لفظوں میں سوویت حکومت کو تسلیم کیا اور بولشویکوں سے سمجھوتہ کیا۔ لیکن بہت جلد بولشویکوں کے خلاف لڑنے لگے۔

غیرملکی مسلح مداخلت اور خانہ‌جنگی کے زمانے میں اشتراکی انقلابیوں نے تخریبی سرگرمیاں کیں اور مداخلت کرنےوالوں اور سفید محافظوں کی مدد کی۔ انھوں نے انقلاب‌دشمن سازشوں میں حصہ لیا اور سوویت حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے رہنماؤں کے خلاف دہشت‌انگیز اقدام کئے۔ خانہ جنگی کے بعد سوویت ریاست کے خلاف ملک کے اندر اور سفید محافظ تارکین وطن میں معاندانہ سرگرمیاں جاری رکھیں۔ صفحہ ۵۸

۲۴ - زارشاہی کے روس میں خاص فوجی اسکولوں کے گریجوئیٹ۔ صفحہ ۶۰

۲۵ - کالیدین ، کورنیلوف ، الیکسیئف — زار کی فوج کے جنرل جنھوں نے ۱۹۱۷ — ۱۸ء میں سوویت اقتدار کے خلاف مسلح جدوجہد منظم کی۔ صفحہ ۶۰

۲۶ - نکولائی دوئم روسانوف (۱۸۶۸ء تا ۱۹۱۸ء) — روس کا آخری شہنشاہ (۱۸۹۴ء تا ۱۹۱۷ء)۔ صفحہ ۶۳

۲۷ - پیرس کمیون — وہ انقلابی حکومت جسے مزدوروں نے پیرس میں پرولیتاری انقلاب کے وقت قائم کی تھی اور جو پرولیتاریہ کی آمریت کے قیام کی پہلی کوشش تھی۔ وہ ۷۲ دن تک قائم رہی (۱۸ مارچ سے ۲۸ مئی ۱۸۷۱ء تک)۔ صفحہ ۷۱

۲۸ - هنڈنبرگ ، پال (۱۸۴۷ء تا ۱۹۳۴ء) — سامراجی عالمی جنگ ۱۹۱۴ — ۱۸ء کے دوران مشرقی محاذ پر جرمن فوج کا کمانڈر، بعد میں جنرل اسٹاف کا چیف بن گیا۔ سوویت روس کے خلاف فوجی مداخلت منظم کرنےوالوں میں سے ایک تھا۔ صفحہ ۸۰

۲۹ - ۲۱ — ۲۰ اپریل ۱۹۱۷ء کو پیترو گراد کے مزدوروں اور سپاهیوں نے عارضی بورژوا حکومت کی طرف سے سامراجی جنگ جاری رکھنے کے احتجاج میں مظاهره کیا۔ اس مظاهرے کا نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت کی وزارت سے کاڈیٹوں کا لیڈر میلیوکوف باهر نکال دیا گیا اور مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کے ساتھ مخلوط حکومت قائم هوئی۔ صفحہ ۸۲

۳۰ - لینن کا اشاره پیترو گراد میں ۳ — ۴ (۱۶ — ۱۷) جولائی ۱۹۱۷ء کے مظاهروں کی جانب هے۔

۳ (۱۶) جولائی کو پیترو گراد میں عارضی بورژوا حکومت کے خلاف خود رو مظاهرے شروع هوئے۔ بولشویک پارٹی ان مظاهروں کے خلاف تهی کیونکہ اس کی رائے میں ابھی تک انقلابی بحران پخته نهیں هوا تها۔ کیونکہ مظاهرے شروع هو چکے تهے اس لئے بولشویکوں نے ان میں حصه لیا تا که ان کی نوعیت پرامن اور منظم هو جائے۔ ۴ (۱۷) جولائی کے مظاهرے میں ۵ لاکھ

لوگوں نے حصہ لیا ، اس کا نعرہ تھا " سوویتوں کو تمام اقتدار ملے "۔

مزدوروں اور سپاہیوں کے خلاف مینشویکوں اور اشتراکی انقلابیوں کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے فوجی افسروں کا ساتھ دیا اور مظاہرہ کچل دیا گیا اور بڑے پیمانے پر گرفتاریاں وغیرہ ہوئیں ۔

جولائی کے دنوں کے بعد ملک کا اقتدار انقلاب دشمن عارضی حکومت کے ہاتھ میں آگیا ۔ صفحہ ۸۳

۳۱ - کورنی لوف کی بغاوت — اگست ۱۹۱۷ء میں روسی بورژوازی کی انقلاب دشمن سازس ۔ اس کا سرغنہ جنرل کورنی لوف تھا اور اسے اونچے فوجی افسروں کی حمایت حاصل تھی ۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ انقلابی پیتروگراد پر قبضہ کر لیا جائے ، بولشویک پارٹی کو کچل دیا جائے ، سوویتیں توڑ ڈالی جائیں اور فوجی آمریت قائم کی جائے ۔

بولشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی اپیل پر لبیک کہہ کر پیتروگراد کے مزدور ، انقلابی ملاح اور سپاہی انقلاب کی مدافعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کورنی لوف کی بغاوت کو شکست دیدی ۔ عوام کے دباؤ کی وجہ سے عارضی حکومت کورنی لوف اور اس کے شرکا کا وارنٹ گرفتاری جاری کرنے اور ان پر مقدمہ چلانے کے لئے مجبور ہو گئی ۔ یہیں سے بورژوازی اور زمینداروں کی انقلاب کو کچلنے کی کوشش میں ناکامی شروع ہوئی ۔ کورنی لوف کی بغاوت کو کچلنے کے بعد عوام پر بولشویک پارٹی کا اثر کافی بڑھ گیا اور ملک بھر میں سوویتوں میں ان کی نمائندگی میں اضافہ ہوا ۔ صفحہ ۸۳

۳۲ - اشارہ ہے کامینیف ، زینوویف ، ری کوف اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے دوسرے ممبران اور سوویت حکومت کے عہدیداروں کے شکست خوردہ رویے کی جانب جنھوں نے اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد اشتراکی انقلابیوں کے اس مطالبے کی تائید کی کہ " یک رنگی اشتراکی حکومت " ہو ۔ صفحہ ۸۳

۳۳ - اوکسینتیف — اشتراکی انقلابی پارٹی کا ایک لیڈر ، کیرینسکی کی حکومت میں وزیر امور داخلہ ۔ صفحہ ۸۳

۳۴ - کراسنوف — زار کی فوج کا جنرل ، سوویت اقتدار کے خلاف مسلح جدوجہد کو منظم کرنے والوں میں سے ایک۔ صفحہ ۸۴

۳۵ - سوویت حکومت نے وہ تمام خفیہ سفیرانہ دستاویزیں اور روس کے زار کی حکومت کے (بعد میں بورژوا عارضی حکومت کے بھی) برطانیہ ، فرانس ، اٹلی ، جاپان ، آسٹریا ہنگری اور دوسری سامراجی طاقتوں کے ساتھ خفیہ عہدنامے شائع کئے۔ صفحہ ۹۴

۳۶ - راسپوتین (۱۸۷۲ ء — ۱۹۱۶ ء) — ایک مہم‌باز جس کا زار نکولائی دوئم کے دربار میں بڑا رسوخ تھا۔ صفحہ ۹۵

۳۷ - اشارہ ہے زار سے وفاداری کے عہد کا جس پر تیسری ریاستی دوما کے تمام ممبروں کو دستخط کرنا پڑے تھے۔ دوسرے ارکان کے ساتھ سوشل ڈیموکریٹک ممبروں نے بھی اس پر دستخط کئے کیوں کہ اس پر دستخط کرنے سے انکار کا مطلب دوما کو جائے خطاب کی حیثیت سے کھونا تھا ، لیکن پرولیتاریہ کو انقلابی جدوجہد پر تیار کرنے کے لئے اس کی ضرورت تھی۔ صفحہ ۹۷

۳۸ - اوبولینسکی (اوسینسکی) نے یہ اصطلاح اپنے جنگ اور امن کے سوال پر مقالوں میں استعمال کی تھی جو پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ۲۱ جنوری (۳ فروری) ۱۹۱۸ ء کو ہونے والے اجلاس کے لئے لکھے گئے تھے اور ۱۴ مارچ کو " بائیں بازو والے کمیونسٹوں " کے اخبار " کمیونسٹ " نمبر ۸ میں شائع ہوئے تھے۔ اوبولینسکی نے یوں تشریح کی تھی " انقلابی جنگ عام خانہ جنگی کی طرح اپنی فطرت کے لحاظ سے باقاعدہ فوجی اقدام نہیں ہوسکتی جیسا کہ قومی فوجیں حکمت عملی والے عملوں میں کرتی ہیں ... فوجی اقدام چھاپے‌مار لڑائی کی نوعیت اختیار کر لیتے ہیں (بیریکیڈ لڑائی کی طرح) ، طبقاتی خطوط پر پرچار کے ساتھ متحد کرکے۔ " صفحہ ۹۹

۳۹ - ماکس ہوفمان (۱۸۶۹ ء — ۱۹۲۷ ء) — جرمن جنرل۔ ستمبر ۱۹۱۶ ء میں وہ چیف آف اسٹاف تھا اور دراصل مشرقی محاذ پر

جرمن فوجوں کا کمانڈر تھا۔ سوویت روس اور آسٹریا جرمنی اتحاد کے درمیان بریست کی گفت‌وشنید میں اس نے نمایاں حصہ لیا۔ صفحہ ۱۰۰

۴۰ - ملاحظہ ہو نوٹ ۲۲ -

۴۱ - پیتروگراد میں پوتی‌لوف نامی کارخانے میں کام کرنےوالے مزدور۔ صفحہ ۱۰۲

۴۲ - لینن اس دور کی جانب شاید اشارہ کر رہے ھیں جو ۱۸ فروری کو جرمن حملہ شروع ہونے اور ۲۸ فروری ۱۹۱۸ء کو بریست لیتوفسک میں سوویت وفد کے پہنچنے کے درمیان گزرا۔ جرمن حملہ ۳ مارچ تک جاری رھا ، اس دن تک جب کہ امن کے عہدنامے پر دستخط ہوئے۔ صفحہ ۱۰۲

۴۳ - پیتلورا (۱۸۷۷ء—۱۹۲۶ء) — یوکرین کا بورژوا قوم‌پرست لیڈر۔ صفحہ ۱۰۹

۴۴ - اشارہ ھے فرانسیسی افسر کومتے دے لوبیرسک سے لینن کی گفتگو کی جانب جو ۲۷ فروری ۱۹۱۸ء کو ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۱۰

۴۵ - اشارہ ھے اس اپیل کی جانب جسے فوجی امور کی عوامی کمیساریت نے تمام مزدوروں اور کسانوں کے نام رضاکارانہ طور پر فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے کی تھی۔ یہ رضاکارانہ اس لئے تھی کہ بریست‌لیتوفسک عہدنامے کی شرائط کے مطابق روسی فوج کو مکمل طور پر سبکدوش کردیا گیا تھا۔ یہ اپیل اخبار ”ازویستیا“ شمارے ۴ میں ۵ مارچ ۱۹۱۸ ء کو شائع ہوئی۔ صفحہ ۱۱۱

۴۶ - کانوسا — شمالی اٹلی میں ایک قصر جہاں ۱۰۷۷ ء میں جرمن شہنشاہ ہنری چہارم نے پوپ گریگوری ہفتم کے سامنے کفارہ ادا کیا تھا۔ چنانچہ جملہ ”کانوسا کو جانا“ کا مطلب اس شخص کے سامنے بےعزتی کرانا ھے جس کی پہلے مزاحمت کی گئی تھی۔ صفحہ ۱۱۱

۴۷ - بریست لیتوفسک میں ۲ (۱۵) دسمبر ۱۹۱۷ء کو جن شرائط پر سوویت حکومت اور چہار گانہ اتحاد کی طاقتوں کی (جرمنی، آسٹریا ہنگری، بلغاریہ اور ترکی) جنگ‌بندی ہوئی اس کے مطابق ہر فریق سات دن کا نوٹس دے کر پھر جنگ شروع کر سکتا تھا۔ اس دفعہ کی خلاف‌ورزی کرتے ہوئے جرمن فوجی کمان نے صرف جنگ بندی کے دو دن بعد ۸ فروری کو تمام محاذ پر حملہ کر دیا۔ صفحہ ۱۱۳

۴۸ - اشارہ ہے انقلاب‌دشمن یوکرینی رادا سے امن طے کرنے کی جانب (نوٹ ۳ ملاحظہ ہو)۔ صفحہ ۱۱۳

۴۹ - ۱۲ مارچ سوویتوں کی کل‌روس کانگریس کے چوتھے غیرمعمولی اجلاس کا دن تھا جب امن کے عہدنامے کی توثیق کا فیصلہ کیا جانے‌والا تھا۔ لیکن اس کا اجلاس ۱۴ — ۱۶ مارچ ۱۹۱۸ء کو ہوا۔ صفحہ ۱۱۴

۵۰ - یہ ٹکڑا نکولائی نیکراسوف کی نظم ”روس میں کس کی زندگی رہنے کے قابل ہے،، سے لیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۲۱

۵۱ - اشارہ ہے مینشویک اور اشتراکی انقلابی پارٹیوں کی جانب جن کی مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں میں نمائندگی تھی لیکن بعد میں وہ انقلاب دشمن بن گئیں۔ ۱۴ جون ۱۹۱۸ء کو کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے ایک فیصلہ منظور کیا جس کے تحت کمیٹی اور مقامی سوویتوں سے انقلاب‌دشمن اشتراکی انقلابیوں (دائیں‌بازووالے اور مرکز کے) اور مینشویکوں کو نکال دیا گیا۔ یہ فیصلہ ۱۸ جون کو ”کل روس انتظامیہ کمیٹی کے ازویستیا،، کے شمارے ۱۳۰ میں شائع ہوا تھا۔ صفحہ ۱۲۷

۵۲ - آئینی جمہوریت‌پسند (کاڈیٹ) — آئینی جمہوری پارٹی کے ممبر، جو روس میں اصلاح‌پسند شاہی‌پرست بورژوازی کی خاص سیاسی تنظیم تھی اور اکتوبر ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کی رکنیت سرمایہ‌داروں، زمینداروں جو مقامی کونسل میں کام کرتے تھے، بورژوا دانشوروں پر مشتمل تھی۔ کاڈیٹ بعد میں سامراجی

بورژوازی کی پارٹی بن گئے۔ پہلی عالمی جنگ میں انھوں نے زار کی حکومت کی قزاقانہ پالیسی کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ء میں بورژوا جمہوری انقلاب کے وقت انھوں نے بادشاہت کو بچانے کی کوشش کی۔ بورژوا عارضی حکومت میں ان کا بڑا حصہ تھا اس‌لئے انقلاب دشمن پالیسی چلائی جو عوام کے مفاد کے خلاف تھی۔ عظیم اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد وہ سوویت اقتدار کے کٹر دشمن بن گئے اور سوویت روس کے خلاف انقلاب دشمن اقدامات اور مداخلتی سہموں میں حصہ لیا۔ مداخلت کرنےوالوں اور سفید محافظوں کی شکست کے بعد کاڈیٹ اپنی انقلاب‌دشمن سوویت دشمن حرکتیں جاری رکھنے کےلئے بدیس بھاگ گئے۔ صفحہ ۱۳۵

۵۳ - حوالہ ہے کاسکوف کی ضمنی رپورٹ کا جو بریست لیتوفسک امن کے عہدنامے کی توثیق کے سوال پر تھی۔ صفحہ ۱۴۸

۵۴ - مینشویک مارتوف اس بہانے سے کہ کانگریس کے نمائندوں کو عہدنامے کی عبارت کا علم بھی نہیں ہے انھیں ایسے کسانوں کے مشابہ بتایا جنھیں حکام مقامی دیہی جلسوں میں ان کے علم بغیر کاغذات پر دستخط کرنے کےلئے مجبور کرتے تھے۔ صفحہ ۱۴۸

۵۵ - ''وپیریود،، (آگے بڑھو) — مینشویک روزنامہ جس کی اشاعت ماسکو میں مارچ ۱۹۱۷ء سے شروع ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۶۶

۵۶ - نوزدریف — گوگول کی تصنیف ''مردہ روحیں،، کا کردار۔ غیرشائستہ، پرفریب، مغرور اور خودپرست زمیندار۔ صفحہ ۱۸۲

۵۷ - اشارہ ہے اوتزوویزم اور اس کی ایک قسم الٹی‌میٹیمزم کا۔ انقلابی لفاظی کے پردے میں اوتزوویزم کے پیرو سوشل ڈیموکریٹک نمائندوں کو تیسری ریاستی دوما سے واپس بلانا اور قانونی ٹریڈیونینوں، امداد باھمی کی انجمنوں سے تعلق قطع کرنے پر مصر تھے۔ صفحہ ۱۸۶

۵۸ - زار کا ۶ (۱۹) اگست ۱۹۰۵ء کا منشور ایک قانون تھا جس کے تحت ریاستی دوما قائم کی گئی اور اس کے انتخاب کےلئے قواعد مرتب

کئے گئے۔ اس دوما کا نام وزیر داخلہ بولیگین کے نام پر تھا جس نے زار کی ھدایت پر قانون کا مسودہ تیار کیا تھا۔ قانون کے مسودے کے تحت دوما کو قانون سازی کے اختیارات نہیں تھے بلکہ زار کے مشاورتی ادارے کی طرح چند مسائل پر تبادلۂ خیال کرنے کا حق تھا۔ بولشویکوں نے مزدوروں اور کسانوں سے اس کے بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔ انتخابات نہیں ھوئے اور حکومت دوما منعقد نہیں کر سکی جیسے انقلابی سیلاب اور اکتوبر ۱۹۰۵ء میں کل روس سیاسی ھڑتال نے خس وخاشاک کی طرح بہا دیا۔ صفحہ ۱۸۶

۵۹ - ایک دلال اشتعال دلانےوالے کی اطلاع پر چوتھی دوما کے پانچ بولشویک رکن (روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر گروپ کے ممبر) ۵ (۱۸) نومبر ۱۹۱۴ء کو گرفتار کرلئے گئے۔ اس سے ایک دن پہلے جنگ کے سوال پر بولشویکوں کی کانفرنس ھوئی تھی۔ زار کی حکومت نے بولشویک رکنوں پر "عظیم غداری" کا الزام لگایا۔ وہ پارلیمانی آزادی سے محروم کر دئے گئے اور انھیں عمر بھر کے لئے مشرقی سائبیریا جلاوطن کر دیا گیا۔ صفحہ ۱۹۰

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکر گذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے ، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں ۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے ۔

ہمارا پتہ : زوبوفسکی بلوار ، نمبر ۲۱ ، ماسکو ، سوویت یونین

21, Zubovsky Boulevard,
Moscow, USSR

В. И. Ленин

РЕВОЛЮЦИОННОЙ ФРАЗЕ

на языке урду